B9ED211DST

اردو کی تدریسیات

(Pedagogy of Urdu)

فاصلاتی اور روایتی نصاب پر مبنی خود اکتسابی مواد

برائے

بیچلر آف ایجوکیشن

(دوسرا سمسٹر)

نظامتِ فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ، بھارت

© مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

کورس۔ بیچلر آف ایجوکیشن

ISBN: 978-93-80322-39-1
First Edition: August, 2018
Second Edition: July, 2019
Third Edition: December, 2021

ناشر	:	رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد
اشاعت	:	دسمبر، 2021
قیمت	:	00/-
تعداد	:	0000
ترتیب وتزئین	:	ڈاکٹر محمد اکمل خان، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
سرورق	:	ڈاکٹر محمد اکمل خان

اردو کی تدریسیات

(Pedagogy of Urdu)
for B.Ed. 2nd Semester

On behalf of the Registrar, Published by:
Directorate of Distance Education
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS), Bharat
Director: dir.dde@manuu.edu.in **Publication:** ddepublication@manuu.edu.in
Phone: 040-23008314 **Website:** manuu.edu.in

مجلس ادارت۔اشاعت اوّل ودوم

(Editorial Board-1st and 2nd Edition)

مضمون مدیر

(Subject Editor)

Dr. Reyaz Ahmad | ڈاکٹر ریاض احمد

Assistant Professor | اسسٹنٹ پروفیسر

MANUU College of Teacher Education, Sambhal | مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، سنبھل

زبان مدیر

(Language Editor)

Dr. Najmus Saher | ڈاکٹر نجم السحر

Associate Professor (Education) | اسوسی ایٹ پروفیسر (تعلیم)

DDE, MANUU, Hyderabad | نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو، حیدرآباد

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

گچی باؤلی، حیدرآباد۔32، تلنگانہ، بھارت

مجلس ادارت ۔ اشاعت سوم

(Editorial Board-3rd Edition)

مضمون مدیران
(Subject Editors)

Prof. Mushtaq Ahmed I. Patel
Professor, Education (DDE)

پروفیسر مشتاق احمد آئی ۔ پٹیل
پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)

Dr. Najmus Saher
Associate Professor, Education (DDE)

ڈاکٹر نجم السحر
اسوسی ایٹ پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)

Dr. Sayyad Aman Ubed
Associate Professor, Education (DDE)

ڈاکٹر سید امان عبید
اسوسی ایٹ پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)

Dr. Banwaree Lal Meena
Assistant Professor, Education (DDE)

ڈاکٹر بنواری لال مینا
اسسٹنٹ پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)

زبان مدیران
(Language Editors)

Prof. Abul Kalam
Professor, Dept. of Urdu, MANUU

پروفیسر ابوالکلام
پروفیسر، شعبۂ اردو، مانو

Dr. Mohd Akmal Khan
Guest Faculty (Urdu)
Directorate of Distance Education

ڈاکٹر محمد اکمل خان
گیسٹ فیکلٹی (اردو)
نظامت فاصلاتی تعلیم

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

گچی باؤلی، حیدرآباد۔32، تلنگانہ، بھارت

پروگرام کوآرڈی نیٹر
ڈاکٹر نجم السحر ،اسوسی ایٹ پروفیسر (تعلیم)
نظامتِ فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

مصنفین	**اکائی نمبر**
ڈاکٹر آفاق ندیم خان، اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، بھوپال	اکائی 1
ڈاکٹر نہال احمد انصاری، اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، آسنسول	اکائی 2
پروفیسر محمد مشاہد، شعبۂ تعلیم و تربیت، مانو	اکائی 3
ڈاکٹر ریاض احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، سنبھل	اکائی 4
ڈاکٹر آفاق ندیم خان، اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، بھوپال	اکائی 5

فہرست

پیغام	وائس چانسلر	7
پیغام	ڈائرکٹر	8
کورس کا تعارف	پروگرام کوآرڈی نیٹر	9
اکائی 1:	معلم اُردو اور مشقی تدریس	11
اکائی 2:	درسی کتاب اور تدریسی آلات	49
اکائی 3:	نصاب اور ہم نصابی سرگرمیاں	70
اکائی 4:	اُردو زبان کے فروغ میں معاون ادارے	86
اکائی 5:	پیمائش اور جانچ	104
	نمونہ امتحانی پرچہ	**130**

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی 1998 میں وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کی گئی۔اس کے چار نکاتی مینڈیٹس ہیں: (1) اردو زبان کی ترویج وترقی (2) اردو میڈیم میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی (3) روایتی اور فاصلاتی تدریس سے تعلیم کی فراہمی اور (4) تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ۔ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد اور ممتاز بناتے ہیں۔قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری اور علاقائی زبانوں میں تعلیم کی فراہمی پر کافی زور دیا گیا ہے۔

اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد ومنشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی رہا ہے۔کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ اس بات کی تصدیق کردیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔یہی کیفیت اکثر رسائل واخبارات میں دیکھنے کو ملتی ہے۔اردو میں دستیاب تحریریں قاری کو کبھی عشق ومحبت کی پُرپیچ راہوں کی سیر کراتی ہیں تو کبھی جذباتیت سے پُر سیاسی مسائل میں اُلجھاتی ہیں، کبھی مسلکی اور فکری پس منظر میں مذاہب کی توضیح کرتی ہیں تو کبھی شکوہ وشکایت سے ذہن کو گراں بار کرتی ہیں۔تاہم اُردو قاری اور اُردو سماج دورِ حاضر کے اہم ترین علمی موضوعات سے نابلد ہیں۔چاہے یہ خود ان کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، یا مشینی آلات ہوں یا ان کے گرد وپیش ماحول کے مسائل ہوں، عوامی سطح پر اِن شعبہ جات سے متعلق اردو میں مواد کی عدم دستیابی نے عصری علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کردی ہے۔یہی وہ مبارزات (Challenges) ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔اِسکولی سطح پر اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیرِ بحث آتے ہیں۔چوں کہ اُردو یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اُردو ہے اور اس میں عصری علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔انہیں مقاصد کے حصول کے لیے اردو یونیورسٹی کا آغاز فاصلاتی تعلیم سے 1998 میں ہوا تھا۔

مجھے اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ اس کے ذمہ داران بشمول اساتذہ کرام کی انتھک محنت اور ماہرینِ علم کے بھرپور تعاون کی بنا پر کتب کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع ہوگیا ہے۔فاصلاتی تعلیم کے طلباء کے لیے کم سے کم وقت میں خود اکتسابی مواد اور خود اکتسابی کتب کی اشاعت کا کام عمل میں آ گیا ہے۔پہلے سمسٹر کی کتب شائع ہو کر طلباء وطالبات تک پہنچ چکی ہیں۔دوسرے سمسٹر کی کتابیں بھی جلد طلباء تک پہنچیں گی۔مجھے یقین ہے کہ اس سے ہم ایک بڑی اردو آبادی کی ضروریات کو پورا کرسکیں گے اور اس یونیورسٹی کے وجود اور اِس میں اپنی موجودگی کا حق ادا کرسکیں گے۔

پروفیسر سید عین الحسن
وائس چانسلر
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

پیغام

فاصلاتی طریقۂ تعلیم پوری دنیا میں ایک انتہائی کارگر اور مفید طریقۂ تعلیم کی حیثیت سے تسلیم کیا جا چکا ہے اور اس طریقۂ تعلیم سے بڑی تعداد میں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی نے بھی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے اردو آبادی کی تعلیمی صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے اِس طرزِ تعلیم کو اختیار کیا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا آغاز 1998 میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور ٹرانسلیشن ڈِویژن سے ہوا اور اس کے بعد 2004 میں باقاعدہ روایتی طرز تعلیم کا آغاز ہوا اور بعد ازاں متعدد روایتی تدریس کے شعبہ جات قائم کیے گئے۔ نو قائم کردہ شعبہ جات اور ٹرانسلیشن ڈِویژن میں تقرریاں عمل میں آئیں۔ اس وقت کے اربابِ مجاز کے بھرپور تعاون سے مناسب تعداد میں خود مطالعاتی مواد تحریر و ترجمے کے ذریعے تیار کرائے گئے۔

گزشتہ کئی برسوں سے یو جی سی۔ ڈی ای بی DEB-UGC اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ فاصلاتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات کو روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات سے کماحقہ ہم آہنگ کر کے نظامتِ فاصلاتی تعلیم کے طلبا کے معیار کو بلند کیا جائے۔ چوں کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی فاصلاتی اور روایتی طرزِ تعلیم کی جامعہ ہے، لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے یو جی سی۔ ڈی ای بی کے رہنمایانہ اصولوں کے مطابق نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات کو ہم آہنگ اور معیار بلند کر کے خود اکتسابی مواد SLM از سرِ نو بالترتیب یو جی اور پی جی طلبا کے لیے چھ بلاک چوبیس اکائیوں اور چار بلاک سولہ اکائیوں پر مشتمل نئے طرز کی ساخت پر تیار کرائے جا رہے ہیں۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کورسز پر مشتمل جملہ پندرہ کورسز چلا رہا ہے۔ بہت جلد تکنیکی ہنر پر مبنی کورسز بھی شروع کیے جائیں گے۔ متعلمین کی سہولت کے لیے 9 علاقائی مراکز بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر اور 5 ذیلی علاقائی مراکز حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح اور امراوتی کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک تیار کیا ہے۔ ان مراکز کے تحت سرِ دست 155 متعلم امدادی مراکز (Learner Support Centre) کام کر رہے ہیں، جو طلبا کو تعلیمی اور انتظامی مدد فراہم کرتے ہیں۔ نظامت فاصلاتی تعلیم نے اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا استعمال شروع کر دیا ہے، نیز اپنے تمام پروگراموں میں داخلے صرف آن لائن طریقے ہی سے دے رہا ہے۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم کی ویب سائٹ پر متعلمین کو خود اکتسابی مواد کی سافٹ کاپیاں بھی فراہم کی جا رہی ہیں، نیز جلد ہی آڈیو۔ ویڈیو ریکارڈنگ کا لِنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ متعلمین کے درمیان رابطے کے لیے ایس ایم ایس (SMS) کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے، جس کے ذریعے متعلمین کو پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس کے رجسٹریشن، مفوضات، کونسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔

امید ہے کہ ملک کی تعلیمی اور معاشی حیثیت سے پچھڑی اردو آبادی کو مرکزی دھارے میں لانے میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم کا بھی نمایاں رول ہوگا۔

پروفیسر محمد رضاء اللہ خان
ڈائرکٹر، انچارج، نظامت فاصلاتی تعلیم
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

کورس کا تعارف

آپ نے بی ایڈ سمسٹر اول کے نصاب میں تدریس اردو سے متعلق مختلف امور جیسے زبان اور زبان کی اہمیت، زبان کے اقسام، اردو ادب کی اہم اصناف، تدریس اردو کے مختلف طریقوں اور بنیادی مہارتوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس کے علاوہ اردو زبان کی تدریس کی منصوبہ بندی بھی آپ کے نصاب میں شامل رہی ہیں۔

یہ کورس پچھلے سمسٹر کے نصاب کا ہی تسلسل ہے۔ اس کورس میں پانچ اکائیاں شامل ہیں۔ اکائی (1) ''معلم اردو اور مشقی تدریس'' ہے۔ اس اکائی میں معلم اردو کے اہم اوصاف کے علاوہ مختلف اصناف کی تدریس کے مختلف مراحل پیش کئے گئے ہیں۔ اکائی (2) درسی کتاب اور تدریسی آلات سے متعلق ہے۔ اکائی (3) میں آپ نصاب کے تصور، تدوین نصاب کے اصولوں اور ہم نصابی سرگرمیوں کے بارے میں واقفیت حاصل کریں گے۔

ہندوستانی میں کئی ادارے اردو کی ترقی و ترویج میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اکائی (4) میں ان اداروں کے قیام، اور ان کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔

آخری اکائی (5) میں تعین قدر، پیمائش اور مسلسل جامع جانچ کے تصورات کی تفہیم، مسلسل جامع جانچ کے آلات وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔

اردو کی تدریسیات

(Pedagogy of Urdu)

اکائی 1۔ معلم اردو اور مشقی تدریس

اکائی کے اجزا

1.1 تمہید

1.2 مقاصد

1.3 ایک موثر معلم کے اوصاف

1.4 زبان دانی کے معلم اور معلم اردو کے خصوصی اوصاف

1.5 تدریس نثر۔ مختلف مراحل

1.6 تدریس نظم۔ مختلف مراحل

1.7 تدریس قواعد۔ مختلف مراحل

1.8 سالانہ پلان/سالانہ منصوبہ

1.9 یونٹ پلان/اکائی منصوبہ

1.10 یونٹ پلان اور سالانہ پلان میں فرق/اکائی منصوبہ اور سالانہ منصوبہ میں فرق

1.11 یاد رکھنے کے نکات

1.12 فرہنگ

1.13 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

1.14 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

1.1 تمہید

زندگی کو معیاری بنانے کے لیے تعلیم ضروری ہے۔ مگر تعلیم کو بہتر بنانے کے لیے معیاری استاد بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ جارج برناڈ شا کے مطابق ''ہم میں سے جو بہتر ہیں وہ استاد بنیں، باقی جہاں جانا چاہیں جائیں''۔ ایک استاد کا کام صرف طلباء کو چند حقائق سے آگاہ کرانا نہیں ہے بلکہ بحیثیت فرد انہیں پروان چڑھانا اور ان کے اندر ایک ذاتی فکر پیدا کرنا ہے۔ استاد کی حیثیت ایک مالی جیسی ہوتی ہے جو کہ پودوں کی نگہداشت کرتا ہے اور ایک تناور درخت بننے میں اس کی مدد کرتا ہے۔ اس کے لیے معلم میں چند ایسے اوصاف ہونا ضروری ہیں جو کہ معلم کو واقعتاً معلم کہلانے کے حقدار بنائیں۔ تعلیمی نظام میں خاص طور سے مادری زبان کی تدریس بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ تعلیم ایک تہذیبی عمل ہے اور اور اردو زبان کی تعمیل ہماری تہذیبی شخصیت کی تکمیل کرتی ہے۔ اس اکائی میں ایک موثر معلم کے اوصاف کے ساتھ ساتھ معلم اردو کے خاص اوصاف پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔

ثانوی جماعتوں میں اردو ادب کی مختلف اصناف کی تدریس کی جاتی۔ ہر صنف اپنی نوعیت کے اعتبار سے مخصوص ہوتی ہے لیکن اردو زبان کی مختلف اصناف کو اصناف نثر اور اصناف نظم میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اس اکائی میں تدریس نثر کے مختلف مراحل، تدریس نظم کے مختلف مراحل کے ساتھ ساتھ تدریس قواعد کے مختلف طریقوں پر بھی بحث کی گئی ہے۔

تنظیم، ترتیب، ربط اور منصوبہ بندی موثر تدریسی عمل کی بنیادی ضرورت ہے۔ کسی استاد کے لیے اس عمل میں بنیادی تصورات اور اصولوں کی فہم کے تئیں اپنے شاگردوں کو بیدار کرنا اور متحرک کرنا ضروری ہے۔ اس عمل کی تکمیل کے لیے پورے سال کی تدریسی سرگرمیوں کی حسب ضرورت اور حسب استعداد منصوبہ بندی کرنا اور منصوبہ اسباق کے مطابق تعلیم فراہم کرنا معلم کے لیے ضروری ہے۔ ایک معلم کے لیے ضروری کہ وہ درجہ میں سبق پڑھانے سے پہلے تدریس کے ہر ایک پہلو اور ہر نکتہ پر اچھی طرح غور و فکر کرے، موضوع اور مواد کو ذہن نشین کرے اور تدریس کے سبھی اقدامات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے پورے سال کی تدریسی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کرے اور اس سالانہ منصوبہ بندی کی بنیاد پر اکائی منصوبہ بندی اور سبق کی منصوبہ بندی کرے اور اسی کے مطابق اپنی تدریسی سرگرمیوں کو انجام دے۔ اس لیے اس اکائی میں سالانہ منصوبہ بندی اور اکائی منصوبہ بندی کرنے اور اس کا استعمال کیسے کیا جائے؟ اس پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

1.2 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1۔ ایک موثر معلم کے اوصاف بیان کر سکیں گے۔

2۔ زبان دانی کے معلم کی خصوصیات واضح کر سکیں گے۔

3۔ معلم اردو کے خصوصی اوصاف کی فہرست بنا سکیں گے۔

4۔ تدریس نثر کے مختلف مراحل کی تفہیم کر کے اس کا استعمال اپنی تدریس میں کر سکیں گے۔

5۔ تدریس نظم کے مختلف مراحل کی تفہیم کر کے اس کا استعمال اپنی تدریس میں کر سکیں گے۔

6۔ تدریس قواعد کے مختلف مراحل کی تفہیم کر کے اس کا استعمال اپنی تدریس میں کر سکیں گے۔

7۔ اکائی منصوبہ بندی کے تصور اور طریقہ کار کو سمجھ کر اس کا استعمال اپنی تدریس میں کر سکیں گے۔

8۔ سالانہ منصوبہ بندی کے تصور اور طریقہ کار کو سمجھ کر اس کا استعمال اپنی تدریس میں کر سکیں گے۔

9۔ اکائی منصوبہ بندی اور سالانہ منصوبہ بندی میں فرق واضح کر سکیں گے۔

1.3 ایک موثر معلم کے اوصاف

تعلیمی عمل کا روح رواں معلم ہوتا ہے۔ معلم کو نظام تعلیم میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ایک موثر معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے طلباء کی ذہنی صلاحیت، ان کی عمر، جماعت، دلچسپیوں اور طبیعت کے رجحانات کا بخوبی اندازہ کرے، طلباء کی سیرت کو سنوارے۔ معلم کے پیشے کی خصوصیت ایسی ہے کہ جو اسے تمام دوسرے پیشوں سے ممتاز کرتی ہے۔ معلم کی اپنی شخصیت، اس کا طرز عمل غیر شعوری طور پر طلباء کی مجموعی سیرت کو متاثر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ معلم تعلیمی منصوبوں اور مشغلوں کو زندگی میں مربوط کرنے کی مہارت رکھتا ہو اور اندازہ قدر کے طریقوں اور ان کے استعمال سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ ایک موثر معلم کی مطلوبہ خصوصیات تفصیل کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1. **مشفق:** شفیق استاد سے بچے جلد مانوس ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً معلم بچے کو انفرادی طور پر سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور بچہ معلم کی ذات وصفات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ معلم کی سخت مزاجی اور ترش روئی سے طلباء کی ذہنی صحت منفی طور پر متاثر ہوتی ہے بلکہ ان کی نفرت و خوف مضمون سے مشروط ہو جاتی ہے۔ معلم کی سخت مزاجی سے طلباء میں خوف، غصہ اور نفرت کے جذبات قوی ہو جاتے ہیں اور ان کی شخصیت کی تشکیل و تکمیل کے بجائے انحراف ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ معلم کی شفقت طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہے اور ان کی شخصیت کی بہتر نشو نما ممکن ہوتی ہے۔ موثر اور کامیاب تدریس کے لیے ضروری ہے کہ معلم ہنس مکھ، ملنسار اور خوش مزاج ہو۔ اس کا رویہ مشفقانہ اور ہمدردانہ ہو، تاکہ طلباء کے لیے ایک معمار ثابت ہو مسمار کرنے والے نہیں۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے لکھا ہے کہ ''استاد کی کتاب زندگی کے سرورق پر علم کی جگہ محبت کا عنوان ہونا چاہئے۔ معلم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ شفقت میں ایک ایسی آنچ ہوتی ہے جو پتھر کو موم کر کے متوقع شکل اور سانچوں میں ڈھال سکتی ہے۔"

2. **نفسیات سے آشنا:** معلم کو نفسیات سے آگاہی بہت ضروری ہے۔ نفسیات سے آگاہ ہو کر وہ طلباء کی عمر کے لحاظ سے ان کی ضرورتوں، ان کے درمیان پائے جانے والے تفاوت کو بہتر طریقہ سے سمجھ سکے گا۔ ہر طالب علم اپنے آپ میں منفرد ہے اس کی انفرادیت کو سمجھنا، اس میں وہ تفاوت کس بنا پر ہے؟ بچے میں تخلیقت کا کون سا عنصر زیادہ ہے؟ اس کی دلچسپی کس چیز میں ہے؟ معلم کو ان سب سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ معلم کو یہ علم ہونا از حد ضروری ہے کہ طلباء نشو نما کی کس سطح پر ہے اور اس سطح کی کون سی خصوصیات ہیں۔ ان خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے کیسے تدریس کی جائے تاکہ تدریس موثر ثابت ہو اور مقاصد کا بہتر طریقہ سے حصول کیا جا سکے۔

اس کے علاوہ معلم کو طلباء کو متحرک کرنے کے مختلف طریقہ کار سے آشنائی بہت ضروری ہے۔ کمرہ جماعت چھوٹے سماج کی مانند ہے اور اس میں سماج کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ معلم کو یہ علم ہونا چاہئے کہ درجہ بحیثیت گروہ اس سماج کی حرکیات کیا ہیں؟ اور کون کون سی طاقتیں اس حرکیات میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں۔

معلم کو تدریس کے مختلف طریقہ کار کا پوری طرح سے علم ہونا ضروری ہے۔ کس مواد مضمون کو کس عمر کے بچے کو کس طریقہ سے پڑھایا جائے

تا کہ مقاصد کا بہتر طریقہ سے حصول ممکن ہو سکے، اکتساب کے کون کون سے طریقہ کار ہیں؟ کس مضمون کا اکتساب کیسے کرانا ہے؟ کس مواد مضمون کو کیسے پڑھانا ہے؟ یہ سب معلم تعلیمی نفسیات کے علم سے ہی سیکھتا ہے۔ اس کے علاوہ معلم کو شخصیت کے تصور، شخصیت کو اثر انداز کرنے والے عوامل اور جامع شخصیت کو بنانے کے طریقہ کار علم ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ طلباء کے طرز عمل کو جانچنے کے کیا طریقہ کار ہو سکتے ہیں؟ اور کس طلباء کے طرز عمل کو سمجھنے کے لیے کون سا طریقہ کار استعمال کرنا ہے؟ ان تمام نکات کا علم ہونا ضروری ہے۔
ان تمام باتوں سے آشنائی تعلیمی نفسیات کے ذریعے ہی ممکن ہے اس لیے معلم کو تعلیمی نفسیات سے آگاہی ہونی از حد ضروری ہے۔

3. **اعلیٰ سیرت و کردار کا حامل:** ایک معلم کو اعلیٰ سیرت و کردار اور موثر شخصیت کا مالک ہونا چاہئے طلباء اپنے معلم کے فعال، دلچسپیاں اور معیار کو اپناتے ہیں، طلباء پر معلم کی شخصیت کی گہری چھاپ پڑتی ہے۔ کئی بار دیکھا گیا ہے کہ بہت سارے طلباء اپنے معلم کی وجہ سے ہی معلم کا پیشہ اپناتے ہیں اس لیے معلم کو اپنی شخصیت کے ان پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہئے جن کو وہ طلباء میں دیکھنا چاہتا ہے۔ کیونکہ معلم اپنے کردار کی عظمت سے ہی معزز بنتا ہے۔ معلم ملک و قوم کا معمار ہوتا ہے وہ جیسا ہو گا اور جیسا طرز عمل ظاہر کرے گا ملک و قوم ویسے ہی بنے گیں۔ اس لیے جیسا ملک قوم دیکھنا چاہتے ہیں پہلے خود کو ویسا ہی بنانا پڑے گا۔ معلم کا پیشہ دراصل نبیوں کا پیشہ ہے۔ معلم کو اس بات پر فخر ہونا چاہئے کہ اس نے معلم کے پیشہ کو چنا ہے اور اپنے طرز عمل سے اس عظیم پیشے کا نمائندہ ہونا چاہیئے۔

4. **انفرادی تفاوت کی فہم:** یہ دور متعلم مرکوز تعلیم کا دور ہے۔ چونکہ طلباء میں انفرادی تفاوت پایا جاتا ہے اس لیے معلم کو طلباء کی جسمانی، ذہنی ،ثقافتی خصوصیات اور سطح کو سمجھ کر اس کے مطابق ہی تعلیم دینا چاہے۔ طلباء مختلف دلچسپی، رجحان اور ذہانت کے مالک ہوتے ہیں۔ ایک معلم کو چاہئے کہ وہ طلباء کی دلچسپی اور رجحان کو سمجھے اور اس کے مطابق ہی تعلیمی تجربات فراہم کرے۔ ایک ہی درجہ میں مختلف ذہنی سطحوں کے طلباء زیر تعلیم ہوتے ہیں اور ایک معلم کو ان ہی کے ذریعے تدریسی مقاصد کا حصول کرنا ہے اس لیے یہ معلم کی ذمہ داری ہے کہ مواد مضمون کو متعلم کی سطح پر لا کر تدریس کرے۔ اس کے لیے معلم کو انفرادی تفاوت کا اور کن کن پہلوؤں پر طلباء میں انفرادی تفاوت پایا جاتا ہے اس کا علم ہونا از حد ضروری ہے۔

5. **قوت برداشت اور تحمل:** ایک اچھے معلم میں قوت برداشت اور تحمل کا ہونا ضروری ہے۔ اس کو یہ بات ذہن میں ضرور رکھنا چاہئے کہ وہ خود جب طلباء کے برابر تھا تو وہ کیسا تھا؟ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ معلم چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے طلباء کو مختلف قسم کی سزا دیتے ہیں۔ نتیجتاً طالب علم اس سزا کے بہت عادی ہو جاتے ہیں اور ان پر کسی قسم کا اثر نہیں ہوتا ہے اور اسے وہ معمول میں لینے لگتے ہیں یا کوئی حساس طالب علم ہے تو اس کی ذہنی صحت پر منفی اثر مرتب ہوتا ہے۔ نتیجتاً ان کی شخصیت کی نشونما متاثر ہوتی ہے۔ معلم کو طلباء کے بچپن کو ذہن مین رکھنا ضروری ہے کہ وہ ابھی بچپن کے دور سے گزر رہا ہے اور اس کی غلطیاں دراصل غلطیاں نہ ہو کر تجربات ہوتے ہیں۔ جب معلم اس طرح سوچے گا تو اس کا رویہ بدل جائے گا۔

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ معلم طلباء سے زیادہ توقعات وابسطہ کر لیتے ہیں۔ معلم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تدریسی مواد کو ہر طالب علم اپنی ذہانت اور رجحان کے حساب سے ہی تفہیم کرتا ہے اور یاد رکھتا ہے۔ درجہ کے تمام طلباء ایک جیسے نہیں ہو سکتے اس لیے ان سے توقعات ان کی انفرادیت کو سامنے رکھ کر کرنی چاہئے۔ اگر معلم میں قوت برداشت اور تحمل کم ہو گا تو طلباء اس سے ہمیشہ خائف رہیں گے اور یہ خوف کہیں نہ کہیں مضمون سے خوف میں تبدیل ہو جائے گا۔ معلم کو طلباء کی بات تحمل سے سننا چاہئے کیونکہ ہر طالب علم کا نہ مضمون پر اور نہ ہی

زبان پر پوری طرح عبور ہوتا ہے۔ان کے جوابات ویسے نہیں ہوتے جیسے کہ معلم نے تدریس کے دوران بتائے ہیں۔ایسے موقع پر معلم کا طرزِ عمل طلباء کی عمر اور سطح کے لحاظ سے ہونا چاہئے۔اس کی غلطی پر مشتعل نہ ہوتے ہوئے اس کی غلطی کو سدھارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

6. **غیر جانب دار اور تعصب سے پاک:** ایک معلم کو یہ بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ طالب علم صرف طالب علم ہوتا ہے نہ کسی ذات کا ہوتا ہے، نہ کسی مذہب کا، نہ کسی علاقہ کا، نہ کسی جنس کا! وہ صرف علم کی طلب کے لیے معلم کے پاس ہے۔اس لیے معلم کو ذات پات، مذہب سے اوپر اُٹھ کر سوچنا چاہئے اور طلباء کے ساتھ مساوات کا سلوک کرنا چاہئے۔ایک معیاری معلم کے رویہ میں کسی بھی قسم کی عصبیت اور جانب داری کا کوئی بھی عنصر نہیں ہونا چاہئے بلکہ رویہ میں مساوات کا عنصر ہونا ضروری ہے۔

7. **پیشے کی عزت و محبت :** ایک اچھے معلم کو اپنے پیشے سے لگاؤ اور محبت ہونا چاہئے۔اگر معلم کو اپنے پیشے سے لگاؤ اور محبت ہوگی تب ہی وہ اس میں بہتر کارکردگی کرنے کی کوشش کرے گا ورنہ اس کے لیے تدریسی کام کسی بوجھ کی مانند ہوگا۔کسی بھی کام کو خوش اسلوبی سے کرنے کے لیے اس میں دلچسپی اور اس سے لگاؤ ہونا از حد ضروری ہے۔معلم کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ اس نے ایک عظیم پیشے کو چنا ہے۔ایک ایسا پیشہ جو قوم کا معمار بھی ہوسکتا ہے اور امام بھی! اس طرح کی سوچ کے نتیجے میں معلم میں اپنے پیشے کے لیے عزت پیدا ہوگی۔

8. **خوداعتمادی:** ایک معلم میں خوداعتمادی کے اوصاف ہونا بیحد ضروری ہے۔موثر تدریس کے لیے خوداعتمادی ایک اہم عنصر ہے۔خوداعتماد معلم اپنی بات کو واضح انداز سے طلباء تک ترسیل کرے گا اور طلباء کے اندر بھی اس وصف کا فروغ کرے گا۔کئی بار ایسا دیکھا جاتا ہے کہ معلم سب کچھ جانتا ہے اور مواد مضمون پر اچھا عبور ہے مگر خوداعتمادی سے اپنی بات کو کہنے کی صلاحیت اس میں نہیں ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے اکثر طلباء ایسے معلم کو پریشان کرتے ہیں اور غیر ضروری سوالات کر کے اس کی خوداعتمادی کو اور بھی متزلزل کر دیتے ہیں اور اس کی عزت و تعظیم بھی نہیں کرتے ہیں۔اس کے برعکس خوداعتماد معلم اپنی بات کو خوداعتمادی سے پیش کرتا ہے۔طلباء ایسے معلم سے مرعوب ہوتے ہیں اور اس کے مضمون کو دھیان و توجہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

9. **نظم وضبط کا پابند:** معلم ہی وہ شخص ہے جو طلباء کے سامنے ایک آئیڈیل کی شکل میں موجود ہوتا ہے۔اس کے اوصاف غیر محسوس طریقہ سے طلباء کے اندر منتقل ہوتے ہیں۔اگر معلم نظم وضبط کا پابند نہیں ہوگا، درجہ میں دیر سے آئے گا تو طلباء بھی وقت کی پابندی کا لحاظ نہیں کریں گے۔اس کے علاوہ ہر اسکول کے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں اور تمام معلمین کو ان پر کار فرما رہنا ضروری ہوتا ہے۔اور معلم کو دیکھ کر ہی طلباء ان پر عمل کرتے ہیں۔اکثر ایسا دیکھا جاتا ہے کہ امتحانات کے دوران معلم لاپرواہی کرتے ہیں اور طلباء کو جان بوجھ کر نقل کرنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔یہ وہ ہی معلم ہوتے ہیں جو تدریس میں لاپرواہی کرتے ہیں۔معلم کی یہ ایک غلطی آئندہ کے چوروں کی ایک فوج تیار کر رہی ہوتی ہے۔جن طلباء نے صحیح سے تعلیم حاصل نہیں کی وہ آگے بھی اپنی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔اس کے برعکس اگر معلم اصول وضوابط کا پابند ہوگا تو نہ وہ خود غلط کام کرے گا نہ ہی دوسروں کو کرنے دے گا اور جب کام اصول سے کیا جائے گا بہتر اور موثر ہوگا۔

10. **علمی قابلیت سے معمور اور زمانہ سے ہم قدم:** ایک معلم کو اپنی تدریس کو موثر بنانے کے لیے نہ صرف مواد مضمون پر پوری طرح عبور ہونا چاہئے بلکہ زبان پر بھی عبور ہونا ضروری ہے۔ایک معلم میں اپنے پیشہ کے لحاظ سے علمی قابلیت ہونا ایک ضروری امر ہے۔اس کے علاوہ

اس کو تدریس کے فن میں مہارت ہونی چاہئے ۔جان لاک کے مطابق جو تدریس کا فن جانتا ہے وہ تعلیم کے چھپے ہوئے راز سے واقفیت رکھتا ہے۔تعلیم کے میدان میں نئی تحقیقات برابر ہورہی ہیں۔جس کے نتیجے میں نئے تصورات ،اصول اور نظریے قائم کیے جارہے ہیں تا کہ تعلیم کو بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔اس لیے معلم کو تعلیم میں کی گئی نئی تحقیقات اوران کے نتائج کا علم ہونا چاہئے تا کہ تعلیم میں نئے امور سے خود مستفید ہوکر اپنے متعلم کو مستفید کرے۔اس لیے معلم کا زمانے سے ہم قدم ہونا ایک ضروری وصف ہے۔

11. **جمہوری مزاج** : ایک معلم اسکول میں جمہوریت کے اسباق پڑھاتا ہے اور طلباء کی جمہوریت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لیے خود معلم کا رویہ بھی جمہوری ہونا ضروری ہے۔اس کا رول ایک دوست ،فلسفی اور رہنما کو ہونا چاہئے ۔معلم کا اپنا طرزعمل جمہوریت کا آئینہ دار ہونا چاہئے ۔معلم کے رویے میں مساوات غیر جانبداری اور مصروفیت کا عنصر ہونا لازمی ہے۔

12. **منظم قائد**: اسکول ایک چھوٹا سماج ہے اوراس میں سماج کے ہر طبقہ کی کم وبیش حصہ داری ہوتی ہے۔اسکول میں صدر مدرس اور درجہ میں معلم ایک لیڈر کی حیثیت رکھتا ہے۔اس لیے معلم میں ایک لیڈر کی خوبیاں ہونا ضروری ہے۔ایک اسکول اور درجہ کو ایک چھوٹے گروہ کی طرح کیسے چلانا ہے؟ اور کس طرح تعلیمی مقاصد کا حصول کرنا ہے؟ اس کا علم معلم کو اچھی طرح ہونا چاہئے ۔اس کو تمام طلباء کی صلاحیت، استعداد اور کمزوریوں کا بھر پور علم ہونا اوراس کے مطابق ان کو کام سونپنے کا ہنر آنا چاہئے ۔قائد ہونے کے ناطے طلباء کو اس پر بھروسہ اور اس کو طلباء پر بھروسہ ہونا ضروری ہے۔ یہ چند ایسے اوصاف ہیں جن کا تمام معلم میں ہونا ضروری ہے خواہ وہ کسی بھی مضمون کی تدریس کر رہا ہو۔

13. **بہترین ترسیل کار** : ترسیل نگاری ایک فن ہے جس میں سننا، بولنا، پڑھنا اور لکھنا شامل ہیں۔ ایک معلم کو ان تمام میں مہارت حاصل ہونا ضروری ہے تا کہ وہ اپنی تدریس میں ان کا کامیابی سے استعمال کر کے ایک معلم ہونے کا حق ادا کرسکے۔ماہر ترسیل کار اطلاعات کو حاصل کر کے اس کی تفہیم وتجزیہ کر کے اس کو آگے ترسیل کرتے ہیں اور ایک معلم کے لیے ماہر ترسیل کار ہونا ایک ضروری امر ہے۔اگر معلم اچھا ترسیل کار نہیں ہوگا تو واقعتاً وہ نہیں کہہ پائے گا جو اسے دراصل کہنا ہے یا کہنا چاہئے ۔اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ معلم دوران تدریس ایسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں کہ کیا نام ہے،مطلب یہ ہے کہ،سمجھ گئے نا' دراصل وہ جب ایسے الفاظ کا بار۔بار استعمال کررہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنی بات کو صحیح طریقہ سے ترسیل نہیں کر پار ہے ہیں۔اس کی ایک وجہ ذخیرہ الفاظ کی کمی یا ذہن میں مواد کا واضح نہ ہونا ہے۔اگر معلم ایک اچھا ترسیل کار ہوگا تو زبان اور مواد مضمون دونوں پر اس کا عبور ہونا لازمی ہے ۔معلم میں بحیثیت ترسیل کار نہ صرف زبان و بیان میں مہارت ہونی چاہئے بلکہ اس کو اپنے طلباء کی بات سننے مین بھی مہارت ہونا ضروری ہے۔اس کو اپنے طلباء کے مسائل کو سن اور سمجھ کر اس کی تشریح وتوضیح کرنا آنا چاہئے ۔دقیق اور پیچیدہ مواد خیالات کو آسان اور چھوٹے حصوں میں توڑ کر یا تبدیل کر کے طلباء تک پہنچانا ایک اچھے ترسیل کار معلم کی مہارت ہونی چاہئے ۔اس کو اپنے طلباء تک اپنی بات پہنچانے کا بہتر طریقہ آنا چاہئے ۔اس کو اپنے طلباء کی ضرورتوں کو سمجھ کر اپنی معلومات کی ترسیل انہیں کے مطابق کرنے کا فن آنا ضروری ہے۔موثر ترسیل کاری ایک پیچیدہ ،دقیق اور ملول کنندہ مواد کو بھی دلچسپ بنا دیتی ہے۔حاصل کلام یہ ہے کہ ایک معلم کو سمعی ،بصری مواصلات میں مہارت حاصل ہونی چاہئے ۔

مراسلات میں معلم مندرجہ ذیل چھ کار کردگی انجام دیتا ہے۔

- اکتساب کی سمت متعین کرنا (اہداف کا تعین)
- اکتساب کے لیے مطابقت فراہم کرنا (تحریک)
- اکتساب کے عمل کی رہنمائی کرنا (طریقہ تدریس)
- اکتساب میں کامیابی کے حصول کی نشاندہی (تعین قدر و پیمائی)
- درجہ کے انتظام وانصرام
- سماجی عمل میں شمولیت

معلم طلباء کو یہ بتاتا ہے کہ اسے طلباء سے کیا توقعات ہیں۔ان توقعات یعنی اہداف کی عمل آوری کے لیے ان کو تحریک بخشتا ہے۔اکتساب کے حصول کے لیے ایک اہم عنصر یہ بھی ہے کہ ہم طلباء کو بتائیں کہ اس کا اکتساب کیوں ضروری ہے۔یعنی ایک موثر معلم طلباء کو تحریک فراہم کرتے ہوئے اہداف کے حصول کی طرف پیش رفت کرواتا ہے۔تحریک کی مختلف اشکال ہوتی ہیں اور یہ ہر طالب علم کے لیے ایک جیسی نہیں ہوتی ہے۔اس کے علاوہ معلم کو دوران اکتساب تقویت بھی فراہم کرنی ہوتی ہے۔اب تقویت کب اور کیسے فراہم کرنی ہے اس کا بھی فن معلم میں ہونا چاہئے۔طلباء کو تقویت فراہم کرنے کے لیے معلم کا ترسیل کارکا فن بہت کام آتا ہے۔معلم کے اندر تقویت کو تحریک دینے کا فن ہونا چاہئے۔انتظام وانصرام بھی ایک ایسا شعبہ ہے جس میں معلم کا ترسیل کا فن ایک اہم رول نبھاتا ہے۔ایک معلم درجہ میں اپنے ترسیل کے فن سے طلباء کو مسحور کر نظم وضبط جیسی پریشانی سے بچ سکتا ہے۔یہ دیکھا گیا ہے کہ ڈسپلن کا مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب معلم تدریس میں طلباء کو پوری طرح متوجہ نہیں کر پاتا ہے۔جب طلباء تدریس کے عمل میں دلچسپی کے ساتھ شامل ہوتے ہیں تو ڈسپلن کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ایک بڑی پرانی کہاوت ہے کہ جنگل میں پیڑ گرا بہت تیز شور آواز ہوئی مگر کوئی سننے والا نہیں تھا! آواز تب ہی آواز مانی جائے گی جب اس کو کوئی سننے والا ہو۔اس لیے تدریس وترسیل بھی تبھی پرعمل و پراثر ہوگی جب اس کو کوئی سننے اور سیکھنے والا ہو۔اور معلم کو یہ بات اپنے ذہن میں ازبر کر لینی چاہیے۔

14. **تعین قدر کے مختلف طریقہ کار سے آشنا:** جب معلم طلباء کا تعین قدر یا جانچ کرتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ طلباء نے کیا سیکھا ہے؟ تفہیم کتنی ہوئی ہے؟ طلباء نے سیکھے ہوئے علم کا اطلاق وتجزیہ کرنا سیکھا یا نہیں۔اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ طلباء کی جانچ کرنے سے پہلے معلم کو خود کی جانچ کرنا آنا چاہئے۔ایک اچھا معلم تنقید کو خندہ پیشانی سے لیتا ہے،خود کی جانچ کرتا ہے اور طلباء سے بھی سیکھتا ہے۔یعنی معلم کو خود تشخیص کے فن میں مہارت ہونی چاہئے۔طلباء کی جانچ کرنے کے مختلف طریقہ کار میں اسے ماہر ہونا چاہئے اور اس کے علاوہ کس مہارت کو جانچنے کا کیا طریقہ کار ہے؟اس کا بھی علم بھی معلم کو ہونا چاہئے۔معلم کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ تعین قدر کا مقصد کیا ہے؟ تعین قدر کے لیے کون۔کون سی حکمت عملی اپنائی جاسکتی ہیں اور تعین قدر کے کتنے اقسام ہیں؟ تشکیلی اور تلخیصی تعین قدر کیا ہے؟ مسلسل اور جامع جانچ کیوں ضروری ہے؟ مسلسل اور جامع جانچ کیسے کی جاتی ہے؟ طلباء کی کن سرگرمیوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے؟ ان سب کا علم ایک معلم کو ہوگا تب ہی وہ اپنی تدریس کو تعین قدر کے پیمانے سے جانچ سکے گا۔

15. **تعلیم کے جدید تصور سے واقفیت :** تیزی سے بدلتے ہوئے زمانے کے حالات نے ہماری تعلیم کے سامنے بھی کئی چنوتیاں اور کئی مانگیں پیش کی ہیں۔اس کے لیے معلم کے سامنے بھی یہ ایک چنوتی ہے کہ وہ تعلیم میں پیش آنے والی چنوتیوں سے آگاہ ہو اور اس کے لحاظ سے

اپنی تدریس کومزین کرسکے۔اس کے لیے سب سے اہم عنصر ہے کہ معلم خود تعلیم کے جدید تصور سے آشنا ہو۔تعلیم کے جدید تصور میں تعلیم کا مقصد اور مطلب کیا ہے یہ معلوم ہونا ضروری ہے۔ تعلیم کے چار اہم ستون ہیں جو کہ یونیسکو کی Bipolar Committee نے تجویز کیے ہیں۔اکتساب برائے علم،اکتساب برائے عمل،اجتماعی طور پر زندگی گزارنے کے لیے اکتساب اور تشخیص کے لیے اکتساب! اس پر عمل کرتے ہوئے تدریس کا ہنر معلم میں ہونا چاہیے۔یعنی تدریس کا مطلب ومقصد صرف اطلاعات کا ذہن میں محفوظ کردیناہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک تاعمر چلنے والا سلسلہ ہے اس کو مختلف قسم کے تجربات کے ذریعے جلا بخشی جاسکتی ہے۔اکتساب برائے علم سے مراد طلباء میں قوت متخیلہ،منطق، استدلال اور تجرباتی انداز سے سوچنے کی اہلیت پیدا کرنا ہے۔تعلیمی تجربات کو اس طرح پیش کرنا چاہئے جس سے کہ طلباء میں یہ تمام اہلیتیں پیدا ہوسکیں۔اکتساب برائے عمل سے مراد جو کچھ طلباء کو تعلیمی تجربات کے ذریعے علم دیا گیا ہے اس کا مناسب طریقہ سے اطلاق کرنے کا ہنر طلباء میں پیدا کرنا ہے۔یعنی اب تعلیم مہارت سے استعداد کی طرف منتقل کی جارہی ہے۔معلم کو یہ دیکھنا ہے کہ کس طرح مضمون کا علم طلباء کو اجتماعیت کی طرف رغبت دلاسکتا ہے۔

16. **تدوین نصاب کے اصولوں سے واقفیت:** تدوین نصاب صرف تعلیمی کمیٹی یا اسکول بورڈ کی ہی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ علاقائی،مقامی اور ریاستی پیمانے پر بھی کرنے والا عمل ہے۔اپنے علاقہ کے طلباء اور ان کی تعلیمی فہم کے بارے میں جتنا معلم جانتا ہے اتنا تعلیمی کمیٹی یا اسکول بورڈ کے لوگ واقف نہیں ہوتے ہیں۔اب طالب علم مرکوزیت نصاب کا زمانہ ہے اب معلم سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ عالمی سطح پر سوچے اور مقامی سطح پر کام کرے۔اس لیے معلم کو نصاب تدوین کے اصولوں سے واقفیت ضروری ہے۔سب سے پہلے تو معلم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ دراصل نصاب سے مراد کیا ہے؟ اور نصاب کو تیار کرنے میں کن اصولوں کو ذہن میں رکھا جاتا ہے؟ اگر ان اصولوں سے معلم آگاہ ہوگا تو نصاب کی ترسیل میں بھی ان اصولوں پر کام کرے گا۔نصاب اگر طفل مرکوز ہے تو ترسیل کے وقت بھی طفل کو ذہن میں رکھا جائے۔نصاب کی تدوین میں شخصیت کے تینوں علاقوں یعنی وقوفی،تاثراتی اور نفسی حرکی کا دھیان رکھنا چاہئے۔علم کی ترسیل اور تعین قدر میں بھی ان پر توجہ دینی چاہئے۔

17. **معلم ایک رہنما کے طور پر:** آج معلم کو ایک ساتھ کئی کردار نبھانے ہوتے ہیں۔اس میں ایک کردار رہنما کا بھی ہے۔آج کے دور میں معلم سے مراد صرف ایک اطلاعات پہنچانے والا آلہ ہی نہیں ہے بلکہ آج کے تکنیکی دور میں تمام اطلاعات ایک انگشت کے نیچے موجود ہیں۔آج کا معلم ایک دوست، رہنما، فلسفی، رول ماڈل وغیرہ بہت سے رول نبھا رہا ہے۔اس میں ایک اہم رول گائڈ کا بھی ہے۔طلباء دوران تدریس اور زندگی کے دوسرے شعبے میں مختلف مسائل کا سامنا کرتے ہیں۔معلم ایک رہنما کے طور پر نہ صرف اکتسابی مسائل کا حل فراہم کرتا ہے بلکہ ذاتی زندگی میں بھی اگر طلباء کسی پریشانی سے ہمکنار ہوتے ہیں تو ان کا مناسب حل فراہم کرتا ہے۔اس سلسہ میں معلم طلباء کو ان سے خود سوچ کر تمام حالات کا تجزیہ کراتے ہوئے نتائج اخذ کرواتا ہے۔اور اس کی بنیاد پر ہی اس مسئلے سے نپٹنے اور اس کو حل کی راہ بتاتا ہے۔اس کے لیے معلم کو حساس ہونا چاہئے اور دوسرے کی تکلیفوں کو ذہن ودل سے سمجھنے میں ماہر ہونا چاہئے۔اپنی طرز میں اس کو مثبت رویہ کا مالک،اچھا سامع،اچھا ترسیل کار،بھروسہ کے لائق اور معتبر ہونا چاہئے۔اگر اس کے اندر یہ تمام اوصاف ہوں گے تو وہ اپنے طلباء کی مشاورت بہتر طریقے سے کر پائے گا اور ایک اچھے معلم ہونے کا حق ادا کر پائے گا۔

کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ طلباء تذبذب والی کیفیت کا شکار ہوتے ہیں اور خاص طور سے یہ مسائل نو بلوغت والی عمر میں نمایاں ہوتے ہیں ۔کیونکہ اس عمر میں فلسفہ زندگی کی تشکیل ہوتی ہے اور تشخیص کا احساس بڑھ جاتا ہے۔نتیجتاً کشمکش اور تذبذب والی کیفیت سے طالب علم دوچار رہوتا ہے۔ایسے حالات میں معلم کا رول بہت اہم ہو جاتا ہے۔سب سے پہلے تو ایسی کیفیت کی نشاندہی کرنا اور اس کیفیت سے طلباء کو نکالنے کی جہت کرنے میں معلم کو مہارت ہونی چاہئے۔

18. **تدریسی اشیاء کی تشکیل و تعمیر میں ماہر:** تدریسی اشیاء سے مراد وہ تمام اشیاء جو معلم تدریس کے دوران استعمال کر کے تدریس کو موثر بنانے اور طلباء کو اکتساب میں مدد فراہم کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔تدریسی اشیاء سبق کو دلچسپ اور آسان بناتی ہے اور معلم کے لیے تدریسی عمل نسبتاً آسان کر دیتی ہے۔تدریسی اشیاء دقیق و مشکل تصور کو طلباء تک پہنچانے کی راہ ہموار کرتی ہے۔تدریسی اشیاء بنانے اور استعمال کرنے میں معلم کو کچھ چیزوں کو دھیان میں رکھنا ہوتا ہے۔ تدریسی اشیاء سستی اور مقامی طور پر مل جانے والی ہو۔آسانی سے درجہ تک پہنچائی جا سکے۔آسان، مقامی حالات اور ضروریات کے حساب سے ہو۔

تدریسی اشیاء کیسے بنانی ہیں؟ کب بنانی ہیں؟اس میں معلم کو مہارت حاصل ہونا ضروری ہے۔تدریسی اشیاء ایسی بنائی جائے کہ معلم بغیر کسی کی مدد کے آزادانہ طور پر خود ہی استعمال کر سکے۔اس کے علاوہ یہ سبق کے مقاصد سے جڑی ہوئی ہو۔معلم کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ طلباء غیر مجرد مواد کو مجرد مواد کے مقابلے بہتر طریقہ سے سیکھتا ہے۔معلم کو اپنی تدریسی اشیاء بنانے میں مہارت ہونی چاہئے جس میں طلباء کے زیادہ سے زیادہ حواس خمسہ کا استعمال ہو سکے۔معلم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ بچوں کی توجہ کی مدت بہت کم ہوتی ہے وہ ایک ہی چیز یا سرگرمی پر بہت دیر تک متوجہ نہیں رہ سکتے۔اس لیے معلم کو اس طرح کی تعلیمی سرگرمی پلان کرنی ہے جس میں طلباء کی توجہ بنی رہے۔یعنی سرگرمیوں کی مدت طلباء کی توجہ کی مدت کے لحاظ سے ہونا چاہئے۔اس کے علاوہ معلم کو مختلف قسم کی تدریسی اشیاء بنانے میں مہارت ہونی چاہئے۔

19. **تخلیقیت کا عنصر ہونا لازمی:** تخلیقت ایک اعلیٰ ادراکی اور مہارتی سطح ہے۔تخلیقیت سے بھرپور طلباء متحرک اور خوداعتمادی سے لبریز ہوتے ہیں اور اپنی تخلیقی مہارتوں کو دوسرے علاقوں میں بھی استعمال کر لیتے ہیں۔تخلیقیت ایک ایسا عمل ہے جس میں آشنا یا واقف چیزوں کو بھی ایک نئے طریقہ سے دیکھنے کا ہنر انسان میں ہوتا ہے۔مسئلہ کو کھلے ذہن سے دیکھنا، نئے امکانات تلاش کرنا، غلطیوں سے سیکھنا، قوت متخیلہ کا استعمال کرتے ہوئے ممکنات پر غور کرنا تخلیقی شخصیت کے اوصاف ہیں۔لوگوں کو لگتا ہے کہ تخلیقیت کا استعمال صرف سائنس میں ہی کیا جا سکتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔زبان کی تدریس میں تخلیقیت کا عنصر نمایاں رہتا ہے۔ ہندی میں ایک کہاوت ہے کہ **جہاں نہ پہنچے روی وہاں پہنچے کوی!** یعنی جہاں پر سورج کی روشنی نہیں پہنچ سکتی وہاں پر شاعر پہنچ جاتا ہے۔نئی تصنیفات، نئی سوچ زبان کا حصہ ہے اور زبان کے معلم کو طلباء میں تخلیقیت کا عنصر جگانا اہم ہے۔اس کے لیے معلم میں خود تخلیقیت کا عنصر ہونا ضروری ہے۔اس کے لیے معلم میں تجسس ،کھلا ذہن ،قوت متخیلہ اور مسئلہ کے حل کی طرف پیش رفت کرنا ضروری ہے۔معلم میں تخلیقیت کا عنصر ہونے کے لیے اس کو کھلے ذہن کا ،اور نئے خیالات کو اپنانے کے لیے لچک یا انعطاف پر رہنا ہوگا۔معلم کو یہ سوچنا ہوگا کہ درجہ کے باہر بھی ایک دنیا ہے۔اور تدریس کو اُس دنیا سے جوڑنا ہوگا۔ہر معلم کا ایک مانوس دائرہ ہوتا ہے جس میں اس کو مہارت ہوتی ہے اور زیادہ تر معلم ذہنی طور پر اس مانوس دائرہ سے

نکلنا نہیں چاہتے ہیں۔ مگر ایک تخلیقی معلم نئے طلباء کے ساتھ، نئے موضوعات کو پڑھا کر یعنی وہ موضوعات جو زیادہ آرام دہ نہ ہو اس میں جہت کرے گا تبھی آگے سیکھے گا۔ معلم کو ذہنی طور پر پُرسکون ہونا ضروری ہے کیونکہ ذہنی دباؤ تخلیقیت کا قاتل ہے۔ صرف چند تخلیقی خیالات ذہن میں آنا ہی کافی نہیں ہیں بلکہ ان پر عمل درآمد کرنا بھی ضروری ہے۔ معلم کو نہ صرف خود تخلیقی خیالات پر عمل کرنا ہے بلکہ اپنے طلباء کی بھی حوصلہ افزائی کرنی ہے۔ اس کے علاوہ تخلیقیت کے لیے خود ہی اپنے راستے کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ یعنی کبھی کبھی ہمیں خود اپنے دشمن کی طرح برتاؤ کرنا پڑتا ہے۔ اپنے کام میں خود ہی کمیاں ڈھونڈنی پڑتی ہیں۔ جس طرح ہم اپنے جسم کا استعمال نہ کریں تو وہ کمزور اور لاغر ہو جاتا ہے وہی صورتحال ہمارے ذہن کی ہے۔ اس کے لیے پڑھنا، سیکھنا اور خود کی سوچ اور خیالات کو چنوتی دینا ضروری ہے۔ وہ درجہ میں آنے والی آئندہ نسلوں کی تربیت کر رہا ہے اور ہر پیڑھی پچھلی پیڑھی سے بہتر ہونی چاہئے۔ بہتری کی طرف پیش رفت کرنے کے لیے اس میں تخلیقیت کا عنصر ہونا ضروری ہے۔

20. **تنقیدی اور تصنیفی ذہن کا مالک** : طلباء کو اپنے معلم کو نقاد دوست کی جگہ دوستانہ ناقد کی طرح دیکھنا ہوگا۔ دونوں کے درمیان امتیاز کرنا اور ہونا اہم ہے۔ کیونکہ معلم تقویت کے ذریعے موجودہ اکتساب کے لیے نہ صرف اطلاعات فراہم کرتا ہے بلکہ طلباء میں خود افادیت کا احساس بھی پیدا کرتا ہے۔ یعنی مراد یہ ہے کہ معلم اگر دوستانہ ناقد کا رول نبھائے گا تو اس پر تقویت فراہم کرے گا۔ تقویت ایسی نہ ہو کہ طلباء ذہنی دباؤ اور ملول کا شکار ہو جائیں بلکہ اس میں خود افادیت کا احساس بڑھے۔ اسے لگے کہ وہ کیا کر سکتا ہے؟ نہ کہ وہ کیا نہیں کر سکتا؟ معلم کے اندر یہ وصف ہونا ضروری ہے کہ اپنے طلباء کے کمزور اور مضبوط علاقوں کی نشاندہی کرے اور جہاں اسے لگے کہ طلباء مشکلات کا سامنا کر سکتے ہیں اس میں معاونت فراہم کرے۔ اس کے علاوہ معلم تعمیری اور حوصلہ افزا تقویت فراہم کریں۔ طلباء کو یہ یقین دلانا ضروری ہے کہ تمام استعداد فطری یا طبعی نہیں ہوتی ہیں بلکہ ان کی نشونما کی جاتی ہے اور طلباء چاہیں تو ان کو اپنے اندر پیدا کر سکتے ہیں۔

تعمیری اور تصنیفی شخصیت کا مالک معلم طلباء کی خود مختاری اور پہل کو قبول کرتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ وہ تدریس اور تقریر کے درمیان کے فرق کو واضح طور پر سمجھتا ہے۔ اگر معلم طلباء میں خود مختاری اور پہل کو بڑھاوا دے، طلباء کے خیالات اور تصورات کے درمیان ایک ربط قائم کرنے کی کوشش کرے تو طلباء کے اندر ایک تجزیاتی سوچ پیدا ہوگی اور وہ درجہ کے لیے اثاثہ ثابت ہوں گے۔

معلم کی طرز رسائی تنقیدی اور تصنیفی ہو تقلیدی نہ ہو۔ کتابوں میں لکھے لکھائے اور پڑھے پڑھائے طریقہ کار کا استعمال کرتے ہوئے تدریس کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک بھیڑ کی طرح آنکھیں بند کر کے تقلیدی عمل کرنا۔ معلم کو اپنی حکمت عملی خود تیار کرنی ہوگی اور جس کے لیے اسے پہلے خود کو اور اپنے طلباء کو سمجھنا ہوگا۔

21. **معلم ایک محقق کے طور پر**: ماہرین نے اس بات کو قبول کیا ہے کہ معلم کا ایک محقق کے طور پر بھی ایک اہم رول ہے۔ معلم میں تحقیق کی مہارت اسے اسکول کے پیچیدہ ماحول کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ موجودہ دور میں ایسے معلم کی ضرورت ہے جو تحقیقی مزاج رکھتا ہو۔ جو اپنے اہداف اور طریقہ کار پر خود سوالیہ نشان بنائے اور خود ہی ان کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کرے۔ معلم کا کام کتابوں میں لکھے اصولوں کی ہو بہو تقلید کرنا نہیں ہے بلکہ اس کو ماحول اور طلباء کے حساب سے خود اپنے اصول وضع کرنے چاہئے۔ اس کے لیے ہمیں معلم کے رول کے ساتھ ایک محقق کے رول کا بھی تعین کرنا ہوگا اور اس کو اپنے مواقع تلاشنے ہوں گے جس کے ذریعے وہ اپنی عملی تحقیقی مہارت کی نشونما کر

سکے۔ایک محقق کے طور پر معلم کو اپنے طلباء کی تدریس واکتساب کے تعلق سے اپنے تجسس پر مبنی کچھ سوالات اُٹھانے ہوں گے اوران سوالات کا منظّم طریقے سے حل ڈھونڈ نا ہوگا۔اس کے بعد اپنے درجہ اور دوسرے درجوں سے اطلاعات کو اکٹھا کرنا اور تجزیہ کرنا ہوگا۔اس میں معلم کا خود کا مشاہدہ اوراس کا انعکاس دونوں شامل ہوں گے۔معلم کو اپنی سوچ اور مفروضات کو جانچنا ہوگا اوراس کے بعد اپنے حاصل کردہ نتائج کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ تذکرہ کرنا ہوگا ان کی اور طلباء کی رائے بھی اہم ہے اوراس طرح اپنے مسائل کا خود ہی حل ڈھونڈ نا ہوگا۔معلم بنانے کے عمل میں طلباء کو عملی تدریس بتائی جاتی ہے۔اگر عملی تدریس ساتھ ساتھ کروائی جائے اور آگے کی زندگی میں اس کو کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے تو تدریس میں آنے والی رکاوٹیں معلم خود ہی حل کرے گا۔

.22 **معلوماتی اور مواصلاتی ٹکنالوجی سے واقفیت**: جدید ٹیکنولوجی کے دور میں تعلیم اور معلم بھی ایک چنوتی سے گزر رہے ہیں۔اس دور میں معلم کا رول ایک اطلاعات فراہم کرنے والے سے بہت زیادہ ہوگیا ہے۔اب معلم ایک کو ایک سہل کار رول نبھانا ہوگا۔تعلیمی ٹکنالوجی سے مراد اکتساب کو بہتر اور موثر بنانے کے لیے مناسب تکنیکی وسائل کا استعمال کرنا ہے۔اس کے ذریعے تدریس میں ایک بنیادی تبدیلی رونما ہوتی ہے۔موجودہ دور میں ٹیکنالوجی کی سب اہم ایجاد کمپیوٹر ہے۔اب اس کا استعمال تدریس میں بھی کافی بڑھ گیا ہے۔کمپیوٹر اعانتی تدریس Computer .Assisted Learning ایک موثر اوراہم تدریسی طریقے کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔یہ انفرادی متعلم کی ضروریات کی تکمیل کے لیے تدریسی مواد جمع کرتا ہے اس کے علاوہ ہر سطح کے طلبہ کے لیے نفس مضمون، تدریسی طریقہ اور آموزش کی پختگی کے لیے مشق کے بھی کام آتا ہے۔

.23 **بنیادی شماریات سے واقفیت** : بنیادی شماریات کی واقفیت کی مدد سے معطیات کا تجزیہ کر کے نتائج نکالے جاسکتے ہیں۔اس کی مدد سے تعلیمی میدان میں طلباء کی ترقی پر نگرانی رکھی جاسکتی ہے۔اگر معلم کو شماریات کا علم و واقفیت نہیں ہوگی تو وہ طلباء کے ذریعے اکٹھا کی گئی کسی بھی معلومات سے نتائج اخذ نہیں کر پائے گا۔طلباء نے کتنے نمبرات حاصل کیے؟۔نمبرات یا ما حصل کر پائے گا۔نمبرات یا ماحصل کا اوسط کیا ہے؟ اوسط سے انحراف کتنا ہے؟ ان معطیات کو عام احتمالی خط منحنی میں کیسے دکھایا جاسکتا ہے؟ اس کے علاوہ معلم تحصیلی جانچ کے ٹیسٹ بناتے ہیں اس میں معتبریت، معقولیت، مشکلات کی جانچ اور امتیازی جانچ وغیرہ کی جانچ کے لیے شماریات کا علم ہونا ضروری ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) ایک مثالی معلم میں کون سی خصوصیات ہونی چاہیے؟

(2) ایک اچھے معلم میں تخلیقت کا ہونا کیوں ضروری ہے؟

1.4 زبان دانی کے معلم اور معلم اردو کے خصوصی اوصاف

تعلیمی نظام میں مادری زبان کی تدریس کی بڑی اہمیت ہے۔تعلیم ایک تہذیبی اور تکنیکی عمل ہے اور مادری زبان کی تعلیم ہماری تہذیبی شخصیت کی تشکیل کرتی ہے۔جیسا کہ ہمیں علم ہے کہ اردو زبان محبت، اتفاق اور دوستی کی زبان ہے۔اس کے ذریعے ہم اپنی تہذیبی اقدار کی حفاظت کرتے ہیں۔ویسے تو ہر مضمون کی تدریس میں زبان کا اہم رول ہے مگر زبان کی تدریس میں معلم نہ صرف زبان سکھاتا ہے بلکہ طلباء کے ذخیرہ الفاظ کو

بڑھاتا ہے، اس میں ادبی ذوق پیدا کرتا ہے اور طلباء کو زبان پر عبور حاصل کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ یعنی زبان کا استاد تمام علوم کے لیے اپنے طلباء کو ایک اساس فراہم کرتا ہے۔ اس لیے زبان کے معلم کا کام زیادہ اہم ہو جاتا ہے۔ اردو کا معلم زبان سے محبت کرنے ولا، ادبی ذوق رکھنے والا اور اپنے طالب علموں کی ذہنی صلاحیت، ان کی عمر، جماعت، دلچسپی، طبیعت کے رجحانات، اور ان کے سماجی اور ثقافتی ماحول کو نظر میں رکھتے ہوئے تدریس کرنے والا ہونا چاہئے۔ تدریس ایک ایسا پیشہ ہے جو بقیہ تمام پیشوں سے منفرد اور ممتاز ہے کیونکہ معلم کی اپنی شخصیت، اس کا طرز عمل غیر شعوری طور پر طلباء کی مجموعی سیرت کو متاثر کرتا ہے۔ بچے اپنے استاد کی شخصیت کی تقلید کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے معلم کی شخصیت کا معیاری ہونا بہت ضروری ہے۔ انسان میں انسانیت کا جذبہ وجوش پیدا کرنا اس کا فرض ہے۔ وہ اسی لیے معمار قوم کہلاتا ہے۔ کیونکہ وہ ملک وقوم کی مضبوط اور پختہ عمارت کے لیے سنگ وخشت تیار کرتا ہے۔ معیاری معلم غیر محسوس طریقے سے رواداری، اچھا شہری بننے کے بنیادی اقدار سے واقفیت اور محنت اور لگن سے طلباء کو مزین کرتا ہے۔ اردو معلم کا کام اُس سے کچھ زیادہ ہے کیونکہ اردو صرف ایک زبان نہیں ایک تہذیب ہے اور تہذیب کو سکھانا زبان سکھانے سے زیادہ معنویت رکھتا ہے۔ ان تمام فرائض کی بہتر طریقے سے انجام دہی کرنے کے لیے اردو کے معلم میں کچھ خصوصیات کا ہونا از حد ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1. **زبان پر عبور** : اردو زبان کے معلم کو ہر اعتبار سے مکمل ہونا لازمی ہے۔ اگر اردو اس کی مادری زبان نہیں بھی ہے تو بھی اس کا اردو پر مکمل عبور ہونا ضروری ہے۔ زبان کا صحیح تلفظ، ساخت پر نظر، فرہنگ پر قدرت اور اسلوب سے واقفیت ضروری ہے۔ کیونکہ جس کو خود صحیح زبان کا علم نہیں ہوگا وہ زبان کی تعلیم کیسے دے سکتا ہے۔ اردو زبان پر پوری طرح عبور ہوئے بغیر اردو کا معلم تدریس کا کام صحیح طریقہ سے نہیں کرسکتا۔ اردو معلم نہ صرف اردو زبان بولنا، لکھنا، پڑھنا، صحیح طریقہ سے جانتا ہو بلکہ اردو زبان کا آغاز وارتقاء، اردو زبان کی خصوصیات اور اردو کے ارتقاء میں کن کن اشخاص، تنظیموں کا کیا رول رہا ہے اس کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ معلم کا تلفظ درست اور بولنے و پڑھنے میں روانی ہونی چاہئے۔ زبان کو صحیح طریقے سے پڑھانے کے لیے اس کے قواعد کا صحیح علم ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے معلم کو اگر صحیح قواعد کی جانکاری ہوگی تب ہی وہ طلباء کو بھی صحیح طریقے سے قواعد کا استعمال سکھا سکے گا۔ اس کے علاوہ معلم کو سادہ اور سلیس زبان کے استعمال پر بھی قدرت حاصل ہونی چاہئے۔ اس کا اظہار بیان دلچسپ، عام فہم اور سادہ ہو، مخارج اور تلفظ کی درستگی بھی ایک اہم عنصر ہے۔ آج کل یہ دیکھا گیا ہے کہ طلباء س، ش کے تلفظ، ظ، ذ، ض کے تلفظ میں غلطیاں کرتے ہیں اور غلط بولنے کی وجہ سے غلط لکھتے بھی ہیں۔ اس لیے خود معلم کا تلفظ صحیح ہو اور طلباء کے بھی تلفظ پر دھیان دیں۔ جب طلباء صحیح زبان سنیں گے تو ہی صحیح زبان بولیں گے۔

2. **ادبی ذوق** : ایک معلم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ خود مطالعہ کا ذوق رکھتا ہو۔ وہ اردو تدریس کو محض ایک منصبی فریضہ نہ سمجھے بلکہ اپنا محبوب ترین مشغلہ خیال کرے۔ جب معلم کو ادبی لگاؤ ہوگا تبھی وہ تدریس کے عمل میں دلچسپی دکھائے گا اور متعلم یا طلباء میں رغبت پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اردو ادب کا مسلسل ارتقاء ہو رہا ہے اور مختلف اصناف پر لکھا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ادیب وشعراء سامنے آرہے ہیں۔ اس لیے معلم کو ان کے بارے میں معلومات اور اس معلومات بہم کو طلباء تک پہنچانا بھی ضروری ہے۔ زبان ادب اور اصناف سخن میں لگاتار ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اس لیے اس ترقی کے ساتھ ہمقدم ہونا معلم کا ایک ضروری وصف ہے۔ اس کے علاوہ معلم کا ادبی ذوق اسکول میں ہم نصابی سرگرمیوں کے انعقاد میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ معلم کو اردو زبان کی تدریس کے وقت اس کے ادب سے بھی طلباء کو کہیں

نہ کہیں روبرو کروانا ہوتا ہے۔اس کے لیے معلم کو ادب اور ادبی اردو سے پوری طرح واقفیت ہونا ضروری ہے۔اس کے لیے جہاں تک ممکن ہو سکے معلم کو مشہور و معروف شعراء اور ادیبوں کے اسالیب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ معلم اردو ادب کی فنی اور نوعی پہلوؤں کے لطیف گوشوں سے پوری طرح واقف ہو۔اصناف کی تاریخ، ہیت اور اشارات و علائم سے باخبر ہو۔اردو زبان و ادب کی پوری تاریخ اس کے مکمل ارتقاء اور مختلف منازل کا واضح شعور رکھتا ہو۔زبان کے اسالیب پر نظر رکھتا ہو۔دبستانی اور انفرادی اختلاف اور باریکیوں کو بھی سمجھتا ہو۔فاضل ادبیات اور ادبی حسن کاری اور جمالیاتی قدر شناسی کی صلاحیت رکھتا ہو۔

3. **تلفظ اور مخارج کی درستگی** : اردو زبان کے معلم کا تلفظ اور مخارج کا صحیح ہونا ازحد ضروری ہے کیونکہ معلم ہی وہ شخص ہے جو زبان کی مہارتیں پیدا کرتا ہے۔آواز میں اتار چڑھاؤ کس لفظ پر زور دینا ہے، کس حرف کی آواز نکالنے کے لیے اعضاء نطق کا کون سا حصہ استعمال میں لانا ہے ان سب کا علم ہونا لازمی ہے۔اسی کی بنیاد پر وہ اپنے لفظ اور مخارج کو صحیح کر سکے گا اور طلباء کے مخارج کی درستگی پر دھیان دے سکے گا۔

4. **لسانی استعداد:** اردو کے معلم کو زبان کا صحیح تلفظ، ساخت پر نظر، فرہنگ پر قدرت اور اسلوب کی نزاکتوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔اس کے علاوہ اردو زبان کی تجزیاتی لسانیات، توضیحی لسانیات اور تاریخی لسانیات سے بھی واقفیت ضروری ہے۔معلم کا اردو زبان کے صوتیاتی نظام، فونیمات، علم صرف، علم نحو اور علم معانیات کا فہم ہونا بھی ایک اہم وصف ہے۔اکثر و بیشتر دیکھا گیا ہے کہ اردو زبان و ادب کے تعلق سے خاطر خواہ معلومات نہ ہونے کی وجہ سے اساتذہ اپنی تدریس کو موثر نہیں بنا پاتے اور طلباء میں اردو زبان و ادب کا ذوق ابھارنے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔اس لیے اردو معلم کو اردو زبان کے قواعد جس میں علم ہجا، علم صرف، علم نحو اور لسانیات کے تعلق سے بنیادی معلومات ضروری ہے، ایسا ہونے پر ہی وہ زبان اور زبان کے مختلف اسالیب سے خود بھی لطف اندوز ہوگا اور اپنے طلباء کو بھی کرائے گا۔

5. **اپنی زبان سے محبت:** اردو زبان کی بقاء، ترقی اور اردو مضمون کو پر اثر و جاندار بنانے کے لیے اردو اساتذہ کو اس ضمن میں بہت کچھ کرنا ہوگا۔موجودہ حالات میں اردو اساتذہ کو حقیقی معنوں میں معلم قوم اور معمار قوم کا رول ادا کرنا ہوگا۔ایسا اسی وقت ممکن ہے جب ہم دوسرے شعبوں اور زبانوں کی تعلیمی گراوٹ پر مطمئن ہونا چھوڑ دیں اور اپنی زبان کی ترقی کی کوششیں تیز کر دیں۔اردو کے معلم کو صرف ایک معلم نہیں بلکہ ایک مبلغ کا رول ادا کرنا ہوگا۔اردو طلباء کے معیار ذوق کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش کرنی ہوگی اور وہ یہ سب تبھی کر سکے گا جب واقعتاً اس کو اردو سے محبت ہوگی۔اردو اساتذہ کا یہ فرض ہے کہ وہ ادب اور اس کے اہم اجزاء اور عناصر کی تعلیم و تدریس میں لگے رہیں۔طلباء کی فکری اور جمالیاتی تربیت کو اپنا فرض اولین بنائیں۔ان کی غفلت و بے پروائی سے بعض صلاحیتوں کی نشو نما نہ ہو سکی تو یہ معلم کے لیے اخلاقی جرم ہوگا۔

موجودہ دور میں اکثر ریاستوں میں اردو کی حالت بہت خستہ ہے اور دوسری طرف اچھے اساتذہ کی سخت کمی ہے۔موجودہ حالات کے پیش نظر اردو کے اساتذہ با صلاحیت ہونے چاہئے اور انھیں چاہئے کہ وہ اردو کی نئی نسل کا حوصلہ بڑھائیں اور اس میں اردو کی محبت کے ساتھ۔ساتھ ادبی ذوق بڑھانے کی کوشش کریں۔ایسا ضروری نہیں ہے کہ یہ تمام خوبیاں ایک استاد بیک وقت حاصل کر کے تعلیمی ادارے

میں آئے لیکن یہ ضروری ہے کہ معلم اردو میں علم سے محبت، مطالعہ سے عشق، محنت ولگن، کتابوں سے دلچسپی اور اپنے مضمون سے محبت ہو ۔اگر مضمون سے محبت ہوگی تو اس مضمون کی ترقی و بقاء کے لیے وہ تمام تر کوششیں کرے گا۔موجودہ ترقی یافتہ دور میں کسی کی بقااور ترقی کے لیےضروری ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت کے لیے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی میں خصوصی توجہ دی جائے۔

6. **تدریس کے طریقوں پر عبور** : اردو معلم کو موثر اور ماہر بنانے کے لیے مختلف طریقہ تدریس کے استعمال کی ضرورت پڑتی ہے۔اس ضمن میں معلم کو موثر طریقہ تدریس کا ٹھوس علم ہونا ضروری ہے۔دوران تربیت، اصناف کے مطابق مختلف تدریسی طریقہ کار سکھائے جاتے ہیں۔مگر صرف جانکاری حاصل کرنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے استعمال کی اہلیت ہونا بھی ضروری ہے۔معلم تدریسی طریقہ کار کا جتنے ماہر اور موثر انداز میں استعمال کرے گا اس کی تدریس اتنی ہی کامیاب ہوگی۔معلم کو ہمیشہ اس بات کا دھیان رکھنا چاہئے کہ کسی سبق کی نوعیت کیا ہے؟ اس کے لیے کون سا طریقہ تدریس استعمال کرنا بہتر ہے؟ اس کے علاوہ اسے جدید طریقہ تدریس سے آشنا ہونا ضروری ہے۔ تعلیم میں نئی نئی تحقیقات ہو رہی ہیں ان کے مطابق نئے نئے طریقہ تدریس رونما ہو رہے ہیں اس کا علم اور استعمال کرنے کا طریقہ اور اطلاق معلم کو ہونا ضروری ہے۔

7. **مضمون کے ثقافتی پس منظر پر نظر** : کسی بھی مضمون کی طرح ہر زبان کا ایک ثقافتی پس منظر ہوتا ہے۔معلم کو اس زبان کو سمجھانے کے لیے اس کے ثقافتی پس منظر کا علم ہونا ضروری ہے۔الفاظ کے لغوی معنی جاننا اور بتایا جانا زبان کی تدریس کا ایک لازمی جزء ہے۔ بہت سے الفاظ زبان کے ثقافتی ماحول کو جانے اور سمجھے بغیر نہیں بتائے جاسکتے۔مثلاً ابن مریم ہوا کرے کوئی۔۔۔میرے درد کی دوا کرے کوئی۔اس شعر کو سمجھنے کے لیے حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسٰی کی سوانح سے ہی یہ جانا جاسکتا ہے کہ انھوں نے کس طرح عوام کے درد وتکالیف کو رفع کرنے کی کوشش کی۔یعنی اس شعر میں ابن مریم کے معنی بتادینا ناکافی نہیں ہوگا جب تک کہ اس امر سے واقفیت نہ ہو کہ حضرت عیسٰی کون تھے؟ اور انھوں نے کیا کیا؟ اسی طرح ایک دوسرے شعر کا بھی حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

ایران مصر وروم سب مٹ گئے جہاں۔۔۔۔پھر بھی مگر ہے باقی نام ونشاں ہمارا

اس شعر کو ایرانی، مصری اور رومی تہذیب کو جانے اور سمجھے بغیر سمجھایا نہیں جاسکتا ہے۔اس شعر میں بین التہذیب اور بین الثقافتی تقابلی فہم پنہاں ہے۔یعنی اب تہذیبوں کے فہم کے بغیر زیر نظر شعر کو سمجھنا ممکن نہیں ہوگا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اردو زبان کا ارتقاء ایک مخصوص تاریخی ماحول میں ممکن ہوسکا۔اس تاریخی ماحول اور زمانے کے تاریخی سفر سمجھنے کے بعد ہی ایک معلم اپنے شاگردوں کو اردو زبان کے تدریسی عمل میں موثر مدد پہنچا سکتا ہے۔اسے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ثقافت اور زبان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ثقافتی ماحول میں زبان پیدا ہوتی ہے اور پھر یہ زبان ثقافت کی تشکیل وتعمیر مین نمایاں رول ادا کرتی ہے۔ اسی لیے اردو زبان کو گنگا جمنی تہذیب کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔

8. **مقامی زبان و ثقافت کی واقفیت** :طلباء کی مقامی اور مادری زبان اردو زبان سے مختلف ہوسکتی ہے۔مقامی زبان کم وبیش بچوں کی مادری زبان جیسی ہوتی ہے۔ مقامی ثقافت بھی معیاری ثقافت سے مختلف ہوسکتی ہے۔ثقافت اور مزاج کا تعلق بہت قریبی ہوتا ہے۔زبان ثقافت کی مظہر ہے اور ثقافت زبان کی علمبردار! دوسرے الفاظ میں مقامی ثقافت اور زبان طلباء کا معلوماتی خزانہ ہوتی ہے۔ایک معلم کے

لیے ضروری ہے کہ وہ طلباء کے ذہن میں تازہ دم معلومات کے خزانہ کا استعمال نئی معلومات فراہم کرنے کے لیے استعمال کرے۔یعنی مقامی ثقافت و مقامی زبان سے اردو کو مربوط کرتے ہوئے تدریسی عمل کا سلسلہ شروع کرنا چاہیئے۔اردو زبان طلباء کے لیے نئی یا مختلف زبان ہوسکتی ہے اور اگر اس زبان کا رشتہ مقامیت سے قائم کردیا جائے تو تدریس موثر ہوجاتی ہے۔

9. بین الزبان رشتوں پرنظر :- اردو زبان کی تاریخ وارتقاء جاننے کے بعد یہ واضح ہوجاتا ہے کہ یہ زبان ایک مخصوص تاریخی ماحول میں پیدا ہوئی اور اسی لیے اس کا نام اردو پڑا۔اردو میں مختلف زبانوں کے الفاظ کی شمولیت ایک واضح امر ہے اور یہ ان زبانوں سے اردو کا رشتہ مضبوط کرتی جیسے کہ 'چ' والے الفاظ عموماً ترکی زبان سے آتے ہیں۔جیسے: کہ اچکن، دیگچہ، چمچہ وغیرہ۔اگر یہ تصور معلم طلباء کو واضح کردے گا تو تدریس موثر اور دلچسپ ہوگی۔

10. خوش کلامی اور موثر انداز بیان:- اردو ایک ایسی زبان ہے جو اپنے انداز بیان کی وجہ سے ہی ایک انفرادی حیثیت کی حامل ہے۔اس کی شیرینی اور کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ بات کہنے کی صلاحیت اس کو ایک نمایاں مقام پر فائز کرتی ہے۔جیسے

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا۔۔۔موسیٰ نہیں جو سیر کروں کوہ طور کا

معلم اس شعر کی تشریح کو اپنے موثر انداز کلام کے ذریعے طلباء کو خدا کے ظہور کی علامتوں سے واقف کرا سکتا ہے۔اس کے علاوہ موسیٰ علیہ السلام کس طرح خدا کے ظہور کو دیکھنے کے لیے کوہ طور پر گئے اسے موثر انداز بیان کے ذریعے معلم طلباء کو مسحور کرسکتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) اُردو زبان کے معلم کے اوصاف بیان کیجیے۔

(2) اُردو کے معلم کو مضمون کے بین الزبان رشتوں پر کیوں نظر ہونی چاہیے۔

1.5 تدریس نثر: مختلف مراحل

ادیب اور شاعر دونوں اپنے خیالات کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے الفاظ کا سہارا لیتے ہیں۔وہ علم جن تک انسان نے دست رس حاصل کی ہے یعنی سائنس، فلسفہ، تاریخ، سیاسیات، معاشیات، جغرافیہ اور طب وغیرہ سب نثر میں ہی تحریر شدہ ہیں۔نثر کے الفاظ میں خیالات و بیانات میں ربط اور تسلسل ہوتا ہے۔نثر میں سب سے زیادہ اہمیت الفاظ کی ہوتی ہے۔اگر ذرا سی بھی لغزش ہو تو معنی اور مفہوم دونوں بدل جاتے ہیں۔نثر اچھے، مناسب اور مفہوم سے پر الفاظ کی متقاضی ہوتی ہے اور مصنف میں الفاظ کے استعمال کا یہ طریقہ کافی ریاضت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔الفاظ کا ترتیب سے جملوں میں استعمال ایسا ہی ہے جیسے الفاظ موتی ہوں، جنہیں خوبصورت لڑیوں میں پرویا جارہا ہو۔ادبی نثر کے کچھ اپنے تقاضے ہوتے ہیں؛ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ ادب کے تقاضے کو پورا کرے۔ادبی نثر میں ادیب پر کوئی پابندی نہیں ہوتی وہ پوری آزادی کے ساتھ صنف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی بات کہتا ہے۔نثر کا موضوع سے بہت گہرا تعلق ہوتا ہے، ادیب کو اس کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی تحریر کو پیش کرنا ہوتا ہے۔نثر میں الفاظ کا مفہوم واضح، مدلل اور تفصیل کے ساتھ ہو تو ایسی نثر اپنے مقصد کو اچھی طرح پیش کرسکتی ہے۔نثر کی تحریر کا مقصد آئندہ نسلوں تک علم کی ترسیل کرنا بھی ہوتا ہے۔اس لیے کمرہ جماعت میں اس کی موثر تدریس کے لیے درج ذیل مراحل کا بتدریج استعمال کرنا ضروری ہے۔

1. **مقاصد کا تعین:** مقاصد دو طرح کے ہوتے ہیں ؛عمومی مقاصد اور خصوصی مقاصد !عمومی مقاصد کا تعلق مکمل مضمون سے ہوتا ہے جب کہ خصوصی مقاصد کا تعلق سبق سے ہوتا ہے۔ تدریس شروع کرنے سے پہلے معلم کو چاہئے کہ اس سبق سے متعلق مطلوبہ مقاصد کی فہرست کا تعین کرلیں۔ مطلوبہ مقاصد کا تعین بالکل واضح الفاظ میں اس طرح ہونا چاہئے جس سے کہ تدریس کے اختتام پر اس کی حصولیابی کا تعین قدر کیا جاسکے۔ جیسے؛ سبق کی تدریس کے بعد طلباء۔۔۔اس سبق کے مصنف کا نام بتاسکیں گے، اس سبق میں شامل مشکل الفاظ کے معنی بتا سکیں گے، سبق کا مکمل خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کرسکیں گے۔ وغیرہ، وغیرہ۔

2. **تمہید:** طلباء کی سابقہ معلومات کا استعمال کرتے ہوئے سبق کے عنوان تک پہنچنا تمہید کہلاتا ہے۔ معلم کی ذمہ داری ہے کہ تمہید کے ذریعے طلباء کو ذہنی طور پر سبق کی جانب آمادہ کرے۔ تمہید کے لیے سوال وجواب کا طریقہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ تمہیدی سوالات کو اگر ترتیب کے ساتھ پوچھا جائے تو طلباء بہت آسانی کے ساتھ سبق کے عنوان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس سے طلباء ذہنی طور پر سبق کو پڑھنے کے لیے آمادہ ہوجاتے ہیں اور ان میں سبق کے تئیں تجسس بھی پیدا ہوجاتا ہے۔ جیسے ہی معلم طلباء کے جوابات کے ذریعے سبق کے عنوان تک پہنچتا ہے تمہید کا مرحلہ اسی وقت ختم ہوجاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق تدریس کے لیے متعین کل وقت کے 10 فیصد وقت کا استعمال ہی تمہید کے لیے کرنا چاہئے۔ مثال کے طور پر اگر تدریس کے لیے چالیس منٹ کا وقت ملتا ہے تو پہلے 4 منٹ کا استعمال تمہید کے لیے کرنا چاہئے۔

3. **موضوع کا اعلان:** جب طلباء سبق کو پڑھنے کے لیے ذہنی طور پر آمادہ ہوجاتے ہیں تو معلم سبق کے موضوع کا اعلان کرتا ہے۔ یہ ایک نفسیاتی لمحہ ہوتا ہے جس میں طالب علم سبق کے موضوع کی جانب دلچسپی کے ساتھ رجوع ہوجاتا ہے۔

4. موضوع کی اصطلاح اور تعریف:۔ موضوع کا اعلان کرنے کے بعد معلم طلبا کے تجسس میں مزید اضافہ کرنے کے لیے یہاں پر موضوع سے متعلق چند بہترین جملوں کو طلباء کے سامنے بولتا ہے۔ ان جملوں میں اس مخصوص صنف نثر، اس مخصوص مصنف یا مواد مضمون کے تعلق سے اہم معلومات طلباء کے سامنے پیش کی جاتی ہیں جس سے کہ طلباء اس سبق کو پڑھنے کے لیے بےچین ہوجاتے ہیں۔

5. پیش کش:۔ اردو زبان میں سبق کی تدریس کا یہ مرحلہ مکمل طور پر مواد متن یا مواد مضمون پر محیط ہوتا ہے۔ اس کے ضمن میں درج ذیل مراحل شامل ہوتے ہیں۔

الف:۔ معلم کی نمونے کی بلندخوانی:۔ معلم سبق کے متن کو پیش کرنے کے لیے بلند آواز میں عبارت کی بلندخوانی کرتا ہے۔ بلندخوانی کے دوران اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ معلم کا تلفظ درست ہو، لہجہ بہترین ہو، زبان میں میں روانی ہو اور روانی میں رموز واوقاف کا خیال رکھا جائے۔ حروف کے صحیح اعراب اور صحیح لہجے کے ساتھ جملوں کی ادائیگی ضروری ہے۔ معلم کے پڑھنے کا انداز ایسا ہو کہ طلبا پر اس کا عمدہ اثر ہو۔

ب۔ طلباء کی تقلیدی بلندخوانی:۔ معلم کی نمونے کی بلندخوانی کے بعد اگلا مرحلہ طلباء کی بلندخوانی کا ہوتا ہے۔ اس میں معلم کسی ایک طالب علم سے بلندخوانی کرنے کو کہتا ہے۔ طلباء کی بلندخوانی کے لیے ایک سے زیادہ طالب علم کو موقع دیا جاسکتا ہے۔ طلباء کی بلندخوانی کے دوران معلم کو چاہئے کہ ایسے الفاظ جس پر طالب علم اٹکتا ہے، رکتا ہے یا اس کا غلط تلفظ ادا کرتا ہے تو وہ اس کی تصحیح کرے اور ایسے الفاظ کی فہرست تختہ سیاہ پر بنائے۔

ج:۔ اخذ معنی:۔طلباء کی تقلیدی بلند خوانی کے دوران مشکل الفاظ کی جو فہرست تختہ سیاہ پر بنائی گئی ہے معلم کو اب طلباء کی شمولیت حاصل کرتے ہوئے اس کے معنی اخذ کروانے چاہیئے اور معنی کا تعین عبارت کے سیاق وسباق کے مطابق کرنا چاہیئے۔معلم معنی اخذ کروانے کے لیے مختلف طریقوں کا استعمال کر سکتے ہیں۔موضوع کے لحاظ سے الفاظ کے لغوی معنوں کے ساتھ ساتھ مرادی معنوں کی جانب بھی اشارہ کیا جا سکتا ہے۔مترادف اور متضاد الفاظ کی مدد بھی لی جا سکتی ہے۔مرکب الفاظ کی تحلیل کے ذریعے،سابقے اور لاحقے لگا کر اور کبھی طلباء سے براہ راست معنی پوچھ کر بھی الفاظ کے معنی اخذ کرائے جا سکتے ہیں۔ یہاں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو الفاظ کے معنی طلباء سے ہی اخذ کرانے چاہیئے۔

د:۔ طلباء کی خاموش خوانی:۔اخذ معنی کے بعد طلباء کو خاموش مطالعہ کے لیے کہا جاتا ہے۔خاموش مطالعہ کے ذریعے طلباء میں زود خوانی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔خاموش خوانی سے طلباء عبارت کے مفہوم کو بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔اس دوران معلم کمرہ جماعت میں گھوم گھوم کر طلباء کی نگرانی کرتے رہنا چاہیئے اور کمزور طالب علم کی مدد کرنا چاہیئے۔

ر:۔ تفہیمی سوالات:۔معلم کی بلند خونی،طلباء کی بلند خوانی،اخذ معنی اور خاموش خوانی کے بعد ملم کو چاہیئے کہ وہ طلباء کی تفہیم عبارت کی جانچ کرنے کے لیے ان سے مواد متن یا مواد مضمون پر مبنی ترتیب کے ساتھ سوالات پوچھیں۔سوالات کی ترتیب ایسی ہونی چاہیئے کہ عبارت میں موجود خیالات کا تسلسل اور ارتقاء کا اظہار ہو۔اس دوران معلم کو چاہیئے کہ وہ طلباء کے بتائے گئے جوابات کی تعمیر وتشکیل کرتے ہوئے اسے مکمل جملے میں تختہ سیاہ پر بالترتیب لکھیں۔جوابات ایسے جملوں میں لکھنا چاہیئے جس سے کہ یہ پتہ چلے کہ یہ کس سوال کا جواب ہے۔

س:۔ کمرہ جماعت کا کام:۔اخذ معنی کے دوران تختہ سیاہ پر لکھے گئے الفاظ معنی اور تفہیمی سوالات کے جواب جو کہ تختہ سیاہ پر لکھے جا چکے ہیں معلم کو چاہیئے کہ وہ طلباء سے کہے کہ تختہ سیاہ پر لکھے ہوئے الفاظ معنی اور تفہیمی سوالات کے جواب کو اپنی کاپی میں لکھ لیں۔ جب طلباء کمرہ جماعت کا کام کر رہے ہوں یعنی الفاظ معنی اور تفہیمی سوالات کے جواب اپنی کاپی پر لکھ رہے ہوں اس وقت معلم کو کمرہ جماعت میں گھوم گھوم کر نگرانی کرناچ چاہیئے اور کمزور طالب علم کی مدد کرناچ چاہیئے۔

ص:۔ وضاحت یا تشریح:۔نثر کی تدریس کا یہ مرحلہ معلم کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔اس مرحلے میں معلم مواد متن کا مکمل خلاصہ بہت ہی مفصل،مکمل اور مجمل طریقے سے پیش کرتا ہے۔اس دوران معلم کے ہاتھ میں کتاب نہیں ہوتی وہ جو کچھ بھی بولتا ہے برجستہ بولتا ہے۔خوبصورت انداز،لب ولہجہ،بہترین منظرکشی اور حرکات وسکنات کے ذریعے معلم مکمل مواد متن کو طلباء کے دل میں اتارنے کی کوشش کرتا ہے۔اس وقت تمام طلبا کی نظر معلم پر ہوتی ہے اور وہ معلم کی قابلیت،لیاقت اور صلاحیت سے محذوذ ہوتے ہیں۔

5. تعین قدر:۔نثر کی تدریس کا یہ اختتامی مرحلہ ہے۔جیسا کہ پہلے ہی لکھا جا چکا ہے کہ سبق کی تدریس کا پہلا مرحلہ سبق کے مطلوبہ مقاصد کا تعین کرنا ہے۔معلم اپنی تمام تر تدریسی سرگرمیوں کے ذریعے انہیں مقاصد کی تکمیل کرنے کی سعی کرتا ہے۔تدریس کے آخری مرحلے میں معلم ان مقاصد کی حصولیابی کی جانچ کرتا ہے جسے تعین قدر کرنا کہتے ہیں۔طلباء کی حصولیابی کا تعین قدر کرنے کے لیے معلم طلباء سے سوالات پوچھتا ہے۔یہاں پر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تعین قدر کے سوالات راست طور پر سبق کے مطلوبہ مقاصد کے عین

مطابق ہونے چاہئے۔

6. اعادہ:۔ اعادہ سے مراد دہرانا ہے۔طلباء کی حصولیابی کا تعین قدر کرنے کے بعد معلم ایک بار پھر سبق کے اہم نکات کو طلباء کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس طرح اپنی تدریس کو انجام تک پہنچاتا ہے۔

7. گھر کا کام:۔طلباء کی ذہنی اور تحریری صلاحیت کو فروغ دینے کی لیے معلم کو چاہئے کہ طلباء کو مناسب مقدار میں گھر کا کام دیں۔ ماہرین تعلیم کے مطابق گھر کا کام ایسی نوعیت کا ہونا چاہئے جسے بچہ خود سے کر سکے اسے کسی کی مدد لینے کی ضرورت نہ ہو اور دوسری بات گھر کا کام مقدار میں اتنا ہونا چاہئے کہ طالب علم دس سے بیس منٹ کے اندر اسے پورا کر سکے جس سے کہ اس کے اوپر بے جا دباؤ نہ پڑے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) تدرس نثر کے مختلف مراحل کو سمجھایئے؟

1.6 تدریس نظم: مختلف مراحل

انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ موسیقی اور نغمے سے دلچسپی رکھتا ہے۔ کچھ باتیں جو اگر نثر میں تحریر کی جائیں اتنی موثر نہیں ہوتی ہیں جتنی کہ نظم میں بیان کرنے سے ہوتی ہیں۔ چونکہ نظم میں آہنگ کے ساتھ ساتھ موسیقی بھی موجود ہوتی ہے اس لیے یہ کانوں کو بھلی بھی لگتی ہے۔نظم ذہن میں شگفتگی پیدا کرتی ہے۔اشعار کا برمحل استعمال ذوق سلیم کی علامت سمجھا جاتا ہے۔نظم کی تدریس کی اہمیت اس لحاظ سے بھی زیادہ ہے کہ یہ تہذیب و تمدن کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دیگر علوم ہماری معلومات میں اضافہ کرتے ہیں لیکن نظمیں ہمارے تخیل کی دنیاء آباد کرتی ہیں۔اس سے ہمارے جذبات اور احساسات کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔نظم کی متعدد شکلیں ہیں۔یہ کبھی بیانیہ ہوتی ہے تو کبھی غزل بن جاتی ہے۔کہیں رباعی اور کہیں قطعہ کی شکل میں پھیل جاتی ہے۔کبھی قصیدہ بنتی ہے تو کبھی مرثیہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

ابتدائی جماعتوں میں نظم کی تدریس کا ایک خاص مقصد بچوں کے حافظے کی تربیت اور لطف اندوزی ہے۔ایسی نظمیں نصاب میں شامل کی جاتی ہیں جو آسان ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی ہوں اور بہت جلد بچوں کو یاد ہو سکیں۔ثانوی جماعتوں میں تدریس نظم کے ذریعے ذوق ادب کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔تشبیہات، استعارات، صنائع، بدائع، تلمیحات، اشارے و کنائے، علائم، مجاز و مرسل ان تمام کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔اخلاقی نظمیں بچوں کی تربیت میں معاون کردار ادا کرتی ہیں۔بچوں میں خدا پرستی، رحم دلی، سچائی، دیانت داری، ایمان داری، ایثار و قربانی اور حب الوطنی کے جذبات کو فروغ دیا جاتا ہے۔نظم کی تدریس میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ طلباء شاعر کے تخیل کو سمجھ سکیں اور اشعار سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت ان میں پیدا ہو سکے۔

ثانوی جماعتوں میں نظم کی تدریس کے وہی مراحل ہیں جو نثر کی تدریس کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔اکثر ماہرین اخذ معنی اور تفہیمی سوالات کے بجائے نظم کی تدریس میں استحسان نظم، نظم کے اجمالی جائزہ اور تفصیلی جائزہ پر زور دیتے ہیں۔تدریس نظم کے مختلف مراحل کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

1. **مقاصد کا تعین:** مقاصد دو طرح کے ہوتے ہیں ؛عمومی مقاصد اور خصوصی مقاصد !عمومی مقاصد کا تعلق مکمل مضمون سے ہوتا ہے جب کہ

خصوصی مقاصد کا تعلق سبق سے ہوتا ہے۔ تدریس شروع کرنے سے پہلے معلم کو چاہئے کہ اس سبق سے متعلق مطلوبہ مقاصد کی فہرست کا تعین کر لیں۔ مطلوبہ مقاصد کا تعین بالکل واضح الفاظ میں اس طرح ہونا چاہئے جس سے کہ تدریس کے اختتام پر اس کی حصولیابی کا تعین قدر کیا جا سکے۔ جیسے؛ سبق کی تدریس کے بعد طلباء اس نظم کے مصنف کا نام بتا سکیں گے، اس نظم میں شامل مشکل الفاظ کے معنی بتا سکیں گے، نظم کا مکمل خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں گے، نظم کے مرکزی خیال کی نشاندہی کر سکیں گے۔ وغیرہ، وغیرہ۔

2. **تمہید:** طلباء کی سابقہ معلومات کا استعمال کرتے ہوئے سبق کے عنوان تک پہنچنا تمہید کہلاتا ہے۔ معلم کی ذمہ داری ہے کہ تمہید کے ذریعے طلباء کو ذہنی طور پر سبق کی جانب آمادہ کرے۔ تمہید کے لیے سوال و جواب کا طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تمہیدی سوالات کو اگر ترتیب کے ساتھ پوچھا جائے تو طلباء بہت آسانی کے ساتھ نظم کے عنوان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس سے طلباء ذہنی طور پر نظم کو پڑھنے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں اور ان میں نظم کے تئیں تجسس بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے ہی معلم طلباء کے جوابات کے ذریعے سبق کے عنوان تک پہنچتا ہے تمہید کا مرحلہ اسی وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق تدریس کے لیے متعین کل وقت کے 10 فیصد وقت کا استعمال ہی تمہید کے لیے کرنا چاہئے۔ مثال کے طور پر اگر تدریس کے لیے چالیس منٹ کا وقت ملتا ہے تو پہلے 4 منٹ کا استعمال تمہید کے لیے کرنا چاہئے۔

3. **موضوع کا اعلان:** جب طلباء نظم کو پڑھنے کے لیے ذہنی طور پر آمادہ ہو جاتے ہیں تو معلم نظم کے موضوع کا اعلان کرتا ہے۔ یہ ایک نفسیاتی لمحہ ہوتا ہے جس میں طالب علم نظم کے موضوع کی جانب دلچسپی کے ساتھ رجوع ہو جاتا ہے۔

4. **موضوع کی اصطلاح اور تعریف:** موضوع کا اعلان کرنے کے بعد معلم طلبا کے تجسس میں مزید اضافہ کرنے کے یے یہاں پر موضوع سے متعلق چند بہترین جملوں کو طلباء کے سامنے بولتا ہے۔ ان جملوں میں اس مخصوص صنف نظم، اس مخصوص شاعر یا مواد نظم کے تعلق سے اہم معلومات طلباء کے سامنے پیش کی جاتی ہیں جس سے کہ طلباء اس نظم کو پڑھنے کے لیے بے چین ہو جاتے ہیں۔

5. **پیش کش:** سبق کی تدریس کا یہ مرحلہ مکمل طور پر مواد متن پر محیط ہوتا ہے۔ اس کے ضمن میں درج ذیل مراحل شامل ہوتے ہیں۔

الف: معلم کی نمونے کی بلند خوانی: ۔ معلم نظم کے متن کو پیش کرنے کے لیے بلند آواز میں عبارت کی بلند خوانی کرتا ہے۔ بلند خوانی کے دوران اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ معلم کا تلفظ درست ہو، لہجہ بہترین ہو، زبان میں روانی ہو اور روانی میں رموز واوقاف کا خیال رکھا جائے۔ حروف کے صحیح اعراب اور صحیح لہجے کے ساتھ مصرعوں کی ادائیگی ضروری ہے۔ نظم اس انداز میں پڑھی جائے کی طلباء پر ایک مخصوص کیفیت طاری ہو جائے۔ نظم اگر طویل ہو تو علاحدہ علاحدہ بند سنائے جائیں، لیکن آخر میں پوری نظم ایک ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔

ب: طلباء کی تقلیدی بلند خوانی: ۔ معلم کی نمونے کی بلند خوانی کے بعد اگلا مرحلہ طلباء کی بلند خوانی کا ہوتا ہے۔ اس میں معلم کسی ایک طالب علم سے بلند خوانی کرنے کو کہتا ہے۔ طلباء کی بلند خوانی کے لیے ایک سے زیادہ طالب علم کو موقع دیا جا سکتا ہے۔ طلباء کی بلند خوانی کے دوران معلم کو چاہئے کہ ایسے الفاظ جس پر طالب علم اٹکتا ہے، رکتا ہے یا اس کا غلط تلفظ ادا کرتا ہے وہ اس کی تصحیح کرے اور ایسے الفاظ کی فہرست تختہ سیاہ پر بنائے۔

ج: اخذ معنی: ۔ طلباء کی تقلیدی بلند خوانی کے دوران مشکل الفاظ کی جو فہرست تختہ سیاہ پر بنائی گئی ہے معلم اب طلباء کی شمولیت حاصل

کرتے ہوئے اس کے معنی اخذ کروانے چاہئے۔معنی کا تعین عبارت کے سیاق وسباق کے مطابق کرنا چاہئے۔معلم معنی اخذ کروانے کے لیے مختلف طریقوں کا استعمال کرسکتے ہیں۔موضوع کے لحاظ سے الفاظ کے لغوی معنوں کے ساتھ ساتھ مرادی معنوں کی جانب بھی اشارہ کیا جاسکتا ہے۔مترادف اور متضاد الفاظ کی مدد بھی لی جاسکتی ہے۔مرکب الفاظ کی تحلیل کے ذریعے، سابقے اور لاحقے لگا کر اور کبھی طلباء سے براہ راست معنی پوچھ کر بھی الفاظ کے معنی اخذ کرائے جاسکتے ہیں۔ یہاں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو الفاظ کے معنی طلباء سے ہی اخذ کرائے جائیں۔

ج: نظم کا اجمالی جائزہ:۔نظم کے اجمالی جائزے سے لطف اندوزی کے ساتھ ساتھ استحسان نظم بھی ہوتا ہے۔اس کے لیے نظم کے مرکزی خیال کے پس منظر میں نظم کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔اس کے ذریعے نظم میں پیش کیے گئے خیالات، واقعات، اور مناظر طلباء سے اخذ کرائے جانے چاہئے۔اس عمل میں میں طلباء کی مکمل شمولیت حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

د: طلباء کی خاموش خوانی:۔اخذ معنی کے بعد طلباء کو خاموش مطالعہ کے لیے کہا جاتا ہے۔خاموش مطالعہ کے ذریعے طلباء میں زود خوانی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔خاموش خوانی سے طلباء عبارت کے مفہوم کو بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔اس دوران معلم کو کمرہ جماعت میں گھوم گھوم کر طلباء کی نگرانی کرتے رہنا چاہئے اور کمزور طالب علم کی مدد کرنا چاہئے۔

ر: تفہیمی سوالات:۔معلم کی بلند خونی، طلباء کی بلند خوانی، اخذ معنی، نظم کے اجمالی جائزہ اور خاموش خوانی کے بعد معلم کو چاہئے کہ وہ طلباء کی تفہیم عبارت کی جانچ کرنے کے لیے ان سے مواد متن پر مبنی ترتیب کے ساتھ سوالات پوچھیں۔سوالات کی ترتیب ایسی ہونی چاہئے کہ عبارت میں موجود خیالات میں تسلسل اور ارتقاء کا اظہار ہو۔اس دوران معلم کو چاہئے کہ وہ طلباء کے بتائے گئے جوابات کی تعمیر وتشکیل کرتے ہوئے اسے مکمل جملے میں تختہ سیاہ پر بالترتیب لکھیں۔ جوابات ایسے جملوں میں لکھنا چاہئے جس سے کہ یہ پتہ چلے کہ یہ کس سوال کا جواب ہے۔

س: کمرہ جماعت کا کام:۔ اخذ معنی کے دوران تختہ سیاہ پر لکھے گئے الفاظ معنی اور تفہیمی سوالات کے جواب جو کہ تختہ سیاہ پر لکھے ہوئے ہیں کا استعمال طلباء کے لیے کمرہ جماعت کے کام کے لیے کرنا ایک اچھا عمل ہے۔معلم کو چاہئے کہ وہ طلباء سے کہے کہ تختہ سیاہ پر لکھے ہوئے الفاظ معنی اور تفہیمی سوالات کے جواب کو اپنی کاپی میں لکھ لیں۔ جب طلباء کمرہ جماعت کا کام کر رہے ہوں اس وقت بھی معلم کو کمرہ جماعت میں گھوم گھوم کر نگرانی کرنا چاہئے اور کمزور طالب علم کی مدد کرنا چاہئے۔

ص: نظم کا تفصیلی جائزہ اور تشریح:۔ نظم کی تدریس کا یہ مرحلہ معلم کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔اس مرحلے میں معلم نظم کا مکمل خلاصہ بہت ہی مفصل، مکمل اور مجمل طریقے سے پیش کرتا ہے۔اس دوران معلم کے ہاتھ میں کتاب نہیں ہوتی وہ جو کچھ بھی بولتا ہے برجستہ بولتا ہے۔خوبصورت انداز، لب ولہجہ، بہترین منظر کشی اور حرکات وسکنات کے ذریعے معلم مکمل نظم کے مفہوم کو طلباء کے دل میں اتارنے کی کوشش کرتا ہے۔اس وقت تمام طلبا کی نظر معلم پر ہوتی ہے اور وہ معلم کی قابلیت، لیاقت اور صلاحیت سے محذوز ہوتے ہیں۔نظم کے تفصیلی جائزے میں اشعار کی تفہیم، اس کا مرکزی خیال، تشبیہات و استعارات، تلمیحات کی وضاحت کرنا چاہئے۔نظم کے ہر پہلو کی تشریح کی جائے جس سے کہ نظم کے تعلق سے طلباء میں کسی بھی طرح کی تشنگی

باقی نہ رہے۔اشعار کی تفہیم طلباء میں لطف اندوزی پیدا کرتی ہے۔دراصل نظم کے الفاظ،تراکیب،رموز وعلائم محض الفاظ نہیں ہوتے ان کے پس منظر تصورات کی ایک دنیاء آباد ہوتی ہے اس لیے اس کی تفہیم لازمی ہے تاکہ طلباء نظم کو سمجھ کر اس سے لطف اندوز ہوسکیں اور استحسان نظم کا جذبہ ان میں پیدا ہوسکے۔

5. **تعین قدر:** نظم کی تدریس کا یہ اختتامی مرحلہ ہے۔جیسا کہ پہلے ہی لکھا جاچکا ہے کہ سبق کی تدریس کا پہلا مرحلہ سبق کے مطلوبہ مقاصد کا تعین کرنا ہے۔معلم اپنی تمام تر تدریسی سرگرمیوں کے ذریعے انہیں مقاصد کی تکمیل کرنے کی سعی کرتا ہے۔تدریس کے آخری مرحلے میں معلم ان مقاصد کی حصولیابی کی جانچ کرتا ہے جسے تعین قدر کرنا کہتے ہیں۔طلباء کی حصولیابی کا تعین قدر کرنے کے لیے معلم طلباء سے سوالات پوچھتا ہے۔یہاں پر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تعین قدر کے سوالات راست طور پر نظم کے مطلوبہ مقاصد کے عین مطابق ہونا چاہئے۔

6. **اعادہ:** اعادہ سے مراد دہرانا ہے۔طلباء کی حصولیابی کا تعین قدر کرنے کے بعد معلم ایک بار پھر نظم کے اہم نکات کو طلباء کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس طرح اپنی تدریس کو انجام تک پہنچاتا ہے۔

7. **گھر کا کام:** طلباء کی ذہنی اور تحریری صلاحیت کو فروغ دینے کی لیے معلم کو چاہئے کہ طلباء کو مناسب مقدار میں گھر کا کام دیں۔ماہرین تعلیم کے مطابق گھر کا کام ایسی نوعیت کا ہونا چاہئے جسے کہ بچہ خود سے کر سکے،اسے کسی کی مدد لینے کی ضرورت نہ ہو۔گھر کا کام مقدار میں اتنا ہونا چاہئے کہ طالب علم دس سے بیس منٹ کے اندر اسے پورا کر سکے جس سے کہ اس کے اوپر بے جا دباؤ نہ پڑے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) نظم کی تدریس اور نثر کی تدریس میں فرق واضح کیجئے؟

1.7 تدریس قواعد: مختلف مراحل

زبان کو لغزشوں سے بچانے کے لیے جو طریقہ استعمال کیا جاتا ہے اسے قواعد کہتے ہیں۔قواعد کا مقصد زبان کا صحیح استعمال کرنا ہے۔زبان کے استعمال میں اس کے تلفظ،ہجّے،تذکیر و تانیث،اور صحت الفاظ کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔زبان کی تشریح کا کام بھی قواعد کے ذریعے ہی کیا جاسکتا ہے۔

تدریس قواعد کے مقاصد: زبان کا صحیح استعمال (جس میں صحیح بولنا،صحیح سمجھنا،صحیح پڑھنا اور صحیح لکھنا شامل ہے) قواعد کی معلومات کے بغیر ناممکن ہے۔تدریس قواعد کے ضمن میں چند مقاصد قابل ذکر ہیں۔

1۔ زبان کی ساخت کو سمجھنا۔

2۔ صحت کے ساتھ زبان کا استعمال کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

3۔ لسانی تربیت فراہم کرنا۔

4۔ مادری زبان کے قواعد کی مدد سے دیگر زبانوں کے قواعد کی تفہیم پیدا کرنا۔

5۔ تقریری اورتحریری اظہارخیال میں صفائی پیدا کرنا۔

6۔ استحسان ادب کوفروغ دینا۔

7۔ افہام وتفہیم کی ارتقاءکرنا۔

8۔ زبان کے بنیادی اصول وقواعد سے روشناش کرانا،وغیرہ۔۔

قواعد کی تدریس میں تین باتوں کاعلم ضروری سمجھا جاتا ہے۔یہ تین باتیں درج ذیل ہیں۔

علم ہجّا: سادہ آوازیں اوران کی تحریری شکلیں یاعلامتیں حروف کہلاتی ہیں اوران حروف سے متعلق جوعلم فراہم کیا جاتا ہے وہ علم ہجّا کہلاتا ہے۔

علم صرف: اس کاعلم الفاظ،الفاظ کی تقسیم،گردان اوراشتقاق پر مشتمل ہوتا ہے۔الفاظ میں ایک سے زیادہ آوازیں ہوتی ہیں اوران آوازوں کی تحریری علامت لفظ کہلاتی ہے۔اس میں صورت کی تبدیلی کاذکرہوتا ہے۔

علم نحو: بات چیت یاجملے میں لفظوں کاایک دوسرے سے تعلق اور جملوں کا باہمی تعلق نحوکہلاتا ہے۔اس میں لفظ کے باطن اوراس کے مفہوم سے بحث کی جاتی ہے۔

دراصل قواعدایک سائنس ہے۔اس کے ذریعے دوسروں کی تقریروتحریر کی صحت اورعدم صحت کو پرکھا جاتا ہے۔یہاں اس بات پربھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ قواعدکوایک علاحدہ مضمون کےطور پر پڑھایا جائے یااس کوزبان کی تعلیم کاایک حصہ سمجھا جائے۔طلباء کی نفسیات اورمضمون کی نوعیت کے پیش نظر زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ ابتدائی درجات میں قواعد کی تعلیم سے گریز کیا جائے اور ثانوی جماعتوں میں قواعدنثر اورانشاء کے اسباق سے مربوط کر کے پڑھایا جائے اوراعلیٰ جماعتوں میں اسے علاحدہ مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔اگرتعلیم کی ثانوی منزل پرقواعد کی تعلیم کا باقاعدہ سلسلہ نہ شروع کیا جائے تو خدشہ ہے کہ اعلیٰ جماعتوں میں قواعد کی باقاعدہ تعلیم ممکن نہ ہوسکے۔اس لیے ثانوی جماعتوں میں اسباق سے مربوط کرکےقواعد کی تدریس کرنا زیادہ مناسب ہے۔

قواعد کی تدریس کے لیےموجودہ دورمیں مختلف طریقے رائج ہیں جن کا استعمال حسب ضرورت کیا جاسکتا ہے۔ان مختلف طریقوں میں دو اہم طریقوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قواعدکی تدریس کا استخراجی طریقہ: قواعد کی تدریس کا یہ روایتی طریقہ ہے جواب بھی اکثر اسکولوں میں رائج ہے۔یہ ایک غیرنفسیاتی طریقہ ہےجس میں طلباءکوکچھ ایسی تعریفیں رٹادی جاتی ہیں اوربعض ایسی اصطلاحات ازبر کروادی جاتی ہیں جن کامفہوم سمجھنے سےطلباء قاصر رہتے ہیں۔اس کے بعداس طریقہ تدریس میں اسم،صفت،ضمیراورفعل کےفرق کوواضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہےاورآگےچل کر ہرایک سے متعلق شاخ درشاخ بہت ساری معلومات کا انبارطلباء کے دماغ میں ٹھونس دیا جاتا ہے نتیجے کےطور پرقواعد کے نام سےطلباء کی روح خشک ہونےلگتی ہےاوروہ ہمیشہ کے لیےقواعد کےاصولوں سے متنفرہوجاتے ہیں۔

استخراجی طریقے میں تدریسی عمل کچھ اس طرح عمل پاتا ہے کہ پہلے اصول وتعریف پھرمثال اورآخرمیں اس کی مشق کرائی جاتی ہے۔اس طریقے کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ طالب علم قواعدکوایک علاحدہ مضمون سمجھنےلگتا ہے۔اس طریقہ تدریس میں ایک بڑانقص یہ ہے کہ اس میں نا معلوم سے معلوم کی جانب اقدام کرناپڑتا ہے جوتدریس کے عام اصول کے خلاف ہےاوراس کی نفی کرتا ہے۔بچہ جس چیز سے مانوس ہوتا ہےاس

کے توسط سے اس کو مانوس اشیاء کے بارے میں پڑھانا زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے کیوں کہ اس میں طلباء کی دلچسپی قائم رہتی ہے۔

قواعد کی تدریس کا استقرائی طریقہ: قواعد کی تدریس سے طلباء کو حقیقی فائدہ اسی وقت پہنچ سکتا ہے جب کہ تدریس کے لیے استقرائی طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہ ایک نفسیاتی طریقہ ہے اور تدریس کے عام صولوں کے مطابق بھی ہے۔ اس طریقہ تدریس میں سب سے پہلے طلباء کو ایسی مثالیں فراہم کی جاتی ہیں جس سے وہ مانوس ہوتے ہیں۔ سوال و جواب کے ذریعے ان مثالوں کی تعمیم کی جاتی ہے اور اس کی مدد سے اصول وقواعد اور کلیے اخذ کرائے جاتے ہیں اور آخر میں نئی صورت حال میں نئی مثالوں کے ذریعے ان کا انطباق کرایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ اس اعتبار سے بھی مفید ہے کہ اس میں معلوم سے نامعلوم کی جانب اقدام کیا جاتا ہے جو نفسیاتی اعتبار سے طالب علموں کے لیے بہت موزوں ہے۔

استقرائی طریقے سے قواعد کی تدریس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس میں طلباء کا ذہن ہر وقت فعال رہتا ہے اور وہ خود کوشش کر کے تعریف ماخوذ کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور نئی صورت حال میں اس کا انطباق بھی کرنا سیکھ جاتے ہیں۔ اس طریقہ تدریس میں طلباء کی شمولیت حاصل ہوتی ہے جس سے کہ سبق میں ان کی دلچسپی قائم رہتی ہے اور نئی نئی باتیں سیکھنے میں انہیں مسرت حاصل ہوتی ہے۔

استقرائی طریقے سے قواعد پڑھاتے وقت جملوں سے آغاز کرنا چاہئے کیوں کہ الفاظ سے ہی جملے بنتے ہیں۔ تحریر میں لفظ جامد اور بے حس رہتا ہے لیکن جب مکمل جملہ بولا جاتا ہے اس وقت لہجے اور موقع کے لحاظ سے اس کی کئی صورتیں ہو جاتی ہیں۔ زبان کی تدریس کرتے وقت مناسب یہ ہوگا کہ قواعد کی مثالیں اسباق سے فراہم کی جائیں اور تعمیم کی بنیاد پر تعریف اخذ کرائی جائے، پھر نئے جملوں میں اس کا استعمال کرایا جائے۔ اس طرح اسباق کے ساتھ ساتھ قواعد کی تدریس بھی ہوتی رہتی ہے اور طلباء اسے علاحدہ مضمون نہیں سمجھتے بلکہ زبان کے سبق کا ہی ایک حصہ تصور کرتے ہیں۔ دراصل قواعد کے ذریعے زبان پڑھانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ زبان کے توسط سے قواعد پڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ خالص قواعد کی رو سے بچوں کے لیے سب سے بڑی دقت یہ ہوتی ہے کہ مانوس باتوں کو غیر مانوس باتوں سے سمجھایا جاتا ہے جب کہ بچہ زبان سے اس لیے محبت کرتا ہے کہ اس کے ذریعے مانوس چیزوں کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے۔

قواعد کی مشقوں کے تعلق سے اہم بات یہ ہے کہ ہر صورت میں طلباء کی دلچسپیوں کو ملحوظ رکھا جائے۔ اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ تحریری مشقوں کے بجائے زبانی مشقوں کا زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کرایا جائے۔ صحیح معنوں میں قواعد کی موثر تعلیم اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ معلم اس کی تدریس میں کتنی دلچسپی کا اظہار کرتا ہے اور وہ کس حد تک جدت طبع سے کام لیتا ہے۔ کمرہ جماعت میں دوران تدریس اگر تنوع اور دلچسپی کا خیال رکھا جائے تو قواعد کی تدریس ایک مزید ارعمل بن جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) تدریس قوائد کے استقرائی طریقہ کے بارے میں لکھیے۔

(2) قوائد کی تدریس کے عام مقاصد کیا ہیں؟

1.8 سالانہ پلان یا سالانہ منصوبہ

کامیاب اور موثر تدریس کے لیے منصوبہ بندی اولین اور اہم ترین مرحلہ ہے۔ تدریس کا عمل شروع کرنے سے پہلے ہی معلم کو یہ معلوم ہونا

چاہئے کہ مذکورہ مضمون کے ذریعے دراصل کن اہداف پر عمل آوری کرنا چاہتا ہے۔اور زیر تدریس سبق کے کیا مقاصد ہیں؟اس کے علاوہ سبق کو کس طرح پیش کرنا ہے اور کن امدادی وسائل کے ذریعے مقاصد کا حصول کرنا ہے۔

اسپینسر (Spencer)(2003) نے چند بنیادی سوالات اُٹھائے جن کو منصوبہ بندی سے پہلے ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

- میں کس کو پڑھا رہا ہوں۔یعنی متعلم کی تعداد اور ان کے اکتساب کی سطح۔
- میں کیا پڑھانے جا رہا ہوں۔یعنی مضمون اور موضوع اور متوقع اکتساب یا تحصیل۔
- میں کیسے پڑھانے جا رہا ہوں۔یعنی درس و تدریس کے طریقہ کار، درس و تدریس کے لیے دیا گیا وقت، جائے وقوع، موضوع وسائل وغیرہ۔
- مجھے یہ کیسے علم ہوگا کہ متعلم نے مضمون اور مواد مضمون کی تفہیم کر لی ہے۔یعنی تعین قدر،اس کے طریقہ کار،سوالات پوچھنے کی تکنیک وغیرہ۔

تدریسی منصوبہ کی ساخت ہمیشہ ایک جیسی نہیں ہوتی بلکہ اس میں بہت سارے عوامل کارفرما رہتے ہیں جیسے؛ متعلم کی عمر اور اہلیت، دن کے اوقات، تدریس کے لیے لیا گیا وقت یا مدت، متعلم کی مضمون اور مواد مضمون میں دلچسپی، پیش کردہ مواد کے ذریعے مقاصد کا حصول وغیرہ۔ان تمام عوامل کو ذہن میں رکھ کر ہی تمام منصوبہ جات تیار کیے جاتے ہیں۔منصوبہ جات کئی سطحوں پر تیار کیے جاتے ہیں،یعنی پہلے پورے سال کا منصوبہ تیار کر لیا جاتا ہے۔اس منصوبہ کو بنانے کے لیے مضمون کے اہداف کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے سالانہ منصوبہ میں تمام نصاب کو چھوٹی چھوٹی یونٹ میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور ان یونٹ کا علاحدہ ایک منصوبہ بنایا جاتا ہے۔اس منصوبہ میں مقاصد اور درکار وقت، سرگرمیاں اور تعین قدر کا خاص دھیان رکھا جاتا ہے۔جب یونٹ پلان تیار ہو جاتا ہے تو اس کے بعد یومیہ منصوبہ بنانے کی باری آتی ہے۔اس یومیہ منصوبہ میں خصوصی مقاصد کے تحت کچھ سرگرمیاں پلان کی جاتی ہیں جو مقاصد کے حصول میں ایک آلہ کا کام کرتی ہیں۔

1۔ سالانہ منصوبہ: عام طور پر اسکولوں میں تدریسی عمل جولائی سے شروع ہو کر مئی میں ختم ہوتا ہے۔اس کو تعلیمی سال بھی کہا جاتا ہے۔اس تعلیمی سال میں تدریس کے لیے جو منصوبہ بنایا جاتا ہے اس کو سالانہ منصوبہ کہتے ہیں۔یعنی پورے تعلیمی سال میں کون سے مواد مضمون کو کب پڑھایا جائے گا اور نصاب کس طرح پورا کیا جائے گا یہ سب سالانہ منصوبہ کے حساب سے بنایا جاتا ہے۔

جب اسکول کا تعلیمی سال شروع ہوتا ہے تو صدر مدرس تمام معلمین کے ساتھ ایک اجلاس منعقد کرتا ہے۔اس اجلاس میں تمام اساتذہ کو مختلف مضامین کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔اس ذمہ داری کے تحت معلم تدریسی مقاصد، طلباء کی ضروریات اور مواد مضمون کے مطابق ایک سالانہ منصوبہ بناتا ہے۔سالانہ منصوبہ نصاب اور موجودہ مجوزہ یوم کے درمیان مطابقت رکھ کر بنایا جاتا ہے۔

1۔ زبان کی تدریس کے لیے سالانہ منصوبہ: زبان کی تدریس کے لیے سالانہ منصوبہ بناتے وقت طلباء کی اکتسابی رفتار ان کی تحصیل اور ان میں موجود انفرادی تفاوت کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔اس کے علاوہ زبان کی تدریس کے لیے سالانہ منصوبہ بناتے وقت درج ذیل اہم باتوں کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

1۔ تعلیمی سال کے لیے مجوزہ نصاب

2۔ نصاب کے ذریعے حاصل ہونے والے مقاصد

3۔ تعلیمی سال میں موجود عملی ایام (Working Days)

4۔ زبان کی تدریس کے لیے اپنائے جانے والے طریقہ کار

5۔ تدریس کے لیے موجود وسائل

مقاصد کا تعین مندرجہ بالا باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے معلم کو سالانہ منصوبہ بنانا ہوتا ہے تاکہ پورے تعلیمی سال تدریس کا کام بخیر و خوبی پورا ہو سکے اور تدریس موثر انداز میں ہو سکے۔

سالانہ پلان کے اقدامات:- سالانہ منصوبہ بندی سے مراد پورے تعلیمی سال کی تدریسی منصوبہ بندی ہے۔ اسی منصوبہ بندی کے تحت ہی اکائی یا یونٹ منصوبہ اور سبق کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اس لیے سالانہ منصوبہ بناتے وقت معلم کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے تاکہ آگے کے بھی منصوبہ جات منفی طور پر متاثر نہ ہوں۔ سالانہ منصوبہ بندی کے مندرجہ ذیل اقدامات ہیں۔

1۔ **تدریسی مقاصد کے لحاظ سے نصاب کا تجزیہ:** پورے تعلیمی سال میں پڑھائے جانے والے نصاب کو سب سے پہلے الگ الگ اکائیوں میں تقسیم کر لینا چاہئے۔ اس کے علاوہ اس مجوزہ نصاب کے ذریعے کن مقاصد کی تکمیل کرنا ہے؟ اہداف کیا ہیں؟ مقاصد کی نوعیت کیا ہے؟ اہداف اور مقاصد کی تکمیل میں نصاب کس طرح مددگار ثابت ہوگا؟ ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھ کر نصاب کا تجزیہ کیا جانا چاہئے۔

2۔ **تعلیمی سال کے عملی ایام کا پتہ لگانا:** تعلیمی سال میں کل کتنے عملی ایام (Working Days) ہوں گے؟ ان عملی ایام میں تمام نصاب کو کس طرح تقسیم کرنا ہے؟ کن مواقعوں پر کس مواد مضمون کی تدریس کرنی ہے؟ ان عملی ایام میں کون کون سے مواد مضمون تعلق رکھتے ہیں؟ کن اسباق کے ساتھ کون سی ہم نصابی سرگرمیاں کروائی جا سکتی ہے؟ جیسے کہ یوم آزادی کے موقع پر کون سے اسباق پڑھائے جا سکتے ہیں جو کہ یوم آزادی یا تحریک آزادی سے تعلق رکھتے ہوں۔ مختلف تہواروں کے تعلق سے کوئی مواد مضمون اگر ہو تو اس کو اس تہوار کے موقع سے پڑھانا۔ یہ تمام باتیں عملی ایام کو ذہن میں رکھ کر ہی متعین کر سکتے ہیں۔

3۔ **ہر اکائی کے لیے مطلوبہ پیریڈ:** جب نصاب کو اکائی میں تقسیم کرتے ہیں تو یہ بات بھی ذہن میں رکھنی پڑتی ہے کہ ہر اکائی کے لیے کتنے پیریڈ مطلوب ہیں۔ یعنی عملی ایام میں اکائی کو مکمل ہونے کے لیے کتنے پیریڈ کی ضرورت ہوگی۔

4۔ **ہر اکائی کے مطلوبہ مقاصد:** ہر اکائی میں کیا خصوصی مقاصد ہیں؟ اس میں طلباء کو ہم کیا علم فراہم کر رہے ہیں؟ کیا تفہیم کروانی ہے؟ علم کا کس طرح اطلاق کرنا ہے؟ مجوزہ اکائی سے طلباء میں کون سے اقدار پیدا کریں گے؟ طلباء میں ان کے ذریعے کیا تجرباتی سوچ پیدا ہوگی؟ ان سب کا تعین کرنا انتہائی ضروری ہے۔

5۔ **دوران تدریس استعمال ہونے والے طریقہ تدریس اور وسائل:** سالانہ منصوبہ میں یہ بات واضح کرنی ہوتی ہے کہ کس اکائی میں کس طریقہ تدریس کا استعمال ہونا ہے؟ اور اس کے لیے کون سے وسائل استعمال کیے جائیں گے؟ یہ تمام وسائل اسکول میں موجود ہیں یا کہیں باہر سے انتظام کرنا ہوگا؟ یہ تمام باتیں پہلے سے ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

6۔ **تعین قدر کے طریقہ کار اور وقت و مدت:** تدریس ایک منصوبہ بند عمل ہے اور یہ عمل کچھ مقاصد کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔ تدریس کے دوران اور تدریس کے بعد یہ جانچ کی جاتی ہے کہ مقاصد کا حصول ہوا ہے یا نہیں؟ اسی عمل کو جانچ یا تعین قدر کہتے ہیں۔ سالانہ پلان

بناتے وقت یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ مقاصد کی جانچ کیسے کی جائے؟ یعنی تعین قدر کے کون سے طریقہ کار استعمال کرنے ہیں؟ اور کس طریقہ کار سے کن مقاصد کا حصول ہوگا یہ سبھی باتیں سالانہ منصوبہ میں دی جانی چاہئے تاکہ اسی کے مطابق اکائی منصوبہ اور منصوبہ سبق بنایا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) سالانہ پلان کی کیا اہمیت ہے؟

(2) سالانہ پلان کے مختلف اقدامات لکھیے۔

1.9 یونٹ پلان یا اکائی منصوبہ

یونٹ کو مضمون مواد کے ایک بلاک (جز) کے طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ تدریسی منصوبہ میں دو منصوبہ جات بنائے جاتے ہیں۔ جس میں ایک یونٹ منصوبہ بندی اور دوسری سبق کی منصوبہ بندی ہے۔ یونٹ سے مراد علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل ہے۔ یعنی ایسے علمی تجربات جو آپس میں جڑے ہوں، ان کی نوعیت ایک جیسی ہو اور ان کی تدریس ایک ساتھ کی جا سکے۔ پرپسٹن کے قول کے مطابق ''یونٹ متعلقہ مضمون مواد کا اتنا بڑا بلاک ہوتا ہے جو سیکھنے والے کے لیے قابل فہم ہوتا ہے'' سمفورڈ کے مطابق ''یونٹ احتیاط سے منتخب کیے ہوئے مواد کا خاکہ ہوتا ہے جو طلباء کی ضروریات اور دلچسپیوں کے باعث ایک علاحدہ حیثیت رکھتا ہے''۔

ہیرم کے مطابق ''یونٹ کسی بھی مضمون کا وہ بڑا حصہ ہوتا ہے جس کا کوئی بنیادی اصول ہوتا ہے۔ اس اصول کے مطابق ہی طلباء کی سرگرمیوں کو اس طرح منظّم کیا جاتا ہے کہ انہیں اہم تجربات حاصل ہوسکیں۔

یونٹ کے اجزاء ترکیبی :- پورے نصاب کو چھوٹے چھوٹے قابل عمل حصّوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے۔ جن میں مربوط موضوعات شامل ہوتے ہیں۔ طلباء کے لیے چھوٹے چھوٹے حصوں کو سمجھنا آسان ہوتا ہے اور وقفہ وقفہ سے کامیابی کی بدولت ان میں تحریک پیدا ہوتی ہے، نتیجتاً وہ دوسری یونٹ کے لیے زیادہ محنت سے کام کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔

یونٹ منصوبہ بندی کی خصوصیات:

1۔ یونٹ منصوبہ بندی یومیہ تدریس کو ایک اساس فراہم کرتی ہے۔

2۔ یونٹ منصوبہ بندی تمام تر نصاب کو منصوبہ سبق سے جوڑنے والی ایک اہم کڑی ہے۔

3۔ اس کے ذریعے تمام تدریسی مقاصد کا حصول ممکن ہے۔

4۔ اس میں مختلف تدریسی طریقہ کار کا استعمال ممکن ہے۔

5۔ اس کے ذریعے معلم سبق کی پہلے سے تیاری کر لیتا ہے۔

6۔ ہر سبق پوری یونٹ کا ایک جزو ہوتا ہے اور یونٹ میں شامل اگلے سبق کے مرتب کرنے میں معاون ہوتا ہے۔

یونٹ منصوبہ بندی کے معیارات:

کسی بھی تدریسی یونٹ کی منصوبہ بندی کرتے وقت درج ذیل باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

1۔ طلباء کی ضروریات، صلاحیتیں اور دلچسپیوں کو ملحوظ رکھنا۔

2۔ مختلف قسم کے تعلیمی تجربات، پروجیکٹ کی گنجائش رکھنا۔

3۔ طلباء کے سابقہ تجربات اور ان کے پس منظر کا لحاظ رکھنا۔

4۔ ایسے تجربات کے مواقع فراہم کرنا جو طلباء کے لیے نئے ہوں۔

5۔ اکائی کو اس طرح منصوبہ بند کرنا چاہئے کہ طلباء کی دلچسپی آخر تک بنی رہے۔

یونٹ کو اس طرح مربوط کرنا کہ مواد مضمون سابقہ معلومات اور متعارف موضوعات پر مشتمل ہو۔

زبان کی تدریس کے لیے یونٹ پلان :- دیگر مضامین کے بالمقابل زبان کی نوعیت تھوڑی مختلف ہوتی ہے۔ چھوٹے درجات میں ایک سبق یا نظم اپنے آپ میں پوری اکائی ہوتی ہے۔ ایک ہی سبق کے ذریعے پڑھنا، پڑھنے کی رفتار، تلفظ، مرکزی خیال جاننے کی صلاحیت، مشکل الفاظ کے معنی سمجھنا اور اخذ کرنا وغیرہ ممکن ہے۔ ان سبھی متوقع صلاحیتوں کی نشوونما ایک سبق کو ایک یونٹ مان کر کیا جاتا ہے۔ اس لیے یونٹ کے مقاصد لکھتے وقت ان سبھی نکات کی شمولیت ضروری ہے۔ ایک ہی مواد مضمون سے تعلق رکھنے والے مختلف اسباق ہیں تو اسے ایک ہی یونٹ کا حصہ مان کر پڑھانا مناسب رہتا ہے۔

یونٹ پلان کے اقدامات: سالانہ پلان میں تمام نصاب کو ایک ہی یونٹ میں منظّم کیا جاتا ہے۔ کسی یونٹ کو پڑھانے میں کتنا وقت لگے گا؟ اس سے کن۔ کن مقاصد کا حصول ہوگا؟ تدریس کن۔ کن طریقوں سے کی جائے گی؟ معلم اور طلباء کو کون کون سی سرگرمیاں کرنی ہوں گی؟ کون کون سے وسائل کا استعمال کرنا ہوگا؟ تعین قدر کے لیے کون کون سے طریقہ کار کا استعمال کیا جائے گا؟ ان سب کا ایک خاکہ یونٹ پلان کہلاتا ہے۔ ان سب کی جو تحریری شکل مہیا کی جاتی ہے انہیں ہی یونٹ پلان کے اقدامات کہا جاتا ہے۔ یہ اقدامات درج ذیل ہیں۔

- پوری یونٹ کو مختلف چھوٹی یونٹ میں تقسیم کرنا۔
- سبھی چھوٹی یونٹ کے تدریسی مقاصد متعین کرنا۔
- تدریسی مقاصد کے حصول کے لیے تدریسی طریقہ کار کا تعین کرنا۔
- ہر چھوٹی یونٹ میں طلباء اور معلم کی سرگرمیوں کو متعین کرنا۔

یونٹ پلان مرتب کرنے کے مراحل: یونٹ پلان کو ہربرٹ منصوبہ سبق کی طرح ہی مرتب کیا جاتا ہے۔ اس کے مراحل درج ذیل ہیں۔

1۔ **مقاصد کا تعین:** یونٹ پلا بناتے وقت اس مجوزہ یونٹ سے کن تدریسی مقاصد کا حصول ہونا ہے سب سے پہلے اس کا تعین کیا جاتا ہے۔ یعنی اس یونٹ کے ذریعے ہم طلباء کو کیا علم فراہم کر سکیں گے؟ کیا تفہیم کروا سکیں گے؟ طلباء اپنے علم کا کیا اور کس طرح اطلاق کر سکیں گے؟ ان سب کا تعین کرنا ضروری ہے۔

2۔ **تیاری یا تحریک پیدا کرنا:** مقصد کا تعین کرنے کے بعد طلباء کو ان مقاصد کے حصول کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے طلباء کو متحرک کرنا یا تحریک دینا ایک ضروری امر ہے۔ لیکن یہ تحریک خارجی نہ ہو بلکہ طلباء اس کے لیے خود آمادگی کا اظہار کریں۔ یعنی وہ آمادگی فطری اور خود حرکتی ہونی چاہئے۔ یہ تحریک و آمادگی صرف یونٹ کی ابتداء میں ہی نہیں بلکہ پورے سبق کے دوران کارفرما رہنی چاہئے۔

3۔ **پچھلے تجربات سے واقفیت:** تدریس کے لیے طلباء کے پس منظر کے بارے میں جاننا بہت ضروری ہے۔ پس منظر سے مراد ان کے معاشی، ثقافتی اور سماجی پس منظر سے ہے۔ تدریس کا ایک اہم عنصر یہ بھی ہے کہ ان کو جو بھی پڑھایا جائے وہ ان کی زندگی سے جڑا ہوا ہونا چاہئے اور ان کی زندگی سے جوڑنے کے لیے ان کی زندگی کے بارے میں جاننا بہت ضروری ہے۔ اس لیے وہ اپنی ذاتی زندگی میں کس قسم کے

تجربات سے روبروہورہے ہیں؟ اوران کا پس منظر کیا ہے؟ معلم کواس کا علم ہونا ضروری ہے۔ منصوبہ بناتے وقت بھی ان باتوں کا دھیان رکھنا چاہئے تاکہ اکتسابی تجربات اسی طرح پلان کیے جاسکیں۔ مثال کے طور پر کشمیراور راجستھان کے طلباء کے تجربات مختلف ہوں گے۔ ہمیں اکتسابی تجربات بھی اسی لحاظ سے فراہم کرنا چاہئے۔

4۔ **پیش کش کا انداز:** نئے مواد کی پیش کش کرنے میں طلباء کو کچھ نئے تجربات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ یہ تجربات براہ راست بھی ہوسکتے ہیں اور بالواسطہ بھی! اس امر میں خاص طور پر محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہ طلباء کو صرف اس حد تک نئے تجربات سے روشناس کرایا جائے جس کی تفہیم وہ آسانی سے کرسکیں اور وہ ان کی سمجھ اور ادراک سے باہر کی چیز نہ ہو۔

5۔ **علم کی تنظیم:** طلباء کو جس نئے اکتسابی تجربات سے روبرو کرایا گیا ہے ان کو اس علم کو یکجا کرنے کا موقع ملنا چاہئے تاکہ وہ نئے تجربات کو مرتب کر کے سابقہ اور نئے تجربات میں ربط قائم کرسکیں۔ یہ تنظیم زبانی، تقریری اور تحریری مختلف طریقے سے کرواسکتے ہیں۔

6۔ **تلخیص پیش کرنا:** یہ کام عموماً تدریسی یونٹ کے اختتام پر ضروری ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے جو کچھ سکھایا گیا ہے اسے یکجا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں اس کا خلاصہ کرنا ہے کہ اس یونٹ کے ذریعے ہم نے طلباء کو کیا سکھایا؟ اس یونٹ کے ذریعے طلباء کے علم وتفہیم میں کیا اضافہ کیا؟ اس کا ایک خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

7۔ **اعادہ یا نظر ثانی:** تدریسی یونٹ کے دوران اس کا کافی امکان رہتا ہے کہ طلباء کوئی جز بھول جائیں یا کوئی بات ان کو اچھی طرح سمجھ میں نہ آئے اس لیے نظر ثانی یا دوبارہ مختصراً طور پر پڑھا دینا بھی ضروری ہوجاتا ہے۔ اس سے باقی طلباء کا اعادہ ہوجاتا ہے۔ بعض تجربات ایسے ہوتے ہیں جو بار بار نظر ثانی کے محتاج ہوتے ہیں اس لیے یہ بھی یونٹ پلان کا ایک اہم عنصر ہے۔

8۔ **تعین قدر:** طلباء نے کیا اور کتنا اکتساب کیا ہے؟ اور کیا حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں اور کیوں؟ یہ جاننے کے لیے تعین قدر ضروری ہے۔ تعین قدر زبانی، تحریری اور عملی جانچوں کے ذریعے ممکن ہوتا ہے۔ اس میں کبھی کبھی خود اپنا ذاتی تعین قدر طلباء سے کروانا چاہئے۔

یونٹ پلان کا نمونہ

مضمون : ------------------------------

جماعت : ------------------------------

یونٹ کا نام : ------------------------------

یونٹ کے تدریسی مقاصد : ------------------------------

سلسلہ نشان	عنوان	اسباق کی تعداد	درکار وقت	مواد مضمون	طریقہ تدریس	تدریسی آلات
1						
2						
3						
4						
5						

مندرجہ بالا پلان کی تکمیل کے بعد تفصیلی یونٹ پلان کو حسب ذیل پروفارما (Proforma) میں درج کریں گے۔

تصورات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سبق نمبر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سلسلہ نشان	ذیلی تصورات	کرداری مقاصد	طلبا و معلم کی سرگرمیاں	گھر کا کام	تعین قدر
1					
2					
3					
4					

یونٹ پلان کا خاکہ

یونٹ نمبر ا

1۔ یونٹ کے مقاصد

- اللہ کے گھر کے بارے میں معلومات دینا۔
- گھر کے مختلف حصوں کے نام سکھانا۔
- محبت بھرے الفاظ اور اس کی اہمیت پر توجہ مرکوز کرنا۔
- تحفوں کی اہمیت واضح کرنا۔
- گھر اور اپنی حفاظت کے بارے میں معلومات دینا۔
- قواعد میں اسم کا تعارف اور پہچان سکھانا۔
- و ، ڈ ، ذ کی شکل کی تبدیلی جب وہ دوسرے حروف کے ساتھ ملتے ہیں واضح کرانا۔
- پرندوں کے گھروں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا۔
- جانوروں کے گھروں کے بارے میں معلومات اور ان کے نام سکھانا۔
- سوالوں کے جوابات پیراگراف کی شکل میں لکھنا سکھانا۔
- صوتیات 'ی اور ے' کی درمیانی آوازوں میں فرق واضح کرنا۔
- پہلے کیا کیا گیا اس کے بعد کیا ہوا کیا گیا؟ طریقہ کار کے ذریعے ترتیب کی فہم پیدا کرنا۔
- 'و' کی آواز کا تعارف اور ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرنا۔

نوٹ: یونٹ کی ترتیب میں اللہ کا گھر، ہمارا گھر، گھونسلہ نظم (چڑیا)

آمادگی: بچوں کو گھر کی اہمیت سے آگاہ کروائیں۔ کسی سڑک پر رہنے والے بچوں کی مثال یا کہانی سناتے ہوئے گھر کی اہمیت سے طلباء

کو روشناس کرائیں۔ پرندوں اور جانوروں کے گھروں یا پناہ گاہ کے بارے میں گفتگو کریں۔طلباء سے ان کے گھر کے بارے میں بات کریں پھر اللہ کے گھر مکہ کے بارے میں بتائیں۔

موضوع: میرا گھر

تدریسی اشیاء؛ چارٹ پر بنی ہوئی درج ذیل تصاویر

خانہ کعبہ کی تصویر	ہمارا گھر تصویر
بچوں کی بنائی ہوئی اپنے گھر کی تصاویر	جانوروں کے گھر

سرگرمیاں:

- گتے سے گھر کا ماڈل بنانا
- تنکوں سے گھونسلہ بنانا
- لکڑی یا گتے سے مرغی کا گھر بنانا

مقاصد : طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ؛

- گھر کی اہمیت بتا سکیں۔
- اپنا گھر ہونے پر شکر کے جذبات پیدا کر سکیں۔
- ادب و آداب سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- کھانوں کے نام پڑھ اور لکھ سکیں۔
- گھر کے مختلف حصوں کے نام پڑھ اور لکھ سکیں۔

مددگار مواد :

- فلیش کارڈ
- تختہ تحریر

پیریڈز : 4

طریقہ کار

- فلیش کارڈ (کھانوں کے نام، گھر کے حصوں کے نام، سبق کے منتخب الفاظ)
- بچوں سے ان کے دوستوں کے گھر جانے کے واقعات پوچھنا۔
- دوستوں میں لڑائی اور دوستی کے واقعات پوچھنا۔
- دور اور قریب کا تصور؛ کس کا گھر کہاں ہے؟

- تختہ کی اہمیت پر بچوں سے گفتگو کرنا۔
- سبق کو پڑھنا، وضاحت کے بعد دوبارہ پڑھنا۔
- باری۔باری بچوں سے پڑھوانا۔
- مشق کا کام کروانا۔
- سرگرمیاں کروانا اور ان کے لیے مناسب وقت مخصوص کرنا۔
- گتے کے گھر کی تعمیر انفرادی طور پر یا گروپ بنا کر کروانا۔
- کہانی کا رول پلے۔
- گھریلو حفاظت کی اہم باتیں۔طلباء میں گھر کی حفاظت کا شعور بیدار کرنا مثلاً! جنبی انسان کو اپنے گھر میں نہ آنے دیں، اس کو اپنا نمبر نہ دیں، اُس سے کچھ کھانے کی چیز نہ لیں۔
- چھوٹے بچوں کے باورچی خانہ میں جانے سے کیا کیا نقصان ہوسکتا ہے؟ اس پر گفتگو کرنا۔

سرگرمی: طلباء کو ان کے گھر کا پتہ لکھنا سکھانا۔ایک خط لکھوا کر ان سے اُن کے گھر کا پتہ لکھوا کر پوسٹ کروائیں۔ یہ سکھائیں کہ پہلے مکان یا فلیٹ نمبر، محلے یا علاقے کا نام پھر شہر کا نام لکھیں اور پھر پن کوڈ لکھیں۔

قواعد:

مقاصد: طلباء اس قابل ہوں جائیں گے کہ وہ؛

اسم کا مطلب جان سکیں اور جملوں میں ان الفاظ کو پہچان کر دائرہ بنا سکیں۔

' د ، ڈ ، ذ ، کے ساتھ الفاظ سازی کر سکیں۔

مددگار مواد:۔

- فلیش کارڈ
- تختہ تحریر
- پیریڈز۔2

طریقہ کار:

- ماحول میں موجود اشیاء کا نام پوچھیں اور بتائیں۔(طلباء کے نام، بے جان اشیاء کے نام وغیرہ)
- کسی اخبار یا رسالے میں تصویریں دکھا کر اس میں موجود اشیاء کا نام پوچھیں۔
- جملے میں جس اسم (ایک یا دو موجود ہوں) بورڈ پر لکھیں۔طلباء سے بھی اپنی نوٹ بک میں لکھنے کو کہیں اور اسم پر دائرہ بنوائیں۔

معاون مطالعہ؛نظم۔ چڑیا

مقاصد: طلباء اس قابل ہو جائیں کہ:

- نظم چڑیا پڑھ کر اس کا مفہوم اور مرکزی خیال بتا سکیں۔
- نظم میں استعمال کیے گئے نئے الفاظ کے معنی بتا سکیں۔
- اپنی بات وخیالات کو ترتیب سے بیان کر سکیں۔
- نظم کے مفہوم کو اپنے لفظوں میں بیان کر سکیں۔

مدگار مواد:

- مختلف چڑیوں کے گھونسلوں کی تصویریں
- فلیش کارڈ
- تنکوں اور چھوٹی لکڑیوں سے بنایا ہوا چڑیوں کا گھونسلہ

پیریڈز :- 3

طریقہ کار :

طلباء کو دائرہ میں بیٹھا کر ان کے بیچ معلم بیٹھ کر مزے لیکر نظم پڑھے گا۔ اس دوران ساتھ میں چڑیا، اس کا گھونسلہ، اور دیگر چڑیا کے تعلق سے متفرق چیزیں رکھے گا۔ ان تمام چیزوں کو وقت ضرورت حرکت دیتے ہوئے نظم پڑھے گا۔

نظم کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے طلباء سے چھوٹے چھوٹے سوال پوچھے جائیں گے۔

1۔ گھونسلہ کس نے بنایا؟

2۔ گھونسلہ کتنے دن میں بنا ہوگا؟

3۔ چڑیا نے گھونسلہ کیوں بنایا؟

4۔ گھونسلہ بنانے میں کن کن چیزوں کا استعمال ہوا؟

5۔ بچوں کو کون کھانے آیا ؟

6۔ بچوں نے کیا سیکھا؟

7۔ بچوں کو ایک ساتھ مل کر نظم پڑھنے کو کہیں۔

8۔ انفرادی طور پر تھوڑا تھوڑا پڑھوائیں گے۔

9۔ مشق کا کام کروائیں

مندرجہ بالا یونٹ پلان کی مثال کے ذریعے معلم ایک یونٹ کو کیسے منصوبہ بند کرنا ہے سمجھ گئے ہوں گے۔ یونٹ کے پلان کرنے کے بعد سبق کی منصوبہ بندی کا مرحلہ آتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) سبق کی منصوبہ بندی کے مختلف مراحل بیان۔

1.10 یونٹ پلان اور سالانہ پلان میں فرق یا اکائی منصوبہ اور سالانہ منصوبہ میں فرق

یونٹ پلان سے مراد علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل سے ہے۔یعنی ایسے عملی تجربات جو آپس میں مربوط ہوں اور جن کی تدریس ایک ساتھ کی جاسکے یونٹ پلان میں شامل کیئے جاتے ہیں۔یونٹ پلان کسی بھی مضمون کا وہ بڑا حصہ ہوتا ہے جس کا کوئی بنیادی اصول ہوتا ہے۔اس اصول کے مطابق ہی طلباء کی سرگرمیوں کو اس طرح منظّم کیا جاتا ہے کہ انہیں اہم تجربات حاصل ہوسکیں۔جب کہ سالانہ پلان کا تعلق پورے تعلیمی سال کی تعلیمی سرگرمیوں سے ہوتا ہے۔عام طور پر اسکولوں میں تدریسی عمل جولائی سے شروع ہوکر مئی میں ختم ہوتا ہے۔اس کو تعلیمی سال بھی کہا جاتا ہے۔اس تعلیمی سال میں تدریس کے لیے جو منصوبہ بنایا جاتا ہے اس کو سالانہ منصوبہ کہتے ہیں۔پورے تعلیمی سال میں کون سے مواد مضمون کو کب پڑھایا جائے گا اور نصاب کس طرح پورا کیا جائے گا یہ سب سالانہ منصوبہ کے حساب سے بنایا جاتا ہے۔جب اسکول کا تعلیمی سال شروع ہوتا ہے تو صدر مدرس تمام معلمین کے ساتھ ایک اجلاس منعقد کرتا ہے اور تمام اساتذہ کو مختلف مضامین کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔اس ذمہ داری کے تحت معلم تدریسی مقاصد، طلباء کی ضروریات اور مواد مضمون کے مطابق ایک سالانہ منصوبہ بناتا ہے۔سالانہ منصوبہ نصاب اور موجودہ مجوزہ یوم کے درمیان مطابقت رکھ کر بنایا جاتا ہے۔یونٹ پلان اور سالانہ پلان کے فرق کو درج ذیل نکات پر مزید واضح کیا جاسکتا ہے۔

- یونٹ پلان سے مراد مربوط علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل سے ہے جب کہ سالانہ پلان میں پورے تعلیمی سال کی سرگرمیوں کو شامل کیا جاتا ہے۔
- مکمل نصاب کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کرکے ہر چھوٹے حصے کے لیے الگ الگ یونٹ پلان بنایا جاتا ہے جب کہ سالانہ پلان مکمل نصاب کو ذہن میں رکھ کر تشکیل دیا جاتا ہے۔
- یونٹ پلان یومیہ پلان کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے جب کہ سالانہ پلان یونٹ پلان کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔

یونٹ پلان کے ذریعے تدریسی مقاصد کی حصولیابی کی کوشش کی جاتی ہے جب کہ سالانہ پلان کے ذریعے طلباء کی پورے سال کی سرگرمیوں کا احاطہ کیا جاتا ہے وغیرہ۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) یونٹ پلان کے مقاصد لکھیئے؟

(2) درسی کتاب سے کوئی ایک یونٹ کو منتخب کرتے ہوئے یونٹ پلان تیار کیجیے؟

1.11 یادرکھنے کے نکات

☆ ایک موثر معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے طلباء کی ذہنی صلاحیت، ان کی عمر، جماعت، دلچسپیوں اور طبیعت کے رجحانات کا بخوبی اندازہ کرے۔

☆ معلم کے پیشے کی خصوصیت ایسی ہے کہ جو اسے تمام دوسرے پیشوں سے ممتاز کرتی ہے۔معلم کی اپنی شخصیت اس کا طرز عمل غیر شعوری طور پر طلباء کی مجموعی سیرت کو متاثر کرتی ہے۔

☆ ڈاکٹر ذاکر حسین نے لکھا ہے کہ ''استاد کی کتاب زندگی کے سرورق پر علم کی جگہ محبت کا عنوان ہونا چاہئے۔ معلم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ شفقت میں ایک ایسی آنچ ہوتی ہے جو پتھروں کو موم کر کے متوقع شکل اور سانچوں میں ڈھال سکتی ہے۔''

☆ معلم اپنے کردار کی عظمت سے ہی معزز بنتا ہے۔ معلم ملک وقوم کا معمار ہوتا ہے وہ جیسا ہوگا اور جیسا طرز عمل ظاہر کرے گا ملک وقوم ویسے ہی بنیں گے۔ اس لیے جیسا ملک قوم دیکھنا چاہتے ہیں پہلے خود کو ویسا ہی بنانا پڑے گا۔

☆ معلم کا پیشہ دراصل نبیوں والا پیشہ ہے۔ معلم کو اس بات پر فخر ہونا چاہئے کہ اس نے معلم کے پیشہ کو چنا ہے اور اپنے طرز عمل سے اس عظیم پیشے کا نمائندہ ہونا چاہئے۔

☆ ایک معلم کو چاہئے کہ وہ طلباء کی دلچسپی اور رجحان کو سمجھے اور اس کے مطابق ہی تعلیمی تجربات فراہم کرے۔ طلباء میں انفرادی تفاوت پایا جاتا ہے معلم کو اس کا علم ہونا از حد ضروری ہے۔

☆ ایک معلم میں خود اعتمادی کے اوصاف ہونا ضروری ہے۔ موثر تدریس کے لیے خود اعتمادی ایک اہم عنصر ہے۔ خود اعتماد معلم اپنی بات کو واضح انداز سے طلباء تک ترسیل کرے گا اور طلباء کے اندر بھی اس وصف کا فروغ کرے گا۔

☆ معلم کا اپنا طرز عمل جمہوریت کا آئینہ دار ہونا چاہئے۔ معلم کے رویہ میں مساوات غیر جانبداری اور مصروفیت کا عنصر ہونا لازمی ہے۔

☆ اسکول ایک چھوٹا سماج ہے اور اس میں سماج کے ہر طبقے کی کم وبیش حصہ داری ہوتی ہے۔ اسکول میں صدر مدرس اور درجہ میں معلم ایک لیڈر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے معلم میں ایک لیڈر کی خوبیاں ہونا بھی ضروری ہے۔

☆ معلم میں بحثیت ترسیل کار نہ صرف زبان و بیان کی مہارت ہونی چاہئے بلکہ اس کو اپنے طلباء کی بات سننے میں بھی مہارت ہونا ضروری ہے۔

☆ نئی تصنیفات، نئی سوچ زبان کا حصہ ہے اور زبان کے معلم کو طلباء میں تخلیقیت کا عنصر جگانا ضروری ہے۔ اس کے لیے معلم میں خود تخلیقیت کا عنصر ہونا لازمی ہے۔

☆ معلم کو ذہنی طور پر پُرسکون ہونا ضروری ہے کیونکہ ذہنی دباؤ تخلیقیت کا قاتل ہے۔

☆ جدید ٹیکنولوجی کے دور میں تعلیم اور معلم بھی ایک چنوتی سے گزر رہے ہیں۔ اس دور میں معلم کا رول ایک اطلاعات فراہم کرنے والے سے بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ اب معلم کو ایک سہل کار (Facilitator) کا رول نبھانا ہوگا۔

☆ تعلیمی نظام میں مادری زبان کی تدریس کی بڑی اہمیت ہے۔ تعلیم ایک تہذیبی اور تکنیکی عمل ہے اور مادری زبان کی تعلیم ہماری تہذیبی شخصیت کی تشکیل کرتی ہے۔

☆ اردو کا معلم زبان سے محبت کرنے ولا، ادبی ذوق رکھنے والا اور اپنے طالب علموں کی ذہنی صلاحیت، ان کی عمر، جماعت، دلچسپی، طبیعت کے رجحانات، اور ان کے سماجی اور ثقافتی ماحول کو نظر میں رکھتے ہوئے تدریس کرنے والا ہونا چاہئے۔

☆ معلم ایک ایسا پیشہ ہے جو بقیہ تمام پیشوں سے منفرد اور ممتاز ہے۔ کیونکہ معلم کی اپنی شخصیت، اس کا طرز عمل غیر شعوری طور پر طلباء کی مجموعی سیرت کو متاثر کرتا ہے۔

☆ بچے اپنے استاد کی شخصیت کی تقلید کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس لیے معلم کی شخصیت کا معیاری ہونا بہت ضروری ہے۔انسان میں انسانیت کا جذبہ و جوش پیدا کرنا اس کا فرض ہے۔

☆ اردو زبان کے معلم کو ہر اعتبار سے مکمل ہونا لازمی ہے۔اگر اردو اس کی مادری زبان نہیں بھی ہے تو بھی اس کا اردو پر مکمل عبور ہونا ضروری ہے۔زبان کا صحیح تلفظ، ساخت پر نظر، فرہنگ پر قدرت اور اسلوب سے واقفیت ضروری ہے۔

☆ اردو زبان کے معلم کا تلفظ اور مخارج کا صحیح ہونا ازحد ضروری ہے کیونکہ معلم ہی وہ شخص ہے جو زبان کی مہارتیں پیدا کرتا ہے۔

☆ نثر کے الفاظ میں خیالات و بیانات میں ربط اور تسلسل ہوتا ہے۔نثر میں سب سے زیادہ اہمیت الفاظ کی ہوتی ہے۔اگر ذرا سی بھی لغزش ہو تو معنی اور مفہوم دونوں بدل جاتے ہیں۔

نثر اچھے، مناسب اور مفہوم سے پر الفاظ کی متقاضی ہوتی ہے اور مصنف میں الفاظ کے استعمال کا یہ طریقہ کافی ریاضت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔

☆ انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ موسیقی اور نغمے سے دلچسپی رکھتا ہے۔کچھ باتیں جو اگر نثر میں تحریر کی جائیں اتنی موثر نہیں ہوتی ہیں جتنی کہ نظم میں بیان کرنے سے ہوتی ہیں۔

☆ دیگر علوم ہماری معلومات میں اضافہ کرتے ہیں لیکن نظمیں ہمارے تخیل کی دنیاء آباد کرتی ہیں۔اس سے ہمارے جذبات اور احساسات کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

☆ ابتدائی جماعتوں میں نظم کی تدریس کا ایک خاص مقصد بچوں کے حافظے کی تربیت اور لطف اندوزی ہے۔ایسی نظمیں نصاب میں شامل کی جاتی ہیں جو آسان ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی ہوں اور بہت جلد بچوں کو یاد ہو سکیں۔

☆ ثانوی جماعتوں میں تدریس نظم کے ذریعے ذوق ادب کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔تشبیہات، استعارات، صنائع، بدائع، تلمیحات، اشارے و کنایئے، علائم، مجاز و مرسل ان تمام کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

☆ اخلاقی نظمیں بچوں کی تربیت میں معاون کردار ادا کرتی ہیں۔

☆ زبان کے استعمال میں اس کے تلفظ، ہجے، تذکیر و تانیث، اور صحت الفاظ کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

☆ زبان کا صحیح استعمال جس میں صحیح بولنا، صحیح سمجھنا، صحیح پڑھنا اور صحیح لکھنا شامل ہے قواعد کی معلومات کے بغیر ناممکن ہے۔

☆ دراصل قواعد ایک سائنس ہے، اس کے ذریعے دوسروں کی تقریر و تحریر کی صحت اور عدم صحت کو پرکھا جاتا ہے۔

☆ مناسب یہ ہوگا کہ ابتدائی درجات میں قواعد کی تعلیم سے گریز کیا جائے اور ثانوی جماعتوں میں قواعد نثر اور انشاء کے اسباق سے مربوط کر کے پڑھایا جائے اور اعلیٰ جماعتوں میں اسے علاحدہ مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔

☆ استخراجی طریقہ ایک غیر نفسیاتی طریقہ ہے جس میں طلباء کو کچھ ایسی تعریفیں رٹا دی جاتی ہیں اور بعض ایسی اصطلاحات ازبر کروا دی جاتی ہیں جن کا مفہوم سمجھنے سے طلباء قاصر رہتے ہیں۔

☆ استخراجی طریقے میں تدریسی عمل کچھ اس طرح عمل پاتا ہے کہ پہلے اصول و تعریف پھر مثال اور آخر میں اس کی مشق کرائی جاتی ہے۔

☆ استقرائی طریقہ ایک نفسیاتی طریقہ ہے اور تدریس کے عام اصولوں کے مطابق بھی ہے۔

☆ استقرائی طریقہ تدریس میں سب سے پہلے طلباء کو ایسی مثالیں فراہم کی جاتی ہیں جس سے وہ مانوس ہوتے ہیں۔سوال و جواب کے ذریعے ان مثالوں کی تعمیم کی جاتی ہے اور اس کی مدد سے اصول وقواعد اور کلیّے اخذ کرائے جاتے ہیں

☆ تعلیمی سال میں تدریس کے لیے جو منصوبہ بنایا جاتا ہے اس کو سالانہ منصوبہ کہتے ہیں۔یعنی پورے تعلیمی سال میں کون سے مواد مضمون کو کب پڑھایا جائے گا اور نصاب کس طرح پورا کیا جائے گا یہ سب سالانہ منصوبہ کے حساب سے بنایا جاتا ہے۔

☆ زبان کی تدریس کے لیے سالانہ منصوبہ بناتے وقت طلباء کی اکتسابی رفتار ان کی تحصیل اور ان میں موجود انفرادی تفاوت کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

☆ یونٹ سے مراد علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل ہے۔یعنی ایسے علمی تجربات جو آپس میں جڑے ہوں، ان کی نوعیت ایک جیسی ہو اور ان کی تدریس ایک ساتھ کی جاسکے یونٹ کہلاتے ہیں۔

☆ یونٹ پلان کے اقدامات اس طرح ہیں؛ پوری یونٹ کو مختلف چھوٹی یونٹ میں تقسیم کرنا، سبھی چھوٹی یونٹ کے تدریسی مقاصد متعین کرنا، تدریسی مقاصد کے حصول کے لیے تدریسی طریقہ کار کا تعین کرنا، ہر چھوٹی یونٹ میں طلباء اور معلم کی سرگرمیوں کو متعین کرنا۔

☆ یونٹ پلان سے مراد مربوط علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل سے ہے جب کہ سالانہ پلان میں پورے تعلیمی سال کی سرگرمیوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

☆ مکمل نصاب کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے ہر چھوٹے حصے کے لیے الگ الگ یونٹ پلان بنایا جاتا ہے جب کہ سالانہ پلان مکمل نصاب کو ذہن میں رکھ کر تشکیل دیا جاتا ہے۔

☆ یونٹ پلان یومیہ پلان کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے جب کہ سالانہ پلان یونٹ پلان کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔

یونٹ پلان کے ذریعے تدریسی مقاصد کی حصولیابی کی کوشش کی جاتی ہے جب کہ سالانہ پلان کے ذریعے طلباء کی پورے سال کی سرگرمیوں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) یونٹ پلان اور سالانہ پلان کے درمیان فرق کو بیان کیجیے۔

1.12 فرہنگ

نظم وضبط	:	انتظام (Administration)
اوصاف	:	وصف کی جمع، خوبی
قواعد	:	قاعدہ کی جمع یا گرامر
منصوبہ	:	کسی کام کی تیاری کرنا یا Plan کرنا

اکائی منصوبہ	:	Lesson Plan
سالانہ منصوبہ	:	Yearly Plan
خصوصی	:	خاص
اشیاء	:	شے کی جمع
قوت متخیلہ	:	Imagination Power

1.13 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ درج ذیل مضامین میں اردو زبان کے معلم کو کس مضمون کا علم ہونا ضروری ہے؟

1۔ ریاضی 2۔ حیاتیات 3۔ نفسیات 4۔ سیاسیات

2۔ دوران تدریس اخذ معنی میں درج ذیل میں کس کی مدد لینا زیادہ مناسب ہے؟

1۔ کتاب 2۔ طلباء 3۔کمرہ جماعت کی کاپی 4۔ لغت

3۔ تدریس قواعد کے لیے نفسیاتی طریقہ کسے تسلیم کیا جاتا ہے؟

1۔ بیانیہ 2۔ استقرائی 3۔ استخراجی 4۔سوال و جواب

4۔ علمی تجربات کی منظّم یا کلی شکل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو کہتے ہیں۔

1۔سالانہ پلان 2۔ لیسن پلان 3۔ تعین قدر پلان 4۔ یونٹ پلان

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ ایک موثر معلم کے اوصاف کی فہرست پیش کیجیے۔

2۔ زبان دانی کے معلم کی اہم خصوصیات بیان کیجیے۔

3۔ معلم اردو تہذیب کا علم بردار ہوتا ہے۔واضح کیجیے۔

4۔ تدریس نثر میں تمہید کی اہمیت بیان کیجیے۔

5۔ تدریس نظم میں نظم کا تفصیلی جائزہ پیش کرتے وقت معلم کے کردار کی وضاحت کیجیے۔

6۔ تدریس قواعد کے استقرائی طریقے کے فوائد بیان کیجیے۔

7۔ یونٹ پلان کے مراحل کی وضاحت کیجیے۔

8۔ سالانہ پلان کی تعمیر کرنے کے اقدام بیان کیجیے۔

9۔ یونٹ پلان سالانہ پلان کا ایک جزو ہے!واضح کیجیے۔

10۔ معلم کے لیے نفسیات کا علم ضروری ہے! تین وجوہات بیان کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ ایک موثر معلم کے اوصاف کا تفصیلی جائزہ پیش کیجیے۔

2۔ زبان دانی کے معلم کی خصوصیات کی تفصیلی وضاحت کیجیے۔

3۔ معلم اردو کے خصوصی اوصاف کی فہرست بنا کر اس پر مدلل بحث کیجیے۔

4۔ تدریس نثر کے مختلف مراحل بیان کیجیے۔اس کا استعمال آپ اپنی تدریس میں کیسے کریں گے؟ واضح کیجیے۔

5۔ تدریس نظم کے مختلف مراحل بیان کیجیے۔اس کا استعمال آپ اپنی تدریس میں کیسے کریں گے؟ واضح کیجیے۔

6۔ تدریس قواعد کے دو اہم طریقوں کو بیان کیجیے۔اس کا استعمال آپ اپنی تدریس میں کیسے کریں گے؟ واضح کیجیے۔

7۔ یونٹ پلان سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس کی تیاری کے طریقہ کار کو سمجھائیے۔

8۔ سالانہ پلان سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس کی تیاری کے طریقہ کار کو مثالوں کے ذریعے سمجھائیے۔

9۔ یونٹ پلان اور سالانہ پلان کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اس میں فرق واضح کیجیے۔

1.14 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

- نجم السحر ،صابرہ سعید، تدریس اردو، پریمئر پبلشنگ ہاؤس، حیدرآباد (2006)
- محی الدین قادری زور، تدریس اردو، یونیک بک میڈیا، شری نگر (2006)
- عمیر منظر، اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار شپرا پبلیشنگ دہلی (2009)
- اومکا کول، مسعود سراج، اردو اصناف کی تدریس، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی (2003)
- محی الدین بچھ، جدید تدریس اردو، گلشن پبلکیشنز، شری نگر (1998)
- ریاض احمد، اردو و تدریس، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، دہلی، (2013)
- محمد حسن، ادبیات شناسی، ترقی اردو بیورا، نئی دہلی (1989)

اکائی 2۔ درسی کتاب اور تدریسی آلات

اکائی کے اجزا

2.1 تمہید

2.2 مقاصد

2.3 درسی کتاب: معنی، مفہوم اور اہمیت

2.4 معیاری درسی کتاب کی خصوصیات

2.4.1 ظاہری خصوصیات

2.4.2 باطنی خصوصیات

2.5 درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ

2.6 درسی و تدریسی آلات: مفہوم، ضرورت و اہمیت

2.7 تدریسی معاون اشیاء: سمعی، بصری، سمعی و بصری

2.8 کمرہ جماعت میں تدریسی معاون اشیاء کا استعمال

2.9 یاد رکھنے کے نکات

2.10 فرہنگ

2.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

2.12 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

2.1 تمہید

اسکول کے تمام مضامین میں درسی کتاب ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔ یہ بچوں کے اکتسابی عمل میں اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔ کمرہ جماعت میں درس وتدریس واکتساب کو منظّم طریقہ سے پیش کرنے میں درسی کتاب مددگار رہوتی ہے۔ درسی کتاب کے اندر مواد مضمون کو سلسلہ وار اور مخصوص انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ طالب علموں کی نشونما کے فروغ کے ساتھ ساتھ یہ کمرہ جماعت کی تدریس کو ایک سمت میں لے جانے کی رہنمائی کرتی ہے۔ عام طور پر درسی کتاب ایک تعلیمی اوزار (Learning Tool) کی حیثیت رکھتی ہے۔ درسی کتاب ایک خاص مقصد کو پورا کرنے کے لیے تیار کی جاتی ہے۔ اس میں مواد مضمون کو منصوبہ بند طریقہ سے اجاگر کیا جاتا ہے۔ درسی کتاب میں پیش کردہ مواد مخصوص جماعت کی ضروریات کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے پہلے سطر کو پڑھا کر تعلیمی عمل شروع ہوتا ہے اور آخری سطر پر تعلیمی عمل اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔ درسی کتاب کی بنیاد پر استاد اپنا منصوبہ سبق تیار کرتا ہے اور اسی منصوبہ بندی کے ساتھ وہ کمرہ جماعت میں درس وتدریس کا کام انجام دیتا ہے اور حسب ضرورت مثالوں کو تختہ سیاہ پر لکھتا ہے اور گھر کے تفویض ومشق کے لیے بھی سوالات وغیرہ درسی کتاب سے ہی دیا جاتا ہے۔

درسی کتاب معلم کے تدریسی عمل کے فیصلہ کے لیے بھی کارآمد ہے، طالب علموں کے اکتساب کو بھی ظاہر کرتی ہے اور آزمائشی کام کے لیے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کمرہ جماعت میں پڑھائی جانے والی اور سیکھائی جانے والی ہر چیز درسی کتاب کے اندر موجود ہوتی ہے۔ معلم، متعلم اور آزمائش کرنے والے تمام افراد اس پر ہی منحصر کرتے ہیں۔ کسی بھی صورت میں درسی کتاب تدریس واکتساب کے عمل سے الگ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ درسی کتاب ایک ذریعۂ معلومات ہے اور اسے اسکول کے برابر کا درجہ دیا جاتا ہے۔ یہ مضمون کے مواد اور درس وتدریس کے عمل کو پوری طرح سے جاننے میں مکمل مدد کرتی ہے۔ کوٹھاری کمیشن کی رپورٹ کے مطابق

> "درسی کتاب کا سوال ہمارے ملک کے لیے بہت اہم اور نہایت ضروری ہے۔ بیدار قوم اور ملک کے لیے یہ اشد ضروری ہے کہ نہایت عمدہ اور معیاری درسی کتاب تیار کی جائے"

اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ درسی کتاب کے مفہوم کو جان لیں گے اور درسی کتاب کی اہمیت وافادیت سے آگاہ ہو جائیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ آپ درسی کتاب کی ظاہری وباطنی خوبیوں سے بھی واقف ہو جائیں گے اور درسی کتاب کے تنقیدی جائزہ کے طریقے کو سمجھ جائیں گے۔

2.2 مقاصد

اس اکائی کی تکمیل کے بعد آپ اس قابل جائیں گے کہ:

(1) درسی کتاب کے مفہوم کو واضح کرسکیں۔

(2) درسی کتاب کی اہمیت وخصوصیات کو بیان کرسکیں۔

(3) درسی وتدریسی آلات کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈال سکیں۔

(4) تدریس میں معاون اشیاء کے بارے میں معلومات حاصل کرسکیں۔

2.3 درسی کتاب: معنی، مفہوم اور اہمیت:

درسی کتاب مواد مضمون کا ایک معیاری مجموعہ ہے جو کہ ایک مخصوص مرحلہ (Stage) کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ درسی کتاب منصوبہ بند طریقے سے ان مواد کا مجموعہ ہے، جو کسی ایک خاص سطح یا عمر کے طلباء کی تدریسی ضرورت کے لیے لازمی ہے۔ درسی کتاب میں مواد کو خوبصورتی کے ساتھ اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ نئی اصطلاحات اور مہارتوں کو سیکھنے میں آسانی ہوتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ پرانی معلومات کو بھی بہتر ڈھنگ سے بتایا جاتا ہے۔

لینگ (Lang) کے مطابق "ایک درسی کتاب کسی خاص مطالعہ کی شاخ کے لیے ایک معیاری کتاب ہوتی ہے"

بیکن (Becon) کے مطابق "درسی کتاب کو کمرہ جماعت میں استعمال کرنے والی کتاب کی حیثیت سے تیار کیا جاتا ہے"

امریکی ٹکسٹ بک پبلیشرس انسٹی ٹیوٹ (ATBPI) نے واضح طور پر کہا ہے کہ ایک سچی حقیقی درسی کتاب وہ ہے جو خاص کر طالب علموں کے لیے اور ساتھ ہی ساتھ معلم جو کہ اس کو اسکول یا کلاس میں استعمال کر سکیں اس لیے تیار کی جاتی ہے۔اور کسی ایک خاص نصاب کے مطالعہ مضمون کو اس میں پیش کیا جاتا ہے۔

سنٹرل ایڈوایزری بورڈ آف ایجوکیشن (CABE) کی درسی کتاب کمیٹی کہتی ہے کہ درسی کتاب کمرہ جماعت میں درس وتدریس کے لیے کافی اہمیت کی حامل ہے۔ درسی کتاب کا نصاب معلم اور طالب عملوں سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔اگر معلم قابل اور محنتی ہو اور درسی کتاب سلیقے کی نہ ہو تو صحیح تعلیم میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ یا یوں کہیئے کہ صحیح تعلیم ممکن ہی نہیں۔ درسی کتاب میں ظاہری و باطنی دونوں خوبیوں کا ہونا لازمی ہے۔ درسی کتاب اور معلم کی قابلیت وصلاحیت دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہے۔ درسی کتاب کا معیار اور معلم کی محنت سے درس وتدریس کے بہتر نتائج حاصل کئے جاسکتے ہے۔

درسی کتاب: مفہوم واہمیت

کسی بھی تعلیمی نظام میں درسی کتابیں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔ تعلیم ایک سہ رخی / تین نقطۂ (Triangular Process) عمل ہے جس میں مدرس، طلباء اور مواد اس کے تین نقطے ہیں۔ مواد درمیانی متغیر ہے۔ یہ مدرس اور سیکھنے والوں کے درمیان رابطہ قائم کرتا ہے۔ بغیر مکمل مواد کے مدرس کامیابی کے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکتا ہے۔

درسی کتابوں کے اندر نصاب کے مواد یا مضمون کے مواد کو اس مناسب طریقے سے پیش کیا جاتا ہے کہ معلم اور طالب علم دونوں کے لیے موزوں ہو۔ معلم ان مواد کو آسانی کے ساتھ اپنی تفہیم میں لاکر کمرہ جماعت میں خود اعتمادی کے ساتھ پیش کرتا ہے طلباء بھی درسی کتابوں کے مواد کو آسانی کے ساتھ مطالعہ ذاتی سے سمجھ جاتے ہیں لیکن زیادہ تر طلباء کو معلم کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

بحر کیف تدریسی واکتسابی عمل میں درسی کتاب معلم اور طالب علم دونوں کے لیے مددگار ثابت ہوتی ہے۔ تدریسی واکتسابی عمل میں یہ نہ صرف اہمیت رکھتی ہے بلکہ یہ اس کا ایک لازمی حصہ ہے۔

مندرجہ ذیل ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے معلم درسی کتاب کا مناسب استعمال کرتا ہے۔

1) **منصوبہ بند اور نظام بند اکتساب کے لیے:**

تدریسی کتاب کے اندر مختلف عنوانات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ کتاب معلم کے لیے منصوبہ بندی کے مراحل، مناسب طریقہ تدریس اور موزوں مواد مضمون کی نشاندہی کرتی ہے۔ معلم کو منظّم اور سلسلہ وار طریقہ سے پڑھانے میں مدد کرتی ہے جس کی وجہ سے اس کی تدریس موثر ہو جاتی ہے۔

2) **مشق اور گھر کی تفویض کے لیے:**

زبان و ادب مشق پر مبنی ایک مضمون ہے۔ بغیر مشق کے اس مضمون کو نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ سیکھنے والا جب تک زبان کو بولنے اور تحریر کو لکھنے کی مشق نہیں کرتا ہے، تب تک وہ زبان کو نہیں سیکھ سکتا ہے اور نہ ہی لکھ سکتا ہے۔ درسی کتاب زبان و ادب کے قوائد اور ان کے اصولوں کو سیکھنے میں مدد کرتی ہے۔ تدریسی کتابوں کے اندر بے شمار اچھے سوالات درج ہوتے ہیں جو معلم اور طلباء کو تفہیم کرنے کا مناسب موقع فراہم کرتے ہیں۔

3) **خودکار مطالعہ میں مددگار:**

طلباء نئی چیزوں کو جاننے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ اس وجہ سے درسی کتاب کی مدد سے ہر عنوان کو پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں تا کہ کمرہ جماعت میں ان کو یہ عنوان اچھی طرح سے سمجھ میں آجائے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی بات واضح نہیں ہوتی ہے تو درسی کتاب کے خود کے مطالعہ سے وہ چیزیں بالکل صاف صاف نظر آنے لگتی ہیں۔ درسی کتاب طلباء کے لیے بھی بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ بغیر درسی کتاب کے طلباء اپنے تعلیمی مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر قدم پر طلباء کو اس کی ضرورت پڑتی ہے

4) **تشریح کو سمجھنے میں مدد کرتی ہے:**

اکثر کمرہ جماعت میں مدرس کے ذریعے بنائی گئی اشعار کی تشریح طلباء کے سمجھ میں نہیں آتی ہے وہ ان اشعار کو درسی کتابوں کی مدد سے بہتر سے بہتر سمجھ پاتے ہیں۔ وہ جب بار بار کسی اشعار کو پڑھتے ہیں اور پھر اس پر غور و فکر کرتے ہیں تو ان کے معنی سمجھ میں آنے لگتے ہیں اور پھر وہ اشعار کی تشریح بہتر طریقے سے کر لیتے ہیں۔

5) **اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق طلباء کو استعمال کرنے کے مواقع:**

کمرہ جمات کے باہر درسی کتابیں ایک معلم کی حیثیت سے کام آتی ہیں۔ اگر کوئی طالب علم کسی چیز کو کمرہ جماعت میں نہیں سمجھ پایا ہے تو درسی کتاب کی مدد لے سکتا ہے۔ درسی کتابوں کی مدد سے وہ مضمون کو بار بار پڑھتا ہے اور پھر اپنی مرضی سے اس سے متعلق سوالات کو حل کرتا ہے۔

6) **ذہنی طور پر معذور اور پسماندہ بچوں کے لیے مددگار:**

درسی کتابیں کمرہ جماعت کے باہر ان بچوں کے لیے نہایت کارگر اور اہم ہیں جو بچے ذہنی طور پر معذور اور پسماندہ ہیں ایسے بچے کمرہ جمات کی رفتار کے مطابق اپنے آپ کو نہیں ڈھال سکتے ہیں۔ اس وجہ سے بعد میں وہ درسی کتابوں کی مدد سے اپنی خامیوں / کمزوریوں کو دور کرتے ہیں۔ اور اپنے ہم جمات ساتھیوں کے مقابل پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں

7) **فطین بچوں کے لیے مددگار:**

فطین بچے اوسط بچوں کی بہ نسبت زیادہ لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کی زیادہ سے زیادہ سیکھنے اور پڑھنے کی خواہش ہوتی ہے اس وجہ سے کمرہ جماعت کی تدریس ان کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔ معلم بھی ان کی زیادہ مدد نہیں کر پاتے ہیں کیوں کہ کمرہ جمات

میں سبھی طالب علموں کے ساتھ انہیں پڑھانا پڑتا ہے۔ان حالات میں درسی کتابیں ہی ان بچوں کی مدد کرتی ہیں اوران کی تعلیمی پیاس کو بجھا پاتی ہیں۔ درسی کتاب طالب علموں کے ایک خاص گروپ کے لیے ایک مقصد کے تحت تیار کی گئی کتاب ہوتی ہے، جسے معلم کمرہ جماعت میں تدریسی پروگرام کو انجام دینے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ درسی کتاب تدریس کی ایک اہم ضرورت ہے۔طلباء کو درس وتدریس کے دوران درسی کتاب انہیں سیکھنے اور پڑھنے میں مدد کرتی ہے۔جیسے حرف یا لفظوں کو پڑھنا، بولنا،لکھنا، نثر ونظم کو سمجھنا وغیرہ۔

8) درسی کتاب طلباء کو پڑھنے، لکھنے اور سیکھنے میں مدد کرتی ہے:

درسی کتاب طلباء کے لیے بنائی جاتی ہے تا کہ اس کے ذریعے وہ اپنے تعلیمی مقاصد کو حاصل کر سکے۔ ہر درجہ کی تعلیم کے لیے کوئی نہ کوئی مقصد متعین ہوتا ہے اوراسی کے مطابق مضمون کا انتخاب کیا جاتا ہے۔درسی کتاب میں انہیں مضامین کو شامل کیا جاتا ہے جس سے طلباء کو پڑھنے، لکھنے اور سیکھنے سے ان کے مقاصد حاصل ہوسکیں۔

9) معلم کی رہنمائی کرتی ہے:

درسی کتاب معلم کی رہنمائی بھی کرتی ہے۔جس درجہ میں معلم پڑھاتا ہے اس میں کیا پڑھانا ہے، کس طرح کے مضمون پڑھانے ہیں ان سب کی رہنمائی درسی کتاب کرتی ہے اگر درسی کتاب نہ ہوتو ممکن ہے کہ کمرہ جماعت میں معلم درس وتدریس کے دوران اپنے مقاصد سے بھٹک جائے۔ درسی کتاب کے ذریعے ہی معلم کمرہ جماعت میں درس وتدریس کی منصوبہ بندی کرتا ہے اوراسی کے مطابق اپنے تدریسی کام کو انجام دیتا ہے۔اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ درسی کتاب درس وتدریس میں معلم کو کافی مدد پہنچاتی ہے۔ درسی کتابیں عنوان کی پیشکش میں معلم کی رہنمائی کرتی ہیں۔ یہ مدرس کے لیے بہت ہی اچھی مثالیں پیش کرتی ہیں، جو معلم اور طلباء دونوں کے لیے رہنمائی کا کام انجام دیتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اصلاح کرنے کی ممکن راہ دکھاتی ہے۔معلم ایک مخصوص جماعت کے لیے اس کے نصاب کے مطابق مناسب مضمونی مواد کے لیے اس کا استعمال کرتا ہے۔ ایک تدریسی کتاب موزوں مواد مہیا کرتی ہے اور مضمون کے نصاب کے مطابق رہنمائی کرتی ہے۔اس کے اندر مناسب مثالیں اور مشق کے لیے بے شمار سوالات ہوتے ہیں۔ یہ معلم کا وقت ضائع نہ ہو اس میں بھی مدد کرتی ہے۔

10) زبان کی مہارتوں کے فروغ میں معاون ثابت ہوتی ہے:

طلباء پڑھنا،لکھنا، بولنا کتاب سے ہی سیکھتے ہیں ادب میں زبان سیکھنا کافی اہمیت کا حامل ہے اور یہ بغیر درسی کتاب کے ممکن نہیں۔ جملہ کو کیسے لکھنا ہے، کیسے پڑھنا ہے، تلفظ کی ادائیگی ان ساری باتوں کو درسی کتاب سے ہی سیکھتے ہیں۔قوائد کا استعمال کس طرح سے کیا جائے اس کی بھی تعلیم طلباء اپنی درسی کتاب سے ہی لیتے ہیں۔

11) طلباء کو مواد فراہم کرتی ہے:

اسکولی تعلیم کے درمیان جو بھی مضمون پڑھائے جاتے ہیں ان مضمون کے مواد درسی کتاب سے ہی فراہم ہوتے ہیں۔اگر درسی کتاب موجود نہ ہوتو طلباء کو مضمون کا مواد حاصل کرنے کے لیے کافی محنت ومشقت کرنی پڑسکتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مواد حاصل ہو ہی نہیں یا ہوتو ادھا ادھورا۔اسکولی تعلیم میں بغیر مواد کے تعلیم دینا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ درسی کتاب طلباء کو ضرورت کے مطابق مواد فراہم کراتی ہے جس سے انہیں تعلیم حاصل کرنے میں سہولیت ہوتی ہے۔

12) طلباء کے تعین قدر میں مدد کرتی ہے:

تعین قدر تعلیم کا ایک حصہ ہے۔کوئی بھی طالب علم تعلیم حاصل کرنے میں کتنا کامیاب ہو پایا، کمرہ جماعت میں درس و تدریس کے بعد طلباء کس حد تک علم حاصل کر پائے، ان سب باتوں کی جانچ تعین قدر کے ذریعے کی جاتی ہے۔کورس کے اختتام کے بعد طلباء کا امتحان لیا جاتا ہے اور وہ امتحان درسی کتاب سے تعلق رکھتا ہے۔ بچے امتحان میں سوالوں کے جواب دینے کی تیاری درسی کتاب سے ہی کرتے ہے۔ درسی کتاب معلم کو تعین قدر میں مدد پہنچاتی ہے۔امتحانات کے سوالات اور ان کے جوابات درسی کتاب سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔معلم کو درسی کتاب کے ذریعے امتحانات کے سوالات بنانے میں کافی سہولت ملتی ہے۔درسی کتاب ایک اچھی تحصیلی جانچ تیار کرنے میں معلم کو کافی مدد کرتی ہے۔تدریسی کتابیں مختلف قسم کے مسائل پر جانچ کا انتخاب اور تیاری کرنے میں معلم کی رہنمائی کرتی ہے۔طلباء کی تعلیمی حصولیابی کی جانچ کے لیے جو سوالات بنائے جاتے ہیں وہ بھی درسی کتاب سے ہی لیے جاتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) درسی کتاب کے مفہوم کو واضح کیجیے؟

(2) درسی کتاب کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالے؟

2.4 معیاری درسی کتاب کی خصوصیات

درسی کتابوں کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں جو ان کے میعار کو متعین کرتی ہیں۔کسی بھی درسی کتاب میں دو خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

1۔ ظاہری خصوصیات 2۔ باطنی یا اندرونی خصوصیات

2.4.1 ظاہری خصوصیات

1) کتاب کا کاغذ عمدہ اور سفید ہو:

درسی کتاب کا کاغذ عمدہ اور سفید ہونا ضروری ہے تا کہ اس پر لکھے ہوئے حروف صاف صاف دکھائی دیں اور طلباء کسی مشکلات کا سامنا کئے بغیر دیکھ کر اچھے طریقے سے پڑھ سکیں۔کاغذ عمدہ ہونے سے کتاب کی خوبصورتی بھی بڑھتی ہے اور اسے بائنڈنگ کرنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

2) طباعت اور چھپائی اچھی ہو:

درسی کتاب کی طباعت اور چھپائی بھی عمدہ ہونا بہت ضروری ہے۔طباعت اور چھپائی عمدہ نہیں ہونے سے طلباء کو کتاب پڑھنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔چھپائی خراب ہونے سے لفظ اور جملہ صحیح سے سمجھ میں نہیں آتے ہیں۔اگر طباعت اور چھپائی اچھی نہ ہو تو اس کتاب کو اچھی کتاب کے درجہ میں شامل نہیں کیا جاتا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ کتاب کی طباعت اور چھپائی عمدہ ہو تا کہ طلباء آسانی سے کتاب پڑھ لیں اور مضمون کو سمجھ سکیں۔

3) کسی طرح کی غلطیاں نہ ہوں:

ایک اچھی درسی کتاب کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں الفاظ اور جملہ میں کسی بھی طرح کی کوئی غلطی نہ ہو۔اگر درسی کتاب میں الفاظ اور

جملہ میں غلطیاں ہوں گی تو ممکن ہے کہ طلباء غلط علم حاصل کر لیں۔ چونکہ درسی کتاب درس و تدریس کے لیے بنیادی آلہ ہے اور اسی کے ذریعے طلباء لکھنا پڑھنا سیکھتے ہیں۔اس لیے یہ لازمی ہے کہ درسی کتاب میں کسی بھی طرح کی غلطی نہ ہو۔

4) تصویریں رنگین ہوں:

درسی کتاب میں خاص کر نچلے درجے کی کتابوں میں تصویریں رنگین ہونی چاہیے۔تصویر رنگین ہونے سے بچوں کے اندر دلچسپی پیدا ہوتی ہے جس سے وہ درسی کتاب کو تجسس کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ماہر نفسیات کا ماننا ہے کہ نچلے درجے کے بچے کو رنگین تصویریں اپنے جانب متوجہ کرتی ہے اور انہیں رنگین تصویریں دیکھنا اچھا لگتا ہے۔اس کے ذریعے وہ تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ درسی کتاب میں رنگین تصویریں ڈالنے سے کتاب کی خوبصورتی بھی بڑھ جاتی ہے۔

5) جلد سازی مضبوط ہو:

کتاب کی جلد سازی بھی مضبوط ہونا چاہیے۔ اگر جلد سازی مضبوط نہیں ہوگی تو ممکن ہے کتاب کورس ختم ہونے سے پہلے ہی خراب ہوجائے۔ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ نچلے درجے کے بچوں میں کتابوں کو صحیح طریقے سے رکھنے کا شعور نہیں ہوتا ہے اس لیے مضبوط جلد سازی کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔مضبوط جلد سازی سے کتاب کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

6) سرورق عمدہ اور دلکش ہو:

درسی کتاب کا سرورق کا عمدہ اور دلکش ہونا ضروری ہے۔ سرورق کا عمدہ اور دلکش ہونا طلباء کی دلچسپی کا باعث ہے۔ سرورق دلکش ہونے سے بچے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور انہیں کتابیں اچھی لگتی ہے۔نفسیاتی طور پر بھی دیکھا جائے تو بچوں کو عمدہ اور دلکش چیزیں زیادہ پسند ہوتی ہیں اس لیے یہ کوشش ہونی چاہیے کہ درسی کتاب کا سرورق دلکش اور عمدہ ہو۔

7) کتاب کی سائز متوسط ہو، نہ بہت بڑی اور نہ بہت چھوٹی ہو:

درسی کتاب کی سائز متوسط ہونی چاہیے۔ کتاب کی سائز اگر بہت بڑی ہوگی تو اسے رکھنے میں، لانے لے جانے میں کافی دشواری ہوتی ہے۔ بڑی سائز کی کتابیں دیکھنے میں بھی دلکش نہیں لگتی ہیں جس سے بچوں کی درسی کتاب سے دلچسپی کم ہوتی ہے اگر درسی کتاب بہت چھوٹی ہو تب بھی اسی طرح کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ کتاب کا سائز متوسط ہو جو دیکھنے میں دلکش اور خوبصورت لگے۔

8) کتاب کی قیمت مناسب ہو:

درسی کتاب طلباء کے لیے بنائی جاتی ہے۔اسکولوں میں پڑھنے والے سبھی طلباء کی معاشی حالت اچھی ہو یہ کوئی ضروری نہیں اس لیے کتاب کی قیمت اس طرح ہونی چاہیے کہ عام سے عام طلباء بھی اسے آسانی سے خرید سکے۔ اس لیے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ درسی کتاب کی قیمت دوسری کتابوں کی طرح نہ طے کر کے طلباء کو ذہن میں رکھتے ہوئے مناسب قیمت طئے کی جانی چاہیے۔

2.4.2 باطنی یا اندرونی خصوصیات

1) کتاب کا مواد نصاب کے مطابق ہو:

درسی کتاب میں مضمون کا مواد نصاب کے مطابق ہونا چاہیے۔ نصاب کے ذریعے طئے کئے گئے مقاصد کے مطابق درسی کتاب میں مضامین کا انتخاب کیا جانا چاہیے۔ کتاب کا مواد نصاب کے مطابق نہ ہونے سے کتاب کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔اور ایسی کتابیں طلباء کو صحیح تعلیم دینے

میں مددگار ثابت نہیں ہوتی ہیں۔

2) مضامین کا تعلق طلباء کی زندگی سے ہو:

درسی کتاب میں ایسے مضامین کو شامل کیا جانا چاہیے جن کا براہ راست تعلق طلباء کی زندگی سے ہو ایسے مضامین شامل کرنے سے طلباء کو حقیقی زندگی میں آنے والے مسائل سے مقابلہ کرنا آسان ہوجاتا ہے۔زندگی سے متعلق مضامین طلباء کو حقیقی زندگی کی تعلیم دیتا ہے۔ جسے وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں ضرورت کے مطابق استعمال کرسکتا ہے۔

3) زبان و بیان آسان و سہل ہوں:

درسی کتاب کی زبان و بیان سہل و آسان ہونا چاہیے تا کہ طلباء اسے پڑھنے کے بعد آسانی سے سمجھ سکیں۔مشکل الفاظ اور جملوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ زبان و بیان کا مشکل ہونا طلباء کے لیے پریشانی کا سبب بن جاتا ہے۔اور درسی کتاب بوجھل معلوم پڑنے لگتی ہے۔درسی کتاب میں یہ کوشش کی جانی چاہیے کہ اگر کچھ مشکل الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو اس کے معنی مضمون کے آخر میں فرہنگ میں لکھ دینا چاہیے تا کہ طلباء کو سمجھنے میں آسانی ہو۔زبان و بیان کی آسانی طلباء کو مضمون میں دلچسپی پیدا کرنے میں مدد کرتی ہے۔

4) اسباق بچوں میں دلچسپی پیدا کرنے والے ہوں:

درسی کتاب میں جو بھی اسباق شامل کئے جائیں وہ ایسے ہونے چاہیے کہ بچوں میں دلچسپی کا باعث بنیں تا کہ بچے سبق کو پڑھنے میں دلچسپی دیکھائیں۔سبق کو اس طرح ترتیب دی جانی چاہیے کہ طلباء اسے پڑھ کر آسانی سے سمجھ سکیں اور اس سے متعلق سوالوں کا جواب دے سکیں۔اسباق کو دلچسپ بنانے کے لیے تصویروں کا استعمال کیا جانا چاہیے کیونکہ تصویریں اسباق کو پرلطف اور دلچسپ بناتی ہیں۔

5) اسباق ایک دوسرے سے ربط رکھتے ہوں:

درسی کتاب میں جتنے بھی اسباق شامل کئے جائیں ان میں ایک دوسرے سے ربط ہونا چاہیے۔اس سے طلباء کو علم حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔اسباق میں ربط ہونے سے طلباء کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔معلم کو بھی درس و تدریس میں کافی سہولت ملتی ہے کیونکہ اسباق میں ربط ہونے سے معلومات میں بھی ربط پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے درس و تدریس آسان ہوجاتی ہے اور طلباء کو تعلیم حاصل کرنے میں بھی سہولت ملتی ہے۔طلباء سلسلے وار مضمون کو سمجھتے ہیں۔

6) سبق کے آخر میں مشکل الفاظ کے معنی و مفہوم درج ہوں:

درسی کتاب کے سبق کے آخر میں فرہنگ ہونا چاہیے جس میں مشکل الفاظ کے معنی درج ہوں۔مشکل الفاظ کے معنی درج ہونے سے طلباء کو مضمون سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔سبق کے آخر میں مشکل الفاظ کے معنی درج نہیں ہونے سے طالب علموں کو کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور انہیں لغت کا سہارہ لینا پڑتا ہے جس سے وقت کی بربادی زیادہ ہوتی ہے۔اس لیے یہ ضروری ہے کہ سبق کے آخر میں مشکل الفاظ کے معنی لکھ دیا جائے۔

7) کتاب طلباء کے معیار اور ان کی ضرورت کے مطابق ہو:

درسی کتاب تیار کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کتاب طلباء کی ذہنی صلاحیت اور ضرورت کے مطابق ہو۔درسی کتاب کا معیار

ایسا ہونا چاہیے کہ طلباء کو تعلیم کے مقاصد حاصل کرنے میں معاون ثابت ہو اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہو۔

8) مضامین طلباء کے ذہن کے قریب ہوں:

درسی کتاب کے مضامین طلباء کی ذہنی صلاحیت کے مطابق ہونا چاہیے۔ طلباء جس درجے میں پڑھ رہے ہوں اس درجے کے ذہنی صلاحیت کا خیال رکھتے ہوئے درسی کتاب میں مضامین کو شامل کرنا چاہیے۔ مضامین کا معیار نہ کم ہونا چاہیے نہ زیادہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ دونوں حالات طلباء کو تعلیمی مقاصد سے دور لے جاتے ہیں۔ مضامین طلباء کے ذہن کے قریب ہونے سے طلباء کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور وہ کامیابی کے ساتھ اپنے تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

9) مضامین ذہنی صلاحیتوں کو بڑھانے میں معاون ہوں:

درسی کتاب کے مضامین ایسے ہونے چاہیے جو طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کو فروغ دیں۔ درسی کتاب کے مضامین علم میں اضافہ کرنے والا ہونا چاہیے۔ جس سے ان کی شخصیت کی نشو ونما ہو سکے۔ درسی کتاب تیار کرتے وقت اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ درسی کتاب جس درجہ کے لیے تیار کی جا رہی ہو اس درجہ میں پڑھنے والے بچوں کے ذہنی صلاحیت کا خیال رکھا جانا چاہئے اور اس میں شامل مضمون ان کی ذہنی صلاحیت کے قریب ہونا چاہئے۔

10) کتاب میں ہر طرح کے مضامین مثلاً نظم، غزل، سوانح، مکالمہ وغیرہ ہوں:

ادب کی درسی کتاب تیار کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جانا چاہیے کہ اس میں ادب کے تمام مضامین شامل ہو سکیں۔ مثلا داستان، ناول، افسانہ، نظم، غزل، سوانح وغیرہ۔ ہر طرح کے مضامین شامل کرنے سے طلباء کو مکمل ادب کی تعلیم حاصل ہوتی ہے اور وہ ادب کے مختلف مضامین کے بارے میں علم حاصل کر لیتے ہیں۔ ادب کے مختلف اصناف اور اس کے اجزاء سے بھی واقف ہو جاتے ہیں۔

11) مواد تعلیمی نفسیات کو نظر میں رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہو:

آج کا تعلیمی نظام طلباء مرکوز تعلیم پر زور دیتا ہے اس لیے درسی کتاب کے مضامین کے مواد تیار کرتے وقت تعلیم کے نفسیاتی پہلو کو نظر میں رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ نفسیاتی پہلو میں بچوں کی ذہنی صلاحیت اور دلچسپی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ نفسیاتی نظریے سے تیار کی گئی کتابیں تعلیمی مقاصد حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

12) درسی کتاب میں مثالیں حقیقی زندگی سے متعلق ہو:

درسی کتاب میں مضمون کو یا کسی تصور و مفہوم کو سمجھنے کے لیے جو مثالیں دی جاتی ہیں وہ حقیقی زندگی سے تعلق رکھنے والی ہونا چاہیے۔ اس سے طلبہ کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ صرف ایک مثال سے کام نہ لیکر دو تین مثالیں ضرورت کے مطابق الگ الگ دی جانی چاہیے۔

13) سبق کے آخر میں مشقی سوالات ہوں:

سبق کے آخر میں سبق کے متعلق مشقی سوال ضرور ڈالنا چاہیے اس سے طلباء کو اپنے علم کی جانچ میں کافی مدد ملتی ہے۔ مشقی سوال معروضی و تفصیلی دونوں طرح کا ہونا چاہیے تا کہ طلباء کے علم اور تفہیم دونوں کی جانچ ہو سکے۔ سوالات مضمون کے مطابق ہونے چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) درسی کتاب کے ظاہری خوبیاں بیان کیجئیے؟

(2) درسی کتاب میں کون سی باطنی خوبیاں پائی جاتی ہیں بیان کریں؟

2.5 درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ

درسی کتاب وہ کتاب ہے جو طلباء کو پڑھنے، لکھنے اور سیکھنے میں کافی مددگار رہوتی ہے اور طلبہ کی ضرورت کے مطابق اسے مواد فراہم کرتی ہے۔ درسی کتاب کے کمرہ جماعت میں استعمال کو لے کر ماہرین تعلیم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض ماہرین کمرہ جماعت میں درسی کتاب کے استعمال کو غیرضروری قرار دیتے ہیں۔ان کا ماننا ہے کہ درسی کتاب کے کمرہ جماعت میں استعمال سے طلبہ کے سیکھنے کی آزادی ختم ہوجاتی ہے اور وہ آزادانہ طور پر کچھ سیکھ نہیں سکتے ہیں کیونکہ درسی کتاب انہیں اپنے تک محدود کر لیتی ہیں۔دوسری کتابوں تک طلبہ کو متوجہ نہیں ہونے دیتی۔ساتھ ہی وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ درسی کتابیں طلبہ کے معیار کے مطابق نہیں ہوتی ہیں۔مگر طلبہ کو زبردستی انہیں ہی پڑھنا پڑتا ہے۔بعض درسی کتابیں مواد سے خالی بھی ہوتی ہیں۔ان حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ طلباہ درسی کتابوں میں الجھ کر صحیح طور پر باہری ذرائع سے اپنے علم میں اضافہ نہیں کر پاتے ہیں۔ مختلف تعلیمی کمیشنوں اور کمیٹیوں نے اپنے شفارشات میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ درسی کتابیں طلبہ کے لیے تیار کی جاتی ہیں لیکن اس پر خاص توجہ نہیں دی جاتی ہے۔جس کی وجہ سے عمدہ اور معیاری کتابیں طلبہ کو نہیں مل پاتی ہیں۔

جب کہ اکثر ماہرین تعلیم کمرہ جماعت میں درسی کتاب کے استعمال کی حمایت کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ اسکول میں پڑھنے والے طلباء خاص کر زبان و ادب کے طلباء کے لیے درسی کتاب نہایت ہی ضروری ہوتی ہے کیونکہ وہ شعوری طور پر اتنے بالیدہ نہیں ہوتے کہ مختلف طرح کی کتابوں کو پڑھ کر علم حاصل کر سکیں۔

کتاب کی وجہ سے بچوں کو زبان پڑھنے، لکھنے، بولنے اور سمجھنے میں کافی آسانی ہوتی ہے۔اور طلباء ادب کو آسانی سے سیکھ جاتے ہیں۔اس سے ذخیرہ الفاظ میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔طلباء کو ضرورت کے مطابق مواد ایک ہی کتاب میں حاصل ہوجاتا ہے۔درسی کتاب معلم کی بھی درس و تدریس کے دوران مدد اور رہنمائی کرتی ہے۔الفاظ کو بنانا، مذکر و مؤنث کا استعمال، محاوروں کا استعمال وغیرہ طلباء درسی کتاب سے ہی سیکھتے ہیں۔ ساتھ ہی درسی کتاب کے مطابق ہی معلم طلباء کی تعین قدر و پیمائش کرتے ہیں اس لیے ایک درسی کتاب سائنٹفک، دلچسپی پیدا کرنے والی، سادہ و سلیس اور عام فہم ہونا چاہیے۔درسی کتاب حالات حاضرہ کے مطابق اور طلباء کی زندگی سے ربط رکھنے والی ہونا چاہیے۔

کسی بھی درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ لیتے وقت مندرجہ ذیل نکات کو مدنظر رکھ کر اس کا تنقیدی تجزیہ کیا جانا چاہیے۔

1) اشاعت کردہ ادارہ:

درسی کتاب کا معیار اس بات پر بھی منحصر کرتا ہے کی وہ کس ادارے سے شائع ہوئی ہے۔درسی کتاب کو ہمیشہ کسی سرکاری یا معیاری ادارہ سے شائع کرنا چاہیے۔اشعاعتی ادارہ کی معیار سے کتاب کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

2) قیمت:

درسی کتاب کے تنقیدی تجزیہ میں اس بات پر بھی غور کیا جانا چاہیے کہ اس کی قیمت کتنی ہے۔کسی بھی کتاب کی بہت زیادہ قیمت اسے قاری

سے دور کرتی ہے۔ جب کہ کم قیمت اس کے معیار کو کم کرتی ہے۔ اس لیے کسی بھی اچھی کتاب کی قیمت اوسط ہونی چاہیے تا کہ اس سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں۔

4) جلد سازی:

تنقیدی جائزہ میں کتاب کی جلد سازی پر غور کیا جاتا ہے کسی بھی معیاری کتاب کی جلد سازی عمدہ ہوتی ہے جس سے کتاب زیادہ محفوظ رہتی ہے۔ جلد سازی کمزور ہونے سے بہت ہی کم وقت میں کتاب کے خراب ہو جانے کا ڈر رہتا ہے۔ اس لیے ایک اچھی اور معیاری کتاب کی جلد سازی عمدہ ہونی چاہیے۔

4) سرورق:

تنقیدی جائزہ میں درسی کتاب کی سرورق پر بھی غور کیا جانا چاہیے۔ کسی بھی معیاری تدریسی کتاب کا سرورق دلکش وخوبصورت ہونا چاہئے۔ اسکولوں کی درسی کتاب چونکہ بچے پڑھتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ اس کا سرورق دلکش بنایا جائے تا کہ بچے اس کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ سرورق کی دلکشی کتاب کی اہمیت کو بھی بڑھاتی ہے۔

5) چھپائی اور طباعت:

کسی بھی درسی کتاب کے تنقیدی جائزہ میں اس کی چھپائی اور طباعت کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ ایک معیاری درسی کتاب کی چھپائی عمدہ اور صاف ہوتی ہے۔ تا کہ قاری کو پڑھنے کے درمیان کسی طرح کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ درسی کتاب اسکولی بچے پڑھتے ہیں اس لیے درسی کتاب نہایت ہی ضروری ہے اس کی چھپائی اور طباعت عمدہ قسم کی ہوتا کہ طلباء کو پڑھنے میں کسی طرح کی کوئی دشواری نہ ہو۔

6) جملہ واملاء کی غلطیاں:

کسی بھی معیاری کتاب میں جملہ واملاء کی غلطیاں نہیں ہونی چاہیے۔ درسی کتاب میں تو بالکل بھی نہیں کیونکہ درسی کتاب کے ذریعے طلباء کو پڑھنا، لکھنا، بولنا سکھایا جاتا ہے۔ اگر درسی کتاب میں جملے یا املے کی غلطیاں ہوں گی تو ممکن ہے کہ طلباء کو صحیح علم حاصل نہ ہو پائے۔ زبان وادب کی درسی کتاب میں اس بات کا خصوصی طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ کسی بھی طرح کی کوئی بھی غلطی نہ ہو۔ اس لیے جب ہم کسی بھی درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں تو اس بات پر خاص طور سے غور کرتے ہیں کہ اس میں کسی بھی طرح کی کوئی غلطی تو نہیں ہے۔

7) مضمون کی مناسبت سے تصاویر:

درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ لینے میں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ درسی کتاب میں جو بھی تصویریں دی گئی ہیں وہ مضمون اور مواد سے مناسبت رکھتی ہے یا نہیں۔ نچلے درجے کی درسی کتاب کی تصویریں رنگین ہیں کہ نہیں اس کا جائزہ لیا جانا چاہیے۔ کیونکہ نچلے درجے کی درسی کتابوں میں رنگین تصویریں بچوں میں دلچسپی پیدا کرنے کا کام کرتی ہیں۔

8) زبان وبیان کا معیار:

کسی بھی درسی کتاب میں استعمال کئے گئے زبان کا معیار کیا ہے اس پر تنقیدی جائزہ کے درمیان غور کرنا چاہیے۔ زبان و بیان کا معیار کیا ہے، ترتیب کیا ہے، زبان و بیان سہل وآسان ہے یا نہیں اس بات پر غور کرنا چاہیے۔ اسکولی درسی کتاب کی زبان سادہ وسلیس ہونا چاہیے تا کہ اسکولی

طلباء کوآسانی سے سمجھ میں آسکے۔

(9 لکھنے کی ترتیب:

مضمون کا مواد لکھنے کی ترتیب صحیح ہے یا نہیں اس بات کا بھی جائزہ درسی کتاب کے تنقیدی جائزہ کے دوران لیا جانا چاہیے۔ کیونکہ مضمون کا مواد اگر ترتیب سے نہ ہوتو بچوں کو مضمون کے سمجھنے میں پریشانی ہوتی ہے۔ معلم کے لیے بھی یہ دشواری پیدا کرتا ہے۔ اس لیے کسی بھی درسی کتاب کے لکھنے کی ترتیب بہتر ہونا چاہیے۔

(10 مضمون کی ترتیب:

درسی کتاب میں جتنے بھی مضمون دئے گئے ہیں ان کی مناسبت ایک دوسرے سے ہے یا نہیں اس پر بھی تنقیدی جائزہ کے دوران غور کیا جانا چاہیے۔

(11 فرہنگ:

درسی کتاب میں فرہنگ ہے یا نہیں اس بات کا بھی جائزہ تنقیدی تجزیے کے دوران لیا جانا چاہیے۔ درسی کتاب میں فرہنگ ہونے سے مشکل الفاظ کے معنی سمجھنے میں طلباء کو سہولیت ملتی ہے۔ کسی بھی اچھی معیاری درسی کتاب میں فرہنگ ہونا چاہیے۔

(12 مشقی سوالات:

درسی کتاب میں سبق کے آخر میں مشقی سوالات دئے گئے ہیں یا نہیں اس کا بھی جائزہ تنقیدی تجزیے کے دوران کیا جانا چاہیے۔ ایک اچھی اور معیاری درسی کتاب میں سبق کے آخر میں طلباء کی مشق و معلومات کی جانچ کے لیے مشقی سوالات کا ہونا ضروری ہے۔

(13 کتاب اپنے مقاصد کو پورا کرتی ہے یا نہیں:

درسی کتاب کے تنقیدی جائزے کے دوران اس بات کا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ جو درسی کتاب تیار کی گئی ہے وہ اپنے مقاصد کو کس حد تک پورا کرتی ہے۔ جس درجے کے لیے درسی کتاب بنائی گئی ہے اس کی مناسبت سے اس میں مضمون اور مواد ہے یا نہیں۔ درسی کتاب کو تیار کرنے میں بچوں کے نفسیاتی پہلوؤں پر غور کیا گیا ہے یا نہیں۔ درسی کتاب کا معیار درجہ کے معیار کے مطابق ہے یا نہیں ان ساری باتوں کا تنقیدی جائزہ لیا جانا چاہیے۔

(14 مثالیں زندگی سے ربط رکھتی ہیں یا نہیں:۔

درسی کتاب میں پیش کی گئی مثالیں حقیقی زندگی سے ربط رکھتی ہیں یا نہیں اس کا بھی جائزہ لیا جانا چاہیے کیونکہ زندگی سے جڑی ہوئی مثالیں طلباء کو تصور کو سمجھنے میں آسانی پیدا کرتی ہے۔

اب آپ ان نکات کو اچھی طرح سے سمجھ گئے ہوں گے۔

- ☆ درسی کتاب کا مفہوم کیا ہے۔
- ☆ کمرہ جماعت میں درسی کتاب کی کیا اہمیت ہے۔
- ☆ طلباء کے لیے درسی کتاب کی ضرورت و اہمیت۔
- ☆ معلم کے لیے درسی کتاب کی اہمیت۔
- ☆ درسی کتاب کی کیا کیا خصوصیات ہوتی ہیں۔

☆ درسی کتاب کے تنقیدی جائزہ میں کن کن باتوں کا خیال رکھا جانا چاہیے۔

اب آپ ان سوالوں کا جواب مشق کے طور پر اپنے نوٹ بک میں لکھیں۔

1) درسی کتاب کے مفہوم و اہمیت کو تفصیل سے لکھیں؟

2) درسی کتاب کی کون کون سی خصوصیات ہوتی ہیں لکھیں؟

3) آپ اپنے اسکول کے ثانوی جماعت کی اردو تدریسی کتاب کا تنقیدی جائزہ پیش کریں؟

اپنی معلومات کی جانچ

(1) کسی بھی درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ لیتے وقت کون سے نکات زیر غور رکھنا چاہیئے؟

(2) درسی کتاب کے مضامین میں تنوع کیوں پایا جاتا ہے؟

2.6 درسی و تدریسی آلات: مفہوم، ضرورت و اہمیت

آج کی تعلیم طلباء مرکوز تعلیم ہے۔اس تعلیمی نظام میں طلباء کی نفسیات، دلچسپی اور ان کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر تعلیم دی جاتی ہے۔کمرہ جماعت میں درس و تدریس کا عمل موثر اور دلچسپ بنانے کے لیے معلم مختلف طرح کے سامان کا استعمال کرتا ہے۔انہیں سامان یا آلات کو تدریسی آلات کے نام سے جانا جاتا ہے۔تدریسی آلات کے متعلق کوٹھاری کمیشن نے کہا ہے کہ

'تدریسی معیار کے فروغ کے لیے ہر اسکول کو تدریسی امدادی اشیاء کو فراہم کرنا ضروری ہے۔یہ ملک میں تعلیمی انقلاب کا باعث ہے'

ہر معلم کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی تدریس موثر ہو۔اس کی پڑھائی چیزوں کی طلبا تفہیم کر لیں اور اس کو ذہن نشین کر لیں۔ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مدرس بے شمار اور مختلف تدریسی مواد کا استعمال کرتا ہے۔تدریسی آلات کے ذریعے دی گئی تعلیم بہت ہی پائیدار ہوتی ہے اور طلباء کے ذہن پر اس کا نقش دیر تک قائم رہتا ہے۔کمرہ جماعت میں درس و تدریس کے درمیان معلم اپنے تدریس کو موثر اور دلچسپ بنانے کے لیے جو ذرائع یا امدادی آلات کا استعمال کرتا ہے اسے درسی و تدریسی آلات کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس سے معلم سبق کو آسان، واضح اور سہل ترین بناتا ہیں۔اس کی ضرورت اس لیے پڑتی ہے کیونکہ اس کے ذریعے طلباء میں تدریس سے متعلق ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔مختلف طریقے کے خیالات کی وضاحت تدریسی آلات کے ذریعے آسانی سے کی جاسکتی ہے۔اس کے استعمال سے کم وقت میں معلم طلباء کو زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔کمرہ جماعت میں طلباء کو سبق کے طرف آمادہ کرنے میں تدریسی آلات کافی معاون ثابت ہوتے ہیں۔تدریسی آلات سے طلباء میں رٹ کر پڑھنے کی عادت کم ہوتی ہے اور سوچ وفکر اور غور کرنے کی عادت کو فروغ ملتا ہے۔الفاظ و تصوارات کو سمجھنے میں بھی سہولت ملتی ہے۔ چارٹ، ماڈل، ٹھوس چیزیں، ساز وسامان، آلات اور دوسرے وسائل کا استعمال کر کے معلم اپنی تدریس کو موثر بنانا چاہتا ہے۔

درسی و تدریسی آلات کی ضرورت اور اہمیت:

درسی و تدریسی آلات کے استعمال کے ساتھ کمرہ جماعت میں دی گئی تعلیم پر اثر اور دلچسپ ہوتی ہے۔درس و تدرس کے درمیان تدریسی آلات کا استعمال سبق کی آموزش کے لیے مفید سمجھا جاتا ہے کیونکہ تعلیمی عمل میں اس سے سہولت ملتی ہے۔ترقی یافتہ مما لک میں درس و تدریس کے

درمیان تدریسی آلات پر کافی توجہ اور اہمیت دی جاتی ہے۔ ہندوستان میں اس کا استعمال اس پیمانے پر نہیں ہوتا جیسا کے ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے۔

درسی و تدریسی آلات کی ضرورت اور اہمیت مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ تدریسی آلہ کا استعمال کر کے معلم تدریس کے بنیادی اصولوں پر عمل کرتا ہے۔ تدریسی آلہ کا استعمال کر کے معلم کمرہ جماعت میں تدریس کے بنیادی اصولوں کو تفصیل کے ساتھ مظاہرہ کر کے طلباء کو سمجھا سکتا ہے۔ تدریسی آلہ کے ذریعے بنیادی سہولتوں کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے کیونکہ معلم آلہ کا مظاہرہ کر کے اصولوں کی تفصیل بیان کرتا ہے اور طلباء اسے دیکھ کر سیکھتے ہیں۔ کسی بھی چیز کو اگر دیکھ کر سیکھا جائے تو جلدی سمجھ میں بھی آتی ہے اور اس کا اثر ذہن پر لمبے عرصے تک رہتا ہے۔

2۔ یہ طلباء کے اندر دلچسپی پیدا کرنے میں مدد کرتی ہیں۔ کوئی بھی نئی چیز اگر انسان کے سامنے لائی جائے تو اسے دیکھنے کی نفسیاتی طور پر جستجو پیدا ہو جاتی ہے۔ معلم کمرہ جماعت میں جب داخل ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ میں کوئی تدریسی آلہ ہوتا ہے تو اس سے بچوں کے اندر نفسیاتی طور پر ایک دلچسپی پیدا ہوتی ہے کہ استاد اپنے ہاتھ میں کیا لیے ہوئے ہیں۔ جب معلم تدریسی آلہ کے ذریعے اپنا تدریسی عمل شروع کرتا ہے تو طلباء اس میں کافی دلچسپی لیتے ہیں جس کی وجہ سے کمرہ جماعت کا ماحول دلچسپ اور موثر بن جاتا ہے۔ اور تدریسی عمل کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام پر پہنچتا ہے۔

3۔ یہ تدریسی اکتسابی عمل کو آسان اور پرکشش بناتا ہے۔ تدریسی آلہ کمرہ جماعت میں تدریسی و اکتسابی عمل کو آسان کرتا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ تدریسی آلہ طلباء کے لیے دلچسپی کا سامان ہوتا ہے اور دیکھ کر سیکھنا بھی آسان ہوتا ہے اس لیے کہہ سکتے ہیں کہ تدریسی و اکتسابی عمل کو تدریسی آلہ سہل و آسان بناتا ہے ساتھ ہی ساتھ اکتسابی عمل کو پرکشش بھی بناتا ہے۔

4۔ تدریسی آلہ کی مدد سے اصطلاحات اور مجرد تصورات بڑی اچھی طرح واضح ہو جاتے ہیں۔ تدریسی آلہ کے ذریعے اصطلاحات، تصورات وغیرہ کو آسانی سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ کمرہ جماعت میں جب معلم کسی بھی نئے تصوارات کو پڑھانا شروع کرتا ہے تو وہ طلباء کے لئے بھی بالکل نیا ہوتا ہے جسے تقریری تدریس کے ذریعے سمجھنے میں انہیں مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر تدریسی آلہ کے ذریعے نئی تصوارات کو پڑھایا جاتا ہے تو طلباء اسے باآسانی سمجھ جاتے ہیں۔

5۔ تدریسی آلہ طلباء کے اندر خود اکتسابی اور تعمیری صلاحیتوں کو ابھارتا ہے۔ کیونکہ تدریسی آلہ سے طلباء کسی بھی مضمون کو اچھے طریقے سے اور آسانی کے ساتھ سیکھ پاتے ہیں اور ان کے اندر تدریسی آلہ کے ذریعے دلچسپی بھی پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے خود اکتساب کی طرف مائل ہوتے ہیں جس سے ان کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے۔

6۔ تدریسی آلہ طلباء کو تعلیمی مسائل حل کرنے میں مدد کرتا ہے۔ تدریسی آلہ کے ذریعے طلباء اپنے تعلیمی مسائل کو بھی حل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ کسی بھی مضمون کو تدریسی آلہ کے ذریعے سمجھنا کافی سہل ہوتا ہے اس لیے طلباء کو جب کسی مضمون کو سمجھنے میں پریشانی ہوتی ہے تو وہ تدریسی آلہ کے ذریعے آسانی سے سمجھ لیتے ہیں۔

7۔ یہ طلباء کے پیدائشی رجحان کو مطمئن کرتا ہے۔ نفسیاتی طور پر دیکھا جائے تو بچوں کے اندر سامان یا آلہ سے کھیلنے کا رجحان ہوتا ہے۔ بچہ اشیاء کے ذریعے بہت شروعاتی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو تدریسی آلہ بچوں کے پیدائشی رجحان کو مطمئن کرتا ہے۔

8۔ تدریسی آلہ کی مدد سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔تدریسی آلہ کے ذریعے کمرہ جماعت میں درس وتدریس کرنے سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔تدریسی آلہ کے ذریعے کم وقت میں طلباء کومضمون کے پیچیدہ تصورات کوآسانی سے طلباء کوسمجھایا جاسکتا ہےاوراس طرح سے درس و تدریس کرنے سے بچوں کوسمجھنے میں بھی آسانی ہوتی ہےاوروہ جلدسیکھ اورسمجھ جاتے ہیں۔

9۔ تدریسی آلہ طلباء کے لئے ایک محرکہ کی حیثیت رکھتا ہےاور ساتھ ہی ساتھ ان کو چاق وچوبند بنا دیتا ہے۔معلم کے ساتھ ساتھ طلباء بھی تدریسی آلہ تیار کرتے ہیں اوراس کے ذریعے کمرہ جماعت میں علم حاصل کرتے ہیں۔تدریسی آلہ طلباء کو چاق وچوبند بنانے میں اہم کردارادا کرتا ہے۔

10۔ تدریسی آلہ بچوں کے اندر تجسس پیدا کر دیتا ہے،جس کی وجہ سے وہ مختلف مضامین کی ہییت کوجاننے کی کوشش کرتے ہیں۔چونکہ تدریسی آلہ بچوں کے اندر دلچسپی اور تجسس پیدا کرتا ہےاوروہ سیکھنے کی طرف مائل ہوتے ہیں جس کی وجہ سےان کےعلم کوفروغ ملتا ہے۔تدریسی آلہ چونکہ دلچسپی کا باعث ہےاس لیےطلباء مضامین کی ہییت کوجاننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جوان کےعلمی وذہنی فروغ کے لیےاہم ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) تدریسی آلات ایک معلم کے لیے کیوں مددگار ثابت ہوتے ہیں؟

(2) تدریسی آلہ اکتسابی عمل کوآسان اور پُرکشش بناتا ہے۔وضاحت کیجئے؟

2.7 تدریسی معاون اشیاء: سمعی، بصری، سمعی وبصری

2.7.1 درسی آلات کے اقسام

1) سمعی: ایسے آلات جنہیں سنا جاتا ہو جیسے۔ریڈیو،ٹیپ ریکارڈ روغیرہ

2) بصری: ایسے آلات جنہیں دیکھا جاتا ہے جیسے۔تصویر،گلوب اورنقشہ وغیرہ

3) سمعی وبصری: ایسے آلات جنہیں سننے کے ساتھ دیکھا بھی جاسکتا ہے جیسے۔ٹی۔وی،کمپیوٹر وغیرہ

ریڈیو،ٹیپ ریکارڈر،گراموفون،سی ڈیز سن کر سیکھنے میں مدد کرتی ہے۔یہ سمعی آلات ہیں۔بصری آلات جیسے چارٹ،ماڈل،گراف،تختہ سیاہ،فلم اسٹریپ،پروجیکٹر وغیرہ جن کو دیکھ کر اکتساب میں مدد لی جاتی ہے۔سمعی وبصری ایسے آلات ہیں جسے سننے کے ساتھ ساتھ دیکھا بھی جاسکے۔اسے سمعی وبصری آلات کہتے ہیں ٹیلی ویزن،سنیما اورڈرامہ وغیرہ۔اسے اکتسابی عمل کوفروغ دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ہم سنا ہوا بھول جاتے ہیں،پڑھا ہوا کم عرصہ تک ہی یادرہتا ہے لیکن اس عمل کے ذریعے اکتساب کیا گیا علم دیر تک محفوظ رہتا ہے۔

2.7.2 سمعی آلات

1) ریڈیو:

ریڈیوایک بہت ہی پرانا سننے والا آلہ ہے۔ریڈیو پر بہت سارے تعلیمی پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں جنہیں سنا کرطلباء کی تعلیمی صلاحیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔یہ نشر کافی صاف وسہل ہوتے ہیں اورنصابی جانکاریاں فراہم کراتے ہیں۔ریڈیو سننے سے سننے اورسمجھنے کی صلاحیت کا فروغ

ہوتا ہے۔

2) ٹیپ ریکارڈر:

اس کے ذریعے پروگرام یا تقریر کو ٹیپ کر کے رکھتے ہیں اور حسب ضرورت طلباء کو کمرہ جماعت میں سنایا جاتا ہے۔اس کے ذریعے غزلیں، نظمیں، مشاعروں اور تقریروں کو آسانی کے ساتھ ریکارڈ کر کے رکھا جا سکتا ہے اور ضرورت کے مطابق طلباء کو سنایا جا سکتا ہے اس سے تلفظ کی صحیح ادائیگی اور زبان و بیان کی درستگی میں کافی مدد ملتی ہے۔

2.7.3 بصری آلات

1) بلیک بورڈ: تختہ سیاہ کمرہ جماعت میں درس و تدریس کا ایک اہم آلہ ہے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کے بہت سے اسکولوں میں آج بھی تختہ سیاہ موجود نہیں ہیں۔تعلیمی کمیشن نے تختہ سیاہ کی اہمیت کو بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ "ہمارے بیشتر اسکولوں میں خاص کر بنیادی اسکولوں میں آج بھی تختہ سیاہ کی کمی ہے" جب کہ بنیادی اسکولوں میں تختہ سیاہ درس و تدریس میں کافی اہمیت رکھتا ہے۔تختہ سیاہ کے استعمال کے بغیر تعلیم دینا نہایت ہی مشکل کام ہے۔کمرہ جماعت میں معلم تختہ سیاہ پر لکھ کر، تصویر بنا کر طلباء کو سمجھاتے ہیں جو طلبہ کو سمجھنے میں کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

2) چارٹ پیپر: زبان کے مطالعہ میں چارٹ پیپر کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔اکثر و بیشتر چارٹ پیپر میں بڑی شخصیت کی تصویر جگہ اور چیزوں کے تصویریں بنائی جاتی ہیں۔چارٹ پیپر کے ذریعے مضمون کے مختلف نکات کو بھی درج کر کے کمرہ جماعت میں درس و تدریس کا کام انجام دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ چارٹ پیپر میں ٹیبل، تاریخ وارانہ تفصیل وغیرہ بھی درج کئے جاتے ہیں۔

3) حقیقی اشیاء: درس و تدریس کے درمیان حقیقی اشیاء کو بھی تدریسی آلہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔جو کافی اثر دار اور کم خرچ والا ہوتا ہے۔حقیقی اشیاء میں قلم، کتاب، ٹیبل یا دیگر اور بھی حقیقی اشیاء کا مظاہرہ درس و تدریس کے درمیان معلم کرتا ہے۔حقیقی اشیاء کے ذریعے درس و تدریس کرنے سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ طلبہ حقیقی اشیاء کے ذریعے حقیقی علم حاصل کر لیتے ہیں اور سامان محفوظ بھی رہتا ہے جسے دوبارہ استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

4) نمونے: زبان کی درس و تدریس میں ماڈل کی اہمیت بہت زیادہ نہیں ہے لیکن زبان کی درس و تدریس میں اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔جب معلم کو حقیقی اشیاء مہیا نہیں ہو پاتی یا حقیقی اشیاء کا کمرہ جماعت میں مظاہرہ کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے تب معلم اس کے نمونے کو درس و تدریس کے درمیان استعمال میں لاتا ہے۔نمونہ حقیقی اشیاء کی چھوٹی شکل ہوتی ہے۔نمونے بازار میں بنے بنائے بھی ملتے ہیں اور معلم و طلباء بھی نمونے بناتے ہیں خود سے بنائے گئے نمونے کو درس و تدریس کے درمیان زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔نمونہ کے استعمال میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کا استعمال سہل و آسان ہو اور طلباء کے علم میں اضافہ کرنے والا ہو۔زبان کی تدریس میں تہذیب و ثقافت، تاریخی چیزوں کے ماڈل وغیرہ کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

5) نقشے: نقشہ کلینڈر کی طرح دکھنے والی ایک اشیاء ہے۔نقشے کا اکثر استعمال سماجی علوم کے مضمون میں کیا جاتا ہے۔زبان و ادب میں اس کا استعمال بہت ہی کم ہے۔زبان و ادب میں نقشے کے ذریعے اردو زبان و ادب کے دائرہ کار کو سمجھ سکتے ہیں اور اس کے فروغ و ترقی کی تاریخ اور جغرافیائی حالات کو سمجھ سکتے ہیں۔

6) **پوسٹر:** پوسٹر ایک چارٹ کی طرح کاغذ یا کورٹ پر بنائی گئی اشیاء ہے اس کا استعمال اشاعت کے لیے کیا جاتا ہے۔ پوسٹر میں اشیاء، مقام، حادثوں سے متعلق تصویریں، اشخاص کی تصویریں بنا کر دیکھائی جاتی ہیں۔ درس و تدرس میں پوسٹر کی کافی اہمیت ہے کیونکہ یہ بہت آسانی سے تیار کیا جا سکتا ہے۔ اور اسے کمرہ جماعت میں مظاہرہ کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ اس کے بنانے میں خرچ بھی بہت کم آتا ہے۔ پوسٹر میں ہم مصنف کی تصاویر، شاعروں کی تصاویر وغیرہ آسانی سے بنا سکتے ہیں۔

7) **گلوب:** یوں تو گلوب کا استعمال جغرافیہ اور تاریخ پڑھانے میں زیادہ کیا جاتا ہے۔ ادب میں اس تدریسی آلہ کا رول زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ اس لیے اس کا استعمال زبان وادب کی تدریس میں بہت ہی کم دیکھنے کو ملتا ہے۔

8) **رولر بورڈ:** رولر بورڈ کا استعمال زبان وادب پڑھانے میں آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ اس کا استعمال کمرہ جماعت میں معلم آسانی کے ساتھ کرتا ہے رولر بورڈ میں معلم تصاویر، اشعار، الفاظ و معنی وغیرہ درج کر کمرہ جماعت میں مظاہرہ کر سکتا ہے۔ چونکہ اس پر لکھے ہوئے الفاظ یا تصاویر کو مٹا کر دوبارہ سے ہم استعمال کر سکتے ہیں اس لیے یہ کافی کفایتی ہوتا ہے۔

2.7.4 سمعی وبصری آلات

1) **ٹیلی ویژن:** ٹیلی ویژن ایک تکنیکی آلہ ہے۔ اس کا استعمال زبان وادب کی تعلیم میں کافی اہمیت کا حامل ہے۔ چونکہ زبان وادب میں طلباء کو زبان پڑھنا اور بولنا سکھایا جاتا ہے۔ ٹیلی ویژن کے ذریعے تلفظ کی آدائیگی، لہجے کا اتار چڑھاؤ آسانی سے سیکھایا جا سکتا ہے۔ ٹیلی ویژن پر زبان و ادب سے متعلق پروگرام بھی نشر ہوتے رہتے ہیں جو زبان وادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور طلباء کے لیے بھی کافی مفید ہوتے ہیں۔ اسکولوں میں ٹیلی ویژن پر ادبی فلمیں، تقریریں وغیرہ دکھا کر بچوں کو زبان وادب سکھایا جاتا ہے۔ ٹیلی ویژن ایسا آلہ ہے جس میں بچے دیکھ کر اور سن کر دونوں طریقے سے سیکھتے ہیں۔ اس لیے طلباء کو کمرہ جماعت میں معلم کے ذریعے پڑھائے گئے مضمون کو آسانی سے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

2) **ویڈیو:** زبان وادب کی درس و تدریس میں ویڈیو کا اہم رول ہے۔ اس کے ذریعے طلبہ کو زبان سے متعلق ویڈیو دکھا کر ان کو بولنا سیکھایا جاتا ہے۔ صحیح تلفظ کی ادائیگی کے ساتھ بولنے کی مہارت حاصل کرنے میں ویڈیو بہت ہی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ ویڈیو کے ذریعے طلبہ کی شخصیت کے فروغ کا بھی کام لیا جاتا ہے۔ مختلف طرح کی ادبی فلمیں اور ڈاکومینٹری فلمیں ویڈیو پر دکھا کر طلبہ کے علم میں اضافہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ویڈیو ایک بہترین تدریسی آلہ ہے۔ یہ کمرہ جماعت میں طلبہ کی نادر دلچسپی کا باعث بنتا ہے۔ نفسیاتی طور پر بچے ویڈیو دیکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں اس لیے اس کے ذریعے ہم زبان وادب کی تدریس بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔

3) **فلم:** فلم دلچسپی اور تفریح کا بہترین آلہ ہے۔ نفسیاتی طور پر طلبہ کو فلم دیکھنے میں دلچسپی ہوتی ہے۔ فلم کو بھی کمرہ جماعت میں تدریسی آلہ کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ زبان وادب میں فلم ایک بہترین آلہ ہے۔ اس میں مختلف طرح کی ادبی فلمیں، ڈاکومنٹری فلمیں، ادبی تقریریں وغیرہ دکھا کر بچوں کو زبان وادب سیکھایا جاتا ہے۔ فلم کے ذریعے طلباء کی شخصیت کو بھی فروغ ملتا ہے۔ حقیقی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو فلم کے ذریعے آسانی سے سیکھایا جا سکتا ہے۔ فلم آج کے دور کی بے حد اہم تکنیک ہے۔ زبان وادب کی تدریس میں معلم کو فلم کا استعمال موقع اور سبق کی مناسبت سے کرنا چاہیے۔

4) **کمپیوٹر:** کمپیوٹر جدید دور کی اہم ایجاد ہے۔ اس کے ذریعے زندگی میں بہت سے بدلاؤ دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعے ہم لکھنا،

پڑھنا اور بولنا آسانی سے سیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ کمپیوٹر لکھنے پڑھنے کے علاوہ ٹیلی ویژن کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔آج کے انٹرنیٹ دور میں کمپیوٹر سیکھنے کا اہم آلہ ہے۔زبان وادب سے متعلق مختلف جانکاریاں آسانی سے انٹرنیٹ کے ذریعے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ جیسے اردو کی ابتدا، نشوونما اور اردو کے مختلف شاعروں و مصنفوں کے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہے۔کمپیوٹر پڑھنے لکھنے کے علاوہ تحقیق کرنے، امتحان لینے اور خود کی جانچ کرنے میں بھی کافی مدد کرتا ہے۔موجودہ دور میں کمپیوٹر کا دائرہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ اس کے استعمال کے بغیر روزمرہ کی زندگی میں خاص کر تعلیمی میدان میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔تعلیم کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔اس لیے معلم کو اچھی طرح سے کمپیوٹر کی جانکاری ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اس کا استعمال کمرہ جماعت میں بہترین اور موثر طریقے سے کر سکے اور اپنے طلبہ کو بھی اس کا علم دے سکے۔

5) **پروجیکٹر:** پروجیکٹر کمرہ جماعت میں درس و تدریس کے دوران استعمال کئے جانے والا ایک جدید آلہ ہے۔اس کے استعمال سے کمرہ جماعت میں درس و تدریس کافی دلچسپ اور موثر ہو جاتی ہے۔ پروجیکٹر کے ذریعے کمرہ جماعت میں تدریس کرنے سے بچوں کو سبق کے اہم نکات کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ پروجیکٹر میں اہم نکات کو پردے پر دکھایا جاتا ہے جسے بچے آسانی سے دیکھتے رہتے ہیں۔اس سے ان کا ذہن ان نکات پر دیر تک قائم رہتا ہے جس سے ان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔اس لیے معلم کو بھی پروجیکٹر کا علم ہونا ضروری ہے۔آج کے جدید تکنیکی دور میں درس و تدریس کے لیے اس کا استعمال کافی اہمیت رکھتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) معلم اُردو ریڈیو کو کیوں ایک درسی آلہ کے طور پر استعمال کر سکتا ہے؟

2.8 کمرہ جماعت میں تدریسی معاون اشیاء کا موثر استعمال

تدریسی معاون اشیاء کے استعمال سے کمرہ جماعت میں موضوع کو سمجھنے اور سمجھانے میں کافی مدد ملتی ہے۔معلم کو اس کا استعمال سبق کی ضرورت اور مناسبت سے کرنا چاہیے۔ساتھ ہی جتنی دیر ضرورت ہو اتنا ہی استعمال کرنا چاہیے۔امدادی اشیاء ایسی ہونی چاہیے جو تعلیمی لحاظ سے مفید اور طلباء کے سیکھنے میں مدد دے ورنہ چند چیزوں کے مظاہرے سے کوئی فائدہ طلباء کو نہیں ہوتا ہے۔امدادی اشیاء خوبصورت، صاف اور موزوں ہونا چاہیے۔درسی آلات طلباء کی عمر، درجہ اور ذہنی سطح کے مطابق ہی استعمال کرنا چاہیے۔ایک ہی موضوع یا سبق میں بہت سی تدریسی اشیاء کے استعمال سے گریز کرنا چاہیے۔اس سے طلباء کو سمجھنے میں پریشانیاں آ سکتی ہیں۔ جہاں تک ہو سکے تدریسی امدادی اشیاء معلم کو خود سے بنا کر پیش کرنا چاہیے۔ تدریسی اشیاء بناتے وقت اس بات کا ضرور خیال رکھا جانا چاہیئے کہ اس کو بنانے میں کم سے کم خرچ ہو۔معلم کو کمرہ جمات میں استعمال کئے جانے والی تدریسی اشیاء میں اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ تدریسی اشیاء میں درج نقطے یا تصاویر صاف صاف ہونی چاہیے تاکہ کمرہ جمات میں آخری سطر میں بیٹھے طلباء کو بھی صاف صاف دکھائی دے۔تدریسی اشیاء کو دیکھنے میں کسی بھی طالب علم کو کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔

یوں تو ادب یا دیگر مضامین میں تدریسی امدادی اشیاء کے استعمال کی کافی گنجائش ہوتی ہے اور یہ آسانی سے مل بھی جاتی ہیں مگر ادب میں خاص کر اردو ادب میں دیگر مضامین کے مقابلے بہت کم تدریسی اشیاء موجود ہوتی ہیں۔ پھر بھی تھوڑی بہت کوشش سے بنیادی تدریسی امدادی اشیاء کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔تدریسی امدادی اشیاء کے استعمال سے زبان کی مختلف مہارتوں کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔اس کے استعمال سے طلباء میں ادبی

ذوق بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔تدریسی اشیاء کا استعمال کمرہ جماعت میں نظم وضبط کو قائم رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) تدریسی معاون اشیاء کے موثر استعمال کی اہمیت بتایئے؟

2.9 یادرکھنے کے نکات

☆ درسی کتاب مواد مضمون کا ایک معیاری مجموعہ ہے جو کہ ایک مخصوص مرحلہ (Stage) کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

☆ کسی بھی تعلیمی نظام میں درسی کتابیں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔

☆ بیکن کے مطابق: درسی کتاب کو کمرہ جماعت میں استعمال کرنے والی کتاب کی حیثیت سے تیات کیا جاتا ہے۔

☆ درسی کتاب معلم اور طلبہ دونوں کی رہنمائی کرتی ہے۔

☆ درسی کتاب میں دوطرح کی خوبیاں (ظاہری خوبی اور باطنی خوبی) پائی جاتی ہیں۔

☆ ظاہری خوبی کا تعلق کتاب کی طبعی خصوصیات جیسے کاغذ، جلداور چھپائی وغیرہ سے ہوتا ہے۔

☆ باطنی خوبی کا تعلق مواد مضمون یا مواد متن سے ہوتا ہے۔

☆ درسی کتاب تیار کرتے وقت بچوں کی دلچسپی اوران کی ذہنی صلاحیت کا خاص خیال رکھا جانا چاہیے۔

☆ معیاری درسی کتاب تمام طرح کی غلطیوں سے پاک ہونا چاہیے۔

☆ تدریسی معیار کے فروغ کے لیے ہر اسکول کو تدریسی امدادی اشیاء کو فراہم کرنا ضروری ہے۔یہ ملک میں تعلیمی انقلاب کا باعث ہے۔

☆ تدریسی معاون اشیاء کے استعمال سے کمرہ جماعت میں موضوع کو سمجھنے اور سمجھانے میں کافی مدد ملتی ہے۔

☆ معلم کو تدریسی معاون اشیاء کا استعمال سبق کی ضرورت اور مناسبت سے کرنا چاہیے۔

☆ سمعی آلات ایسے آلات جنہیں صرف سنا جاتا ہو جیسے۔ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر وغیرہ

☆ بصری آلات ایسے آلات ہوتے ہیں جنہیں صرف دیکھا جاتا ہے جیسے۔تصویر، گلوب اور نقشہ وغیرہ

☆ سمعی وبصری آلات ایسے آلات ہوتے ہیں جنہیں سننے کے ساتھ دیکھا بھی جا سکتا ہے جیسے۔ٹی۔وی، کمپیوٹر وغیرہ

2.10 فرہنگ

درسی کتاب	:	کمرہ جماعت میں نصاب کے متعلق درس وتدریس کے درمیان استعمال کی جانے والی کتاب
اکتساب	:	حاصل کرنا
منظّم	:	موزوں کلام، انتظام کے ساتھ ہو (Systematic)
مخصوص	:	خاص کی جمع

سمت	:	جانب،طرف،رخ
سطور	:	سطر کی جمع
تفویض	:	سپردگی،حوالگی،تحویل
مشق	:	بار بار کوئی کام کرنا
متعلم	:	تعلیم حاصل کرنے والا،طالب علم
افراد	:	فرد کی جمع
ظاہری	:	دکھائی دینے والا،کھلا ہوا
باطنی	:	اندرونی
نتائج	:	نتیجہ کی جمع
سہ	:	تین
متغیر	:	بدلنے والا،تبدیل ہونے والا
عمدہ	:	بہتر
طباعت	:	پرنٹنگ،چھپائی

2.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ درسی کتاب کو کمرہ جماعت میں استعمال کرنے والی کتاب کی حیثیت سے تیار کیا جاتا ہے۔یہ کس کا قول ہے؟

(a) لینگ　(b) بیکن

(c) جارج برناڈ شا　(d) گاندھی جی

2۔ درسی معاون اشیاء کا استعمال کس لیے جاتا ہے؟

(a) تدریس کو موثر بنانے کے لیے　(b) طلبہ کو لبھانے کے لیے

(c) کمرہ جماعت کو سجانے کے لیے　(d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ تعلیم ایک ۔۔۔۔۔عمل ہے۔

(a) دورخی　(b) سہ رخی

(c) غیررخی　(d) ان میں سے کوئی نہیں

4۔ معاری درسی کتاب کی خصوصیات ہیں۔

(a) عمدہ کاغذ　(b) غلطیوں سے پاک

(c) طلبہ کی ذہنی صلاحیت اور دلچسپی کے مطابق (d) یہ سبھی

5۔ کتاب کی ظاہری خصوصیات میں شامل ہے۔

(a) جلد (b) کاغذ کا معیار

(c) سائز (d) یہ سبھی

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ درسی کتاب کی تعریف اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

2۔ درسی کتاب طلبہ کے لیے کیوں ضروری ہے مختصراً بیان کریں۔

3۔ درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ لیتے وقت کن باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے مختصر نوٹ لکھئے۔

4۔ سمعی آلات کسے کہتے ہیں؟ آپ کمرہ جماعت میں ان کا استعمال کیسے کریں گے۔

5۔ سمعی وبصری آلات کی تعریف بیان کرتے ہوئے مثالیں پیش کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔درسی کتاب کے مفہوم واہمیت کو بیان کریں؟

2۔درسی کتاب کی خصوصیات کو تفصیل سے لکھیں؟

3۔تدریسی آلہ کسے کہتے ہیں؟ تدریسی آلہ کی اقسام کو لکھیں۔

4۔ایک معلم کے طور پر کمرہ جماعت میں تدریسی آلہ کا استعمال آپ کس طرح کریں گے؟ تفصیل سے لکھیں۔

5۔درس وتدریس میں تدریسی آلہ کی اہمیت کو بتائیں؟

2.12 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

1) ڈاکٹر ریاض احمد۔اردو تدریس، جدید طریقے اور تقاضے۔مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔(2003)

2) زبیدہ حبیب۔ تدریس اردو۔ادبستان پبلی کیشن، دہلی۔(2012)

3) عمیر منظر۔اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقۂ کار۔شپرا پبلی کیشن (2009)

4) معین الدین۔اردو زبان کی تدریس۔قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان۔نئی دہلی (1983)

5) پروفیسر انعام اللہ خاں شروانی۔تدریس زبان اردو۔آفسٹ آرٹ پرنٹرس۔کلکتہ (1989)

اکائی 3۔ نصاب اور ہم نصابی سرگرمیاں

اکائی کے اجزا

3.1 تمہید

3.2 مقاصد

3.3 نصاب کا مفہوم

3.4 نصاب کے اجزاء

3.5 نصاب کا تعین کرنے والے عوامل

3.6 اردو نصاب کی تدوین کے اصول

3.7 ہم نصابی سرگرمیاں: مفہوم، ضرورت اور اہمیت

3.8 ہم نصابی سرگرمیوں کے مختلف اقسام

3.9 اردو زبان کے فروغ میں معاون ہم نصابی سرگرمیاں

3.10 یاد رکھنے کے نکات

3.11 فرہنگ

3.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

3.13 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

3.1 تمہید

تعلیمی عمل میں تین اجزاء خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ مقصد کا تعین، نصاب اور طریقۂ تدریس۔ مقاصد تعلیم کا تعین ملک، سماج اور افراد کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے نصاب کی تدوین کی جاتی ہے۔ کیوں کہ یہ مقاصد کے حصول کا اہم ذریعہ ہے۔

نصاب ایک ایسا وسیلہ ہے۔ جس کی بنیاد پر استاد اور شاگرد دونوں کو اپنے راستے کی سمت کا علم ہوتا ہے۔ استاد یہ جانتا ہے کہ اسے کیا پڑھانا ہے اور طلبا کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کیا پڑھنا ہے۔ اس لیے ہر سطح کی تعلیم کے لیے ایک عمدہ نصاب کی ضرورت ہوتی ہے۔ عمدہ نصاب کا دارومدار اس بات پر منحصر کرتا ہے کہ نصاب کی تدوین کے وقت ہم نے تعلیم کے مقاصد کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے تعلیم کی مختلف سطحوں پر مقاصد الگ الگ ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ طلباء کی ذہنی صلاحیت، دلچسپیاں، معلومات کی سطح، رجحانات اور ضروریات وغیرہ مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے تدوین نصاب کے وقت ان تمام امور کو ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ جس کی مدد سے مناسب وموزوں نصاب کی تدوین کی جا سکے۔

شخصیت کی ہمہ جہت نشوونما کے لیے کمرۂ جماعت کے اندر اور کمرۂ جماعت کے باہر دونوں قسم کی سرگرمیوں کا ہونا لازمی ہے۔ کمرۂ جماعت کے اندر ہونے والی سرگرمیوں کو نصابی سرگرمی کہتے ہیں۔ جس کی مدد سے ہم طلباء کی ذہنی نشوونما کو فروغ دیتے ہیں۔ کمرۂ جماعت کے باہر اسکولی احاطے میں ہونے والی دوسری سرگرمیوں کو جن میں کھیل کود، ادبی وثقافتی پروگرام وغیرہ شامل ہیں، ہم انہیں ہم نصابی سرگرمیاں کہتے ہیں۔ ان تمام سرگرمیوں سے طلباء کی مجموعی شخصیت کو مزید نکھار اور پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔

اس اکائی میں ہم آپ کو نصاب کا مفہوم، نصاب کے اجزاء، نصاب کا تعین کرنے والے عوامل، اردو نصاب کی تدوین کے اصول ہم نصابی سرگرمیوں کی ضرورت واہمیت ، ہم نصابی سرگرمیوں کے مختلف اقسام اور اردو زبان کے فروغ میں معاون ہم نصابی سرگرمیوں سے متعارف کرائیں گے۔

3.2 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

☆ نصاب اور ہم نصابی سرگرمیوں کا مفہوم وتعریف بیان کر سکیں۔
☆ نصاب اور ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت وافادیت کو سمجھا سکیں۔
☆ نصاب کے بنیادی اجزاء کو واضح کر سکیں۔
☆ نصاب کو تعین کرنے والے عوامل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
☆ اردو نصاب کی تدوین کے اصول سے روشناس ہو سکیں۔
☆ ہم نصابی سرگرمیوں کی مختلف اقسام کی معلومات حاصل کر سکیں۔
☆ اردو زبان کے فروغ میں معاون ہم نصابی سرگرمیوں سے واقف ہو سکیں۔

3.3 نصاب کا مفہوم

لفظ نصاب کوانگریزی میں Curriculum کہتے ہیں جو کہ لاطینی زبان Currere سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ ہیں ''عمل کا راستہ'' زمانۂ قدیم میں گھوڑوں کی دوڑ کا مقابلہ منعقد کیا جاتا تھا اور جس راستے سے گزرتے ہوئے گھوڑے اپنی منزل تک پہنچتے تھے اس کو Race Course کہا جاتا تھا۔ اس اعتبار سے کسی منزل یا ہدف کو حاصل کرنے کے لیے جو عمل کیا جاتا ہے وہ نصاب ہے۔

اگر اس تصور کا ہم تعلیم میں اطلاق کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمی مقاصد کے حصول میں کی جانے والی کوشش یا سرگرمی کا نام ہی نصاب ہے یا نصاب ہی کے ذریعے ہم تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرتے ہیں جو کہ مختلف سرگرمیوں پر منحصر ہوتی ہے۔ ابتدائی زمانے میں فقط اسکول یا کمرۂ جماعت میں جو مضامین طلبہ کو پڑھائے جاتے تھے وہی نصاب کہلاتے تھے اور اس کا مقصد طلبہ کی ذہنی نشو ونما تھا۔ یہ نصاب کا محدود تصور تھا جس کے مطابق نصاب سے مراد یہ چند افعال ہوتے تھے۔

☆ اسکولوں میں پڑھائے جانے والے مختلف مضامین۔

☆ اسکول کا تحریری کام و دیگر مطالعاتی مواد۔

☆ کمرۂ جماعت میں فراہم کیا جانے والا تدریسی تجربہ۔

وقت کے ساتھ نصاب کے مفہوم میں وسعت آتی گئی اور اس کے اندر وہ تمام سرگرمیاں شامل ہوگئیں جو کمرۂ جماعت کے اندر اور باہر منعقد ہوتی تھیں اور طلبہ کی ہمہ جہت نشو ونما یعنی کہ ذہنی، جسمانی، جذباتی، اخلاقی اور روحانی وغیرہ میں معاون و مددگار ہوتی تھیں۔ غرض نصاب صرف اسکول میں معلومات دینے کا تدریسی عمل نہیں بلکہ مختلف کاموں اور تجربات کے ذریعے جو کچھ اسکول کے اندر اور باہر بچّے کو سکھایا جاتا ہے اپنے ساتھیوں، بزرگوں اور سماج کے دیگر افراد کے ساتھ اس کا برتاؤ اور ماحول و واقعات کو سمجھنا یہ سب کچھ نصاب کا ایک حصّہ ہے۔

نصاب کی تعریف:

مختلف ماہرین نے اپنے اپنے طور پر نصاب کی تعریف پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن میں کچھ اہم تعریفیں یہاں پیش کی جارہی ہیں:

البرٹی کے مطابق "نصاب ان تمام سرگرمیوں کا نام ہے جو طلبہ کے لیے اسکول فراہم کرتا ہے"۔

ریگن کے مطابق "نصاب بچّوں کے تجربات سے عبارت ہے اور یہ ایک ایسا تحریری تعلیمی منصوبہ ہے جو اسکول کے بچّوں کے لیے مرتّب کیا گیا ہو"۔

کننگھم کے مطابق "نصاب ایک فنکار یعنی معلّم کے ہاتھ میں ایک آلہ ہے جس کے ذریعے وہ اپنی شئی (طالب علم) کو اپنے مقصد کے تحت ڈھال سکتا ہے"۔

ثانوی تعلیمی کمیشن (54-1952) "نصاب سے مراد محض علمی مضامین ہی نہیں جو کہ روایتی طریقوں پر مدرسوں میں پڑھائے جاتے ہیں بلکہ اسکول کے مختلف مشاغل جو کمرۂ جماعت، لائبریری، لیباریٹری، ورکشاپ، کھیل کے میدان نیز اساتذہ اور طلبہ کے درمیان پیش آنے والی غیر رسمی گفتگو کے نتیجے میں حاصل ہونے والے تجربات ہیں"۔

مذکورہ بالا تعریفوں سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ اسکول کے ذریعے اسکول کے اندر اور باہر کی جانے والی سرگرمیوں کے ذریعے بچوں

کے کردار و عمل میں مناسب و متوقع تبدیلیاں پیدا کرنے کی مجموعی کوششوں کا نام نصاب ہے جو طالب علم کی زندگی پر اثر ڈالتی ہیں اور اس کی متوازن شخصیت کی نشوونما میں معاون ہوتی ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) نصاب کی کوئی دو تعریفوں کی روشنی میں نصاب کے مفہوم کو واضح کیجیے؟

3.4 نصاب کے اجزا

نصاب کے بنیادی اجزاء درج ذیل ہیں:

1۔مقاصد 2۔مضامین

3۔تعلیمی تجربات 4۔جانچ

مقاصد: نصاب کے بنیادی اجزاء میں مقصد کو مرکزیت حاصل ہے۔اس میں طلبہ کی عمر، دلچسپی اور رجحانات کو سامنے رکھ کر مخصوص مقاصد کے تحت نصاب کی تشکیل دی جاتی ہے۔ یہ مقاصد طلبہ کی ذہنی، جسمانی، تعلیمی سطح کی مناسبت سے پورے کئے جاتے ہیں۔ چوں کہ مختلف سطح پر تعلیمی مقاصد ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں اس لیے ان کا نصاب بھی مختلف ہونا چاہیئے جو اس سطح کے طلبہ اور سماج کی ضروریات کے عین مطابق ہو۔

مضامین: مقاصد کے تعین کے بعد اس کی تکمیل کے لیے مختلف مضامین کا انتخاب کیا جاتا ہے۔مضامین ایسے ہونے چاہیئے جن سے طلبہ کی شخصیت کی ہمہ جہت نشوونما ہو سکے۔مضامین کا انتخاب کرتے وقت طلبہ کی ضروریات، دلچسپیوں کے ساتھ ساتھ سماجی ضروریات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

تعلیمی تجربات: مضامین کے انتخاب کے بعد نصاب کے اجزاء میں تعلیمی تجربات ایک اہم جز ہے۔اس میں معلم کی تدریسی اور طلبہ کی اکتسابی سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔طلبہ کو کیا اور کس طرح پڑھانا ہے۔ یہ مضامین کا انتخاب کرتے وقت ہی کرلیا جاتا ہے۔ کیوں کہ مختلف مضامین پڑھانے کے طریقۂ کار بھی مختلف ہوتے ہیں۔اس لیے تدریس کے دوران مضامین کی نوعیت اور بچوں کی دلچسپی، عمر اور تعلیمی سطح کا خیال رکھا جاتا ہے۔معلم کو چاہیے کہ طلبہ میں صحت مند تبدیلیاں اور صلاحیتیں پیدا کرنے کے لیے ان کی نفسیات کے مطابق تعلیمی تجربات کا انتخاب کریں۔

جانچ: نصاب کے مقاصد کی تکمیل میں معلم اور طلبہ نے کس حد تک کامیابی حاصل کی ہے اس کا اندازہ جانچ سے کیا جاتا ہے۔ جانچ ہمیشہ جاری رہنے والا عمل ہے جس کو قدر پیائش بھی کہا جاتا ہے۔اس کے ذریعے مقاصدِ مضامین، تعلیمی تجربات، درسی کتب، اکتسابی و تدریسی وسائل اور طلبہ کی کامیابی کی جانچ کی جاتی ہے۔اس عمل سے درس و تدریس کے مثبت اور منفی پہلو اجاگر ہوجاتے ہیں جو مستقبل میں معلم کو اصلاح کے لیے درکار ہوتا ہے۔جانچ کے لیے مختلف آلات اور تکنیک استعمال کئے جاتے ہیں جن میں طویل جوابی سوالات، مختصر جوابی سوالات اور معروضی سوالات اہم ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) نصاب کے بنیادی اجزاء کے بارے میں لکھیئے؟

3.5 نصاب کاتعین کرنے والے عوامل

(1) **سیاسی عوامل:** کسی بھی ملک کے نصاب کوتعین کرنے میں اس ملک کی سیاست کا بہت ہی اہم رول ہوتا ہے۔ ہر سیاسی پارٹی کے اپنے اپنے اصول ہوتے ہیں۔ جو سیاسی پارٹی اقتدار میں ہوتی ہے، اس ملک کا تعلیمی نظام بھی اس کے سیاسی اصولوں سے متاثر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی ملک میں شاہی حکومت ہے تو اس ملک کا تعلیمی نظام بھی شاہانہ احکام کے مرتب کردہ اصول وضوابط کے مطابق ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی ملک میں جمہوریت ہے تو اس ملک کے تعلیمی نظام پر جمہوریت کے آثار نمایاں ہوں گے۔ چوں کہ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے۔ اس لیے اس ملک کا تعلیمی نظام بھی جمہوریت کے اصولوں کے مطابق ہے۔ جہاں پر انصاف، مساوات، آزادی اور بھائی چارگی کی خوشبو اس کے نصاب سے محسوس کی جاسکتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح جہاں پر سوشیلزم سیاسی اقتدار کا طریقۂ کار ہے وہاں کے تعلیمی نظام اور نصاب میں ملک وقوم کی فلاح و بہبود کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ بہر حال کسی بھی ملک کے تعلیمی نظام ونصاب کو متاثر کرنے میں اس ملک کی سیاست اہم کردار ادا کرتی ہے اور تعلیمی نظام کے متاثر ہونے کی صورت میں حصولِ تعلیم کے مقاصد میں تبدیلی آجاتی ہے اور ان مقاصد کی تکمیل کے لیے نصاب کو اس سے ہم آہنگ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(2) **سماجی عوامل:** جب انسانوں کا گروہ ایک ساتھ رہتا ہے، ان کے مقاصد، زندگی کے طور طریقے، سوچنے سمجھنے کا انداز گرچہ کہ مختلف چیزیں یکساں ہوتی ہیں اور تمام لوگ ایک ساتھ مل جل کر رہتے ہیں اسی اجتماعیت کو ہم سماج کا نام دیتے ہیں۔ دورِ قدیم سے ہی انسانوں نے اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے ایک سماج کی تشکیل کی جو کہ ان کی ضروریات کو مختلف طریقوں سے پورا کرے۔ ہم بخوبی واقف ہیں کہ ہمارے سماج میں وقت اور حالات کے مطابق مختلف قسم کی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ انسانوں کے سوچنے اور سمجھنے کا انداز تبدیل ہوتا رہتا ہے، تقاضے بدلتے رہتے ہیں، ضروریات بدلتی رہتی ہیں، کام کرنے کے طور طریقے بدلتے رہتے ہیں۔ چوں کہ بطور مجموعی سماج تغیر پذیر ہے اس لیے ہمارے تعلیمی نظام اور نصاب پر بھی سماجی تبدیلی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ اور اس سماج میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ نصاب میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ سماج نصاب کوتعین کرنے میں ایک اہم رول ادا کرتا ہے۔

(3) **مذہبی عوامل:** نصاب کو متاثر کرنے میں مذہب کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے ہندوستان ایک کثیر المذاہب ملک ہے جہاں مختلف مذاہب کے لوگ مل جل کر ایک ساتھ رہتے ہیں۔ ہر مذہب کے اپنے عقائد واصول ہوتے ہیں اور اس مذہب کو ماننے والا اپنے مذہب کے عقائد واصول کے مطابق زندگی گزر بسر کرتا ہے۔ جو لوگ مذہب کو مضبوطی کے ساتھ اپنی زندگی کا حصہ بناتے ہیں ان کی پوری زندگی اپنے مذہب کے بتائے ہوئے طور طریقوں پر چلتی ہے۔ چوں کہ ہمیں معلوم ہے کہ مذہب ایک ضابطۂ حیات فراہم کرتا ہے اور یہ ضابطہ اس کے تعلیمی نظام اور نصاب پر واضح طور پر نقش ہوتا ہے۔ اس لیے ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ نصاب کوتعین کرنے میں مذہبی افکار ونظریات ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(4) **جغرافیائی عوامل:** ہمیں معلوم ہے کہ جغرافیائی طور پر ہمارے ملک ہندوستان میں بہت ہی زیادہ تنوع پایا جاتا ہے۔ اور یہ جغرافیائی تنوع تعلیمی نظام اور نصاب کو متاثر کرنے میں کارفرما ہوتا ہے۔ ہر علاقے کے جغرافیائی حالات مختلف ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایک ہی نصاب ہر علاقے میں یکساں طور پر مفید ثابت نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جغرافیائی حالات بھی نصاب کو اپنے مطابق تعین کرنے کا تقاضا کرتے

ہیں۔مثال کے طور پر جو خطے زراعت پر مبنی ہیں وہاں کے نصاب میں زراعت سے متعلق مواد شامل ہوتا ہے۔اور جو علاقے صنعت وحرفت پر محیط ہیں اس علاقے میں صنعت وحرفت پر مشتمل نصاب کو فوقیت دی جاتی ہے۔اسی طرح سے جن خطوں میں سائنس وٹیکنالوجی کا زیادہ استعمال ہے وہاں پر سائنس وٹیکنالوجی کے نصاب کی زیادہ اہمیت ہے۔ان تمام باتوں سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی ملک کے جغرافیائی حالات یا خطے اس ملک یا خطے کے نصاب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

(5) **تہذیب وثقافت:** ہر ملک وقوم، ہر مذہب وملت کا اپنا طور طریقہ ہوتا ہے۔ یہ طور طریقہ ان کے مخصوص تہذیب وتمدن،عقائد ونظریات وروایات،لباس،رسم ورواج،کھان پان اور ان کے طرز زندگی سے وابستہ ہوتا ہے۔ان تمام چیزوں کو ہی ہم تہذیب وثقافت کا نام دیتے ہیں ۔ہمیں معلوم ہے کہ ہندوستان میں مختلف مذاہب،رنگ ونسل کے لوگ رہتے اور بستے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں کو بھی بولتے ہیں۔ ہر مذہب کے ماننے والوں کے اپنے تہذیب وتمدن،لباس اور طور طریقے مختلف ہوتے ہیں۔اسی طرح شمال وجنوب اور مشرق ومغرب میں بھی رہنے والے لوگوں کی تہذیب وثقافت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ان تمام قسم کی تفریق کا اثر ہمارے تعلیمی نظام اور نصاب پر بھی واضح طور پر نمایاں ہوتا ہے۔

(6) **سائنس وٹیکنالوجی:** دور حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت سے ہر کس وناکس واقف ہے۔سائنس وٹیکنالوجی نے انسانی زندگی کے ہر شعبۂ حیات کو متاثر کیا ہے۔درس وتدریس سے لے کر صنعت وحرفت تک سائنس وٹیکنالوجی کی مرہون منت ہے۔سائنسی ترقی نے انسانوں کے سوچنے اور سمجھنے کے انداز کو،کام کرنے کے طور طریقے کو متاثر کیا ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ دور سائنس کا دور ہے،تو بے جا نہ ہوگا۔دوران تدریس اساتذہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی مدد سے تدریسی فرائض انجام دیتے ہیں جو کہ طلباء کو مواد مضمون کو سمجھنے کا باعث بنتا ہے۔ساتھ ہی ساتھ طلباء بھی سائنس وٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے اپنے نصاب پر قدرت حاصل کرتے ہیں۔اس طرح سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے پورے تعلیمی نظام کا ڈھانچہ تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔اور یہ تبدیلی نصاب تعلیم پر محسوس کی جاسکتی ہے۔قدیم مواد مضمون کی جگہ جدید مواد مضمون نے لے لی ہے جو کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کا ہی نتیجہ ہے۔

(7) **جدت پسندی:** ہر آنے والا وقت گزشتہ کے مقابل جدیدیت کا مظہر ہوتا ہے۔نئی چیز کی طرف طبیعت کا میلان ایک فطری امر ہے۔ یہ جدت پسندی نظام تعلیم کو متاثر کرتی ہے۔لہٰذا نصاب کا تعین کرنے میں جدیدیت کافی اہم رول ادا کرتی ہے۔ جدت پسندی نام ہے انسان کے سوچنے اور سمجھنے کے طور طریقوں میں تبدیلی کا، جدت پسندی نام ہے کسی بھی کام کو نئے طریقے سے کرنے کا،جدت پسندی نام ہے کسی بھی مسائل کو حل کرنے کے مختلف طریقوں کو اپنانے کا،جدت پسندی نام ہے ذہنی کشادگی کا۔اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جدیدیت ایک بہت ہی وسیع مفہوم ہے جس میں انسانوں کے نئے افکار وخیالات اور طور طریقوں کو شامل کیا گیا ہے۔جس میں انسانیت کی فلاح وبہبود شامل ہوتی ہے۔موجودہ دور کا انسان جدت پسند ثابت ہوا ہے جس نے سماج وملک کی نئی تاریخ رقم کی ہے۔لہٰذا جدت پسندی نصاب کا تعین کرنے میں اور اس پر اثر انداز ہونے میں نہایت ہی اہم رول ادا کرتا ہے۔

(8) **معلومات کا دھماکہ:** آج کے اس گلوبلائزیشن کے دور میں معلومات کا سمندر امڑ پڑا ہے۔کسی بھی فن اور مضمون کے تعلق سے معلومات حاصل کرنا بہت آسان ہو چکا ہے اور ہر ایک کے دسترس میں ہے۔اور آسان ہو چکا ہے۔کم وقت میں وسیع معلومات حاصل کی جاسکتی ہے اور پیچیدہ مضامین کو بھی آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔آج کا انسان کسی بھی قسم کی معلومات کو اپنی مٹھی میں بند کئے ہوئے ہے۔زمانۂ قدیم میں استاد معلومات کا محور سمجھا جاتا تھا جب کہ موجودہ دور میں استاد کی اہمیت تبدیل ہو چکی ہے۔اور آج کا استاد طلباء کو تعلیم حاصل

کرنے میں مددگار کی حیثیت رکھتا ہے۔موجودہ دور میں ہر پل اور ہر گھڑی نئی نئی معلومات منظرعام پر آ رہی ہیں اور ہمارے علم میں اضافہ کر رہی ہیں۔ بیتے ہوئے کل کا نصاب موجودہ دور کے لیے موزوں ومناسب نہیں۔اسی طرح سے آج کا نصاب آنے والے کل کے لیے فائدہ مند نہیں ہوسکتا۔اس طرح معلومات کے دھماکے نے نصاب کا تعین کرنے میں بڑااہم رول ادا کیا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) سیاسی عوامل کس طرح نصاب پر اثر انداز ہوتے ہیں؟

(2) نصاب میں جدد پسندی کا عنصر کیوں ضروری ہے اپنے خیال کا اظہار کیجیئے؟

3.6 اردو نصاب کی تدوین کے اصول

اردو نصاب کی تیاری کے وقت مندرجہ ذیل امور کوملحوظ رکھنا چاہیئے جو اس طرح ہیں:

زبان کی صحت: اردو کا نصاب اسی وقت مؤثر اور کارآمد ہوگا جب اس میں زبان کی صحت کا خیال رکھا جائے کیوں کہ زبان کی تدریس میں صحت زبان ضروری ہے۔زبان کا سبق الفاظ کی صحت پر منحصر ہے اگر عبارت غلط اور عدم صحت کا شکار ہوتو نصاب بھی ناقص ہوگا۔معیاری نصاب اردو کی پہچان یہی ہے کہ وہ قواعد کے لحاظ سے بہت موزوں ہو،املا کے لحاظ سے صحیح اور جملوں کے لحاظ سے مکمّل ہو۔اگر ان چیزوں کا خیال نہیں رکھا گیا تو اردو کا نصاب غیر معیاری ہوگا۔ہر قسم کی زبان کے نصاب میں متعلقہ زبان کی صحت ہی مقدم سمجھی جاتی ہے۔زبان کی صحت سے طلبہ میں خیالات کو بہتر اندار میں پیش کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔لہٰذا اردو کے نصاب کی تدوین میں اس بات کا خیال رکھا جائے جبہ جو بھی مواد یا نفس مضمون شامل کیا جائے وہ صاف اور آسان الفاظ میں ہوں۔ساتھ ہی ساتھ اس میں فطری انداز بھی ہو۔

ادبی قدروں کا حامل: اردو زبان میں ادبی اقدار کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے اس لیے اردو کے نصاب کی تیاری کے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ ادبی خصوصیات کا حامل ہو۔خصوصاً ثانوی جماعت کے اردو نصاب میں ادبی قدروں کو ضرور پیش نظر رکھا جائے کیوں کہ اس سطح پر طلبہ اختیاری مضامین کا انتخاب کرتے ہیں اور ان کے مخصوص رجحانات کی پرورش ہوتی ہے بعض طلبہ اردو ادب کا وسیع مطالعہ کرنے کی طرف راغب ہوتے ہیں۔بعض میں تخلیقی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں وہ کہانی، قصّے ،افسانے ،ڈرامے اور شعروشاعری کی طرف رغبت کا اظہار کرتے ہیں لہٰذا اس سطح پر طلبہ کے ان تقاضوں کی تشفی اسی وقت ہوسکتی ہے جب اردو کے نصاب میں ادبی کہانی، قصّے افسانے ،ڈرامے اور نظمیں وغزلیں شامل کی جائیں اس سطح پر طلبہ کو قومی زبان کے ادب سے واقف کرانا ضروری ہوتا ہے۔

بتدریج اور مربوط ہو: ہر کام میں تدریج کی اہمیت مسلّمہ ہے اور جو بھی کام بتدریج اور مرحلہ وار آگے بڑھایا جائے وہ کامیابی کا ضامن ہوتا ہے۔اردو کا نصاب بھی اسی نہج پر قائم ہو وہ بتدریج آگے بڑھے۔سطح بہ سطح مواد میں اضافہ ہوتا جائے۔نصاب میں معلومات شامل کی جائیں وہ طلبہ کی سابقہ معلومات سے مربوط ہوں اور ان کی ذہنی استعداد سے مطابقت رکھتی ہوں۔ایک جماعت کے نصاب میں موضوعات وواقعات دوسری جماعت کے نصابی تقاضوں کی تشفی کے لیے آمادگی پیدا کرتی ہو یا دوسرے معنوں میں ایک کی بنیاد پر دوسری عمارت کی تعمیر ہو اور یہ ربط وتسلسل برابر جاری رہے تاکہ طلبہ کی صلاحیتیں بتدریج نشوونما پائیں۔پہلی جماعت کے نصاب میں چھوٹے چھوٹے اور آسان جملے شامل ہوں۔اسی طرح مناظر

قدرت پر چھوٹی چھوٹی نظمیں شامل رکی جائیں اس کے بعد بتدریج موضوعات بدلتے جائیں یہاں تک کہ ثانوی جماعت کے اردو نصاب میں قومی نظمیں، غزلیں، رباعیات وغیرہ شامل کی جائیں۔

نفسیاتی تقاضوں کا حامل ہو: تعلیم کے پورے نظام میں بچّوں کی نفسیات کی بڑی اہمیت ہے۔کوئی بھی نصاب اس وقت تک کامیاب نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ اس میں بچوں کے نفسیاتی تقاضوں اور خواہشات کی آسودگی کا خیال نہ رکھا گیا ہو۔جدید تصورات میں بچّے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔نصاب ان کے گرد گھومنا تاکہ بچّے نصاب کے پابند ہوں۔نصاب میں بچّوں کی دلچسپیوں اوخواہشات کے تحت موضوعات اور عنوانات شامل کئے جائیں تاکہ ان کی انفرادیت اور شخصیت کی ہمہ جہت نشو ونما ہو۔جیسے ابتدائی جماعتوں کے اردو نصاب میں چھوٹی چھوٹی کہانیاں، نظمیں ،قصّے اور لطیفے شامل کئے جائیں جو بچّوں کے ماحول کی ترجمانی کرتے ہوں ان سے ایک طرف بچّوں میں علمی شوق پیدا ہو اور دوسری طرف ان کے کردار بھی سنور جائیں۔

قومی ومعاشرتی قدروں کا ترجمان ہو: اردو کا نصاب قومی اور معاشرتی قدروں کا حامل ہونا چاہیئے ،اس میں ایسے موضوعات اور عنوانات شامل کئے جائیں جو قوم اور معاشرے کی ترجمانی کرتے ہوں۔اگر نصاب قومی اور معاشرتی قدروں سے عاری ہوگا تو بچّوں میں نہ تو قومی احساس بیدار ہوگا اور نہ سماجی شعور فروغ پائے گا۔آج کے دور میں تعلیم ایک معاشرتی علم ہے،اس سے معاشرتی قدروں کا تحفظ وابستہ ہے۔ایسی صورت میں نصاب معاشرے کا ترجمان ہونا چاہیئے ۔اردو کے نصاب میں قومی بیداری اور سماجی شعور پیدا کرنے کے لیے وطن پرستی کے گیت ،قومی نظمیں اور ترانے ،رسم ورواج ،تہوار،فنون لطیفہ،ادب وثقافت کے شہ پارے اور قومی رہنماؤں کے حالات اور کارنامے وغیرہ شاملِ نصاب ہوں۔ایسے اسباق سے ہمارے بچّوں میں ایک طرف حریت وآزادی کے لیے جدوجہد کا جذبہ فروغ پائے گا دوسری طرف وہ اپنی قومی تحریکات اور سرگرمیوں سے واقف ہوں گے اور ان میں وطن کے تحفظ کا جذبہ بیدار ہوگا۔اگر اردو کے نصاب میں قومی روایات پر مبنی اسباق شامل ہوتے ہیں تو بچوں میں ملکی وقومی روایات سے محبت اور انسیت پیدا ہوگی ان میں حب الوطنی کا جذبہ بھی فروغ پائے گا۔نصاب میں ثقافتی وتمدنی قدروں کو شامل کرنا گویا آنے والی نسل کو ان کی تہذیب وثقافت کے ورثے سے متعارف کرانا ہے۔نصاب میں ان قدروں کی شمولیت سے نئی نسل میں نیا حوصلہ، جوش اور نئی امنگوں کی تخلیق ہوگی جس کے ذریعے وہ ملک وقوم کی تعمیر کرسکیں گے۔

نصاب میں توازن ہو: اردو کا نصاب ہر لحاظ سے متوازن ہونا چاہیئے اور ہر قسم کے موضوعات داخل نصاب ہوں۔بچوں کی نفسیات کے مطابق دلچسپ نظمیں ،قومی گیت وترانے ،سبق آموز کہانیاں ، قصّے ،لطیفے،ثقافتی میلے،قومی رہنماؤں کے حالات اور اہم امور پر معلومات شامل ہوں ۔نصاب میں ایک ہی قسم کے مضامین کو شامل کرنے سے بچّوں میں اکتاہٹ اور بے زارگی پیدا ہوگی جس کی وجہ سے وہ اکتساب میں دلچسپی نہیں لیں گے۔مثلاً درسی کتاب میں صرف نثر ہی نثر کے اسباق نہیں ہونے چاہیئے بلکہ اس کے ساتھ نظمیں،قواعد،اور عملی کام بھی شامل ہو۔ایک کمرۂ جماعت میں ذہانت کے اعتبار سے عموماً تین قسم کے بچّے ہوتے ہیں۔ادنیٰ،اوسط اور اعلیٰ،نصاب سازی کے وقت اس اصول کو ملحوظ رکھا جائے کہ نصاب کے اندر کچھ اسباق آسان ہوں کچھ اوسط او کچھ مشکل تاکہ تینوں قسم کے طلبہ اپنی ذہنی صلاحیت کے اعتبار سے فائدہ اٹھائیں اور ان کی شخصیت کا متوازن نشو ونما ہو سکے۔

حرکی اور عملی قدروں کا حامل ہو: طلبہ کو فعال اور متحرک رکھنے کے لیے نصاب میں ایسی سرگرمیاں شامل کی جائیں جن سے ان کی عملی قوتیں

فروغ پائیں۔ان کوعمل اور تجربات کے مواقع فراہم کئے جائیں۔مضمون نویسی کے لیے سیر وسیاحت کرائی جائے تاکہ وہ مشاہدات کوتحریری صورت دے سکیں۔کتابی موادعملی قدروں سے مربوط کیا جائے۔تحریر کے لیے مشق دی جائے۔تخلیقی قوتوں کی نشوونما کے لیےان کوانشاء خطوط، کہانیاں اور قصّے لکھنے کودئے جائیں۔ادبی وڈرامائی انجمنیں قائم کی جائیں۔وقتاً فوقتاً بیت بازی،شعرشاعری، بحث ومباحثہ اور مذاکرات کی محفلیں منعقد کی جائیں۔

اگرمذکورہ بالا اصولوں کومدنظر رکھ کراردونصاب کی تدوین کی گئی تواس کےنتائج بہت ہی مفید برآور ہوسکتے ہیں اس سےطلبہ میں اچھاادبی ذوق پیدا ہوگا اوران کی تعلیم وتدریس بھی خوشگوار ہوگی۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) اُردوزبان کےنصاب کی تدوین کےدوران کون سےاُصولوں کومدنظر رکھنا چاہیئے؟

3.7 ہم نصابی سرگرمیاں:مفہوم،ضرورت واہمیت

ایسی سرگرمیاں جوکمرۂ جماعت کی درس وتدریس کے ساتھ ساتھ طلبہ کی ہمہ جہت نشوونما میں معاون ومددگار ہوں۔مثلاً،کھیل کود، بزم ادب، بحث ومباحثہ وغیرہ ہم نصابی سرگرمیاں کہلاتی ہیں۔زمانۂ قدیم میں تعلیم کا مقصدانسان کی ذہنی نشوونما تھا۔اس مقصد کےحصول کے لیے کتابی شکل میں نصاب موجود تھا۔وقت کےساتھ ساتھ تعلیم کے مقاصد میں تبدیلی آتی گئی۔جوکہ نصاب میں بھی تبدیلی کی ضامن بنی۔موجودہ دور میں تعلیم کا مقصدانسان کی شخصیت کی ہمہ جہت نشوونما ہے جوکہ اس کے جسمانی، ذہنی جذباتی،سماجی،اخلاقی واقداری پہلوؤں پرمشتمل ہے۔اس لحاظ سے وہ تمام مشاغل جوطالب علم کی مختلف جہتوں میں فروغ دیں انہیں نصاب کاایک حصّہ مانا جانے لگا ہے۔تعلیم کے مقاصد کی حصولیابی میں مختلف قسم کی ہم نصابی سرگرمیوں کامنعقدکرنالازمی ہے۔

ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت کااندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ایک جگہ ثانوی تعلیمی کمیشن (53-1952) نے اس کی ضرورت پرزور دیتے ہوئے اس طرح کہا ہے" یہ سرگرمیاں اتنی ہی نصاب کا جزولاینفک ہیں جتنا کہ نصابی سرگرمیاں۔اسی لیےانہیں مناسب طور پرمنظّم کرنے کے لیےاتنی ہی فکراوراحتیاط کی جانی چاہیئے۔اگران کاانعقادمناسب طور پرکیا جائےتو وہ طلبہ میں قابلِ قدررویوں اورصلاحیتوں کوفروغ دیں گی۔"

اپنی معلومات کی جانچ

(1) ہم نصابی سرگرمیوں کےمفہوم کوواضح کیجیئے؟

3.8 ہم نصابی سرگرمیوں کےمختلف اقسام

ہم نصابی سرگرمیوں کےاقسام حسب ذیل ہیں:

(1) بزم ادب: بزم ادب کا مقصداسکول میں ادبی ماحول پیدا کرنا ہوتا ہے تاکہ طلباء میں ادبی لیاقت وصلاحیت پیدا ہو۔اس بزم میں طلباء اپنے لکھے ہوئے مضامین،افسانے،ڈرامے،غزلیں،نظمیں اورکہانیاں وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔کبھی کسی نامورادیب یاشاعر کا کلام بھی تبصرہ

کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔اس سے طلباء میں اردو بولنے کی مشق ہوتی ہے۔ بزم ادب کو مفید بنانے کے لیے ماہر اساتذہ کی رہنمائی ضروری ہے۔

(2) **بحث ومباحثہ:** کسی موضوع کے تحت اس کے مختلف پہلوؤں پر ایک سے زیادہ فریق کے درمیان ایک ہی نشست میں ہونے والی گفتگو کو بحث ومباحثہ کہتے ہیں۔اس سے طرز بیان وطرز گفتگو کی مشق ہوتی ہے اور تحریری وتقریری صلاحیتوں میں ترقی کے مواقع ملتے ہیں۔ کسی بھی مضمون کے پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کے لیے بحث ومباحثہ بہت مفید ومعاون ہوتا ہے۔اپنی بات کو مدلل منطقی انداز سے پیش کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔مباحثہ میں وقت کا تعین بھی ضروری ہوتا ہے۔ بحث مباحثہ کے دوران اساتذہ یا کسی ادبی شخصیت کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے تا کہ پوری بحث کو سماعت کرنے کے بعد مختلف خیالوں کا تجزیہ کر کے کوئی فیصلہ سامنے آسکے اور دوران بحث ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی ہو سکے۔

(3) **ادبی مقابلے:** زبان وادب کی ترقی کے لیے انجام دی جانے والی سرگرمیاں اس میں شامل ہیں۔اس کے تحت شاعری،انشاء پردازی ،مضمون نگاری، قصے کہانیاں،نظم خوانی تحریری وتقریری مقابلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ان مقابلوں سے طلباء میں ایک نیا جوش پیدا ہوتا ہے اوران کے سیکھنے کی خواہش پروان چڑھتی ہے۔

(4) **ثقافتی پروگرام:** اسکولوں اور کالجوں میں منعقد ہونے والے ثقافتی پروگراموں میں رقص وموسیقی ،غزل گوئی اورنظم خوانی وغیرہ بہت ہی اہمیت کی حامل ہیں۔اس میں سماج ،سماجی رسم وروایات اورتہذیب کی عکاسی ہوتی ہے۔مختلف قسم کے مظاہروں سے ہم آہنگ یہ ثقافتی پروگرام طلباء کے لیے دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔ ثقافتی پروگرام کی مدد سے طلباء کے اندرموجود جمالیاتی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(5) **کھیل کود:** شخصیت کے مختلف پہلو ہوتے ہیں۔جن میں جسمانی صحت ایک اہم پہلو ہے۔تعلیم کا مقصد طلباء کی شخصیت کی ہمہ جہت ترقی ونشو ونما کرنا ہے۔ کمرۂ جماعت کے اندر جہاں طلباء کی ذہنی نشو ونما پروان چڑھتی ہے وہیں کھیل کے میدان میں طلباء کی جسمانی نشو ونما کو جلاملتی ہے۔کھیل کود کی مدد سے طلباء چاق وچوبند رہتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ذہن ودماغ میں بھی تیزی آتی ہے۔اسی لیے تو کہا جاتا ہے ایک تندرست جسم ہی میں ایک تندرست دماغ پرورش پاتا ہے۔

(6) **ڈرامہ اور ایکٹنگ:** کسی کہانی کو اداکاری کے ذریعے پیش کرنے کا نام ڈرامہ ہے۔فطری طور پر بچوں میں کہانیاں سننے کی خواہش ہوتی ہے۔کہانی سننے پر بچے خوش ہوتے ہیں۔کہانی یا نظم اداکاری کے ساتھ پڑھانے پراس کہانی یا نظم سے بچے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور وہ اچھی طرح ذہن نشیں ہوجاتی ہے۔ڈرامہ زبان کا صحیح اور پراثر استعمال سکھاتا ہے۔اس کے ذریعے طلباء کو الفاظ اور جملوں کے معانی ومفہوم کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور زبان وادب پرانہیں عبور حاصل ہوتا ہے۔

(7) **مشاعرہ:** مشاعرہ کو عوام وخواص دونوں میں یکساں مقبولیت حاصل ہے۔مشاعرہ کے ذریعے طلباء میں ادبی ذوق پیدا ہوتا ہے،فکری پرواز بلند ہوتی ہے،اشعار کو سمجھنے اور مافی الضمیر کے اظہار کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، درست لب ولہجہ اور صحیح تلفظ سے واقفیت ہوتی ہے۔اور ساتھ ہی ساتھ محاورے ،تشبیہات واستعارات کا استعمال اور ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے۔مشاعرہ ایسے اساتذہ کی نگرانی میں ہونا

چاہیئے جوشعروشاعری کےفن سے واقف ہوتا کہ بروقت طلباء کی اصلاح بھی ہو سکےاورشاعری کی باریکیوں سے واقف بھی ہو سکے۔لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مشاعرہ طلباء کے اذہان وتخیلات کو وسیع کرنے ،زبان وادب کوسیکھنے اور طرز گفتگو کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(8) **ادبی نمائش:** نمائش کے ذریعے نمائشی اشیاء کےمتعلق لوگوں کومعلومات حاصل ہوتی ہیں ۔ادبی نمائش طلباء میں کتابوں سے دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ادبی نمائش میں کتابیں ،لغات، جریدے، قلمی نسخے ،اخبارات اورعلمی ومعلوماتی پوسٹر شامل ہوتی ہیں۔ان چیزوں کا مشاہدہ کرنے سےطلباءمیں ادبی ذوق پیدا ہوتا ہے۔

(9) **خطابت اورخوش خوانی:** کہاجاتا ہے کہ جب تک انسان بولتا نہیں اس وقت تک اس کے اندر چھپی ہوئی صلاحیت کا اندازہ نہیں ہوتا۔خوش خوانی اورخطابت کے ذریعے اساتذہ کوطلباء کی صلاحیتوں اوردلچسپیوں کاعلم ہوتا ہے۔کوئی نظم ،غزل ،نعت یا کسی اوراصناف سخن سے خوش خوانی کی جاتی ہے۔خوش خوانی کے علاوہ خطابت کے ذریعے بھی اندرونی صلاحیتوں کا اظہار ہوتا ہے۔مضامین ،مقالہ،نثر یا ڈرامہ کے مکالمے یا ڈائیلاگ پڑھنا خطابت میں شامل ہے۔خوش خوانی وخطابت جہاں ایک طرف جھجک ،شرم اورڈر کا خاتمہ ہوتا ہے وہیں دوسری طرف الفاظ کی درستگی ،ادائیگی کا طریقہ اورجملوں کے اتار چڑھاؤ سے واقفیت ہوتی ہے۔

(10) **بلیٹن بورڈ:** یہ بورڈ اسکول میں ایسی جگہ آویزاں کیا جاتا ہے جہاں ہر ایک کی نظر پہنچتی ہے۔اخبارات ہرکوئی نہیں خرید سکتا۔اور ہرکسی کے پاس پورے اخبار کا مطالعہ کرنے کی فرصت بھی نہیں ہوتی۔اس لیے اخبار سے منتخب خبریں ،تحقیقاتی مضامین ،ادبی مراسلات وغیرہ تراش کراس بورڈ پر چسپاں کردیا جاتا ہے تاکہ اخبار کا مطالعہ نہ کرنے والا بھی معلومات سے بہرہ ور ہو سکے۔اس طرح اس بورڈ کے ذریعے کم وقت میں اہم اورمعلوماتی خبریں ،ادبی مضامین وغیرہ پڑھنے کا ہرکسی کوموقع فراہم ہوجاتا ہے۔

(11) **مجموعہ ومرقع:** کتابوں سے ،اساتذہ کی تقاریر سے ،جرائد ،میگزین وغیرہ سے پسندیدہ اشعار ،نادر ونایاب نظمیں ،غزلیں ، قطعات ، قصیدے وغیرہ کوجمع کرنے کا نام مجموعہ ہے۔مضمون نویسی اورتقریر کے وقت طلباء کو یہ چیزیں بہت تقویت فراہم کرتی ہیں ۔اسی طرح مختلف تصاویر ،تفریح کے اوقات میں تاریخی مقامات کی تصویریں جمع کرنے کا نام مرقع ہے ۔قدرتی مناظر کی تصویریں بھی انشاء پردازی کے وقت مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

(12) **ڈرائنگ اور پینٹنگ:** طلباء کے اندرتخلیقیت کوفروغ دینے میں ڈرائنگ اور پینٹنگ بہت مددگار ثابت ہوتی ہیں ۔یہ ایسا وسیلہ ہے جس کی مدد سےطلباء اپنے احساسات ،خیالات ،جذبات اورتفکرات کوڈرائنگ اور پینٹنگ کی مدد سے پیش کرتے ہیں ۔جو باتیں ہم تحریر وتقریر سے نہیں پیش کرسکتے وہ باتیں ڈرائنگ اور پینٹنگ کی مدد سے عمدہ طریقے سے پیش کرسکتے ہیں۔

(13) **اسکول اورکلاس میگزین:** طلباء میں تحریری صلاحیت کوفروغ دینے اوران میں تحریر سے وابستگی پیدا کرنے کے لیےاسکول اورکلاس میگزین بہت ہی اہمیت کی حامل ہیں ۔طلباء اپنی معلومات ،فہم اورتجربات کوقرطاس وقلم کی مدد سے دوسروں تک پہنچاسکتے ہیں ۔جب طلباء مختلف عنوانات پرمضامین لکھتے ہیں تو ان کے اندر انشاء پردازی کی صلاحیت پروان چڑھتی ہے اوراس کے ساتھ ساتھ کسی بھی شئے کومختلف زاویوں سے پرکھنے کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔

(14) **بیت بازی:** بیت بازی طلباء کے اندرکسی بھی چیز کو یاد کرنے کی صلاحیت کو پروان چڑھانے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ بیت بازی

ایک ایسا ادبی مقابلہ ہے جس میں طلباء اشعار سناتے ہیں۔ بیت بازی کے لیے طلباء کو دو گروہ میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک گروہ کسی شعر کو سناتا ہے تو اس شعر کے آخری حرف سے شروع ہونے والا شعر دوسرا گروہ سناتا ہے۔ بیت بازی سے طلباء کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قوت یادداشت بھی پروان چڑھتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) اسکول اور کلاس میگزین پر نوٹ لکھیے؟

(2) مشاعرہ کا انعقاد طلبا میں کون سی صلاحتوں کو پروان چڑھاتا ہے؟

3.9 اردو زبان کے فروغ میں معاون ہم نصابی سرگرمیاں

تعلیمی ادارے کے اندر بعض ایسے مشاغل کا اہتمام کیا جاتا ہے جو تدریس کو مؤثر بنانے میں بہت مدگار ثابت ہوتے ہیں۔ ان مشاغل کی مدد سے اسکول اور سماج کے درمیان رابطہ قائم ہوتا ہے اور ان مشاغل کے قیام سے مدرسے کے اندر ایسی فضا تیار ہو جاتی ہے جو شعر و ادب سے دلچسپی پیدا کرنے میں بہت معاون ہوتی ہے۔ ان مشاغل میں شرکت کرنے کی وجہ سے طلبہ کو مہذّب اور شائستہ گفتگو کا سلیقہ سیکھنے کا موقع ملتا ہے اور ان کے اندر ادبی رجحانات نشو ونما پاتے ہیں۔ انہیں ادبی تحریکات سے حاصل ہوتی ہے۔ غرض طلبہ کے ذوق سلیم کی آبیاری کے لیے یہ مشاغل بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ذیل میں بعض ایسے مشاغل کا ذکر کیا جا رہا ہے جو مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لیے بہت کارگر ثابت ہو سکتے ہیں۔

انجمن مباحثہ: اردو کی ہم نصابی سرگرمیوں میں انجمن مباحثہ کا ایک اہم مقام ہے۔ اس لیے کہ انجمن کے جلسوں میں طلبہ کو اس بات کا موقع ملتا ہے کہ وہ بغیر کسی جھجھک کے آزادانہ طور پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ تقریر سے تحریر کا بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس لیے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر طالب علموں کی تحریری صلاحیتوں کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

انجمن مباحثہ کی تنظیم اگر طلبہ کے ہاتھ میں ہو اور وہ خود اپنے عہدیداروں کا انتخاب کر سکیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اس سے دوطرفہ فائدہ ہوگا۔ ایک طرف تو اس کے ذریعے اس کام میں طلبہ کا فعال اشتراک ہوگا اور دوسری جانب انتخابی عمل میں اظہار اور تبادلۂ خیال کا پورا موقع ملے گا۔ اسی کے ساتھ ساتھ طلبہ کے اندر ذمّہ داری کا احساس اور خود اعتمادی پیدا ہوگی۔ مباحثہ کے جلسے پابندی کے ساتھ منعقد ہونے چاہیئے۔ جلسوں کی تعداد، جگہ اور وقت کا تعین، مدرسے اساتذہ اور طلبہ کی سہولتوں کے پیش نظر ہونا چاہیئے۔ جلسے کا اعلان ہفتے دو ہفتے پہلے کر دینا چاہیئے تاکہ طلبہ خاطر خواہ تیّاری کر سکیں۔

مباحثے کے موضوعات کا انتخاب کرنے میں بہت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اگر موضوع طلبہ کی دلچسپی کا باعث نہ بنے تو مقصد فوت ہو جائے گا۔ لہٰذا مباحثے کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب کرنا چاہیئے جن پر طالب علم اظہار خیال کرنا پسند کرتے ہوں۔ اس سلسلے میں استاد کی رہنمائی بہت ضروری ہے۔

ادبی رسالہ: پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ تحریر کا تقریر سے گہرا رشتہ ہے۔ اسی اصول کے پیش نظر مدرسے کے اندر ادبی رسالے کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ اس کے ذریعے تخلیقی انشاء کے بہتر مواقع طالب علموں کو فراہم کئے جا سکتے ہیں اور تخلیقی انشاء سے ثانوی منزل پر پہنچ کر عموماً طلبہ میں تقریر و تحریر کی اتنی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ صحت و صفائی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں اور کسی منظر یا واقعہ کو اچھوتے اسلوب میں بیان

کر سکیں۔اظہار و بیان کی اس صلاحیت کوفروغ دینا مدرسے کا اہم فرض ہے۔

طلبہ سے مختلف موضوعات پر اظہار خیال کرانے کے سلسلے میں موضوع کے انتخاب کا مسئلہ بہت نازک ہوتا ہے۔اس لیے کہ تمام موضوعات طلبہ کی دلچسپی کا باعث نہیں ہوتے۔بعض موضوعات ایسے ہوتے ہیں جن پر اظہار خیال کرنے کے بجائے طالب علم عملی حیثیت سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔اس لیے موضوعات کا انتخاب کرتے وقت طالب علم کی عمر، ماحول اور دلچسپی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ادبی رسالے کے قیام سے طلبہ کو عام طور پر اور اردو زبان وادب کے طالب علموں کو خاص طور پر بہت مدد ملتی ہے۔ان کے اندر اظہار خیال کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔مضمون نگاری کا رجحان پیدا ہوتا ہے اور ذوق ادب کی نشو ونما ہوتی ہے۔

مشاعرہ: ادبی وثقافتی لحاظ سے مشاعرے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔مشاعروں کے ذریعے طلبہ زبان کی جاذبیت ،رنگینی ودلکشی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔اور اپنی زبان کے توسط سے شعروادب سے محبت کرنا سیکھتے ہیں۔عام طور پر قصبوں اور شہروں میں مشاعرے ہوتے ہیں۔ان سے فائدہ اٹھا کر اسکولوں کے اندر بھی مشاعرے کا انعقاد کیا جاسکتا ہے۔بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدرسے کے اندر ایسے اساتذہ بھی موجود ہوتے ہیں۔جو شعروشاعری سے شغف رکھتے ہیں۔یہ اساتذہ اپنے طلبہ میں مشاعروں کے ذریعے نہ صرف شعروشاعری کا چرچا کر سکتے ہیں بلکہ ان میں بعض کو جو تخلیقی صلاحیت کے حامل ہوں ،خود بھی شعر کہنے پر اُکسا سکتے ہیں ۔مشاعروں میں شرکت کر کے طلبہ حسن بیان ،حسن ادا اور نشست وبرخاست کے مہذّب طریقوں سے واقف ہو سکتے ہیں۔لہٰذا اسکول کے اندر سال میں کم از کم ایک بار مشاعرہ منعقد کیا جائے تا کہ اس قسم کے ادبی جلسوں کے انتظام کرنے کی طلبہ کو عملی تربیت حاصل ہو جائے۔

بیت بازی: بزم ادب کے تحت بیت بازی کے پروگرام بھی منعقد کئے جاسکتے ہیں۔اس پروگرام میں طلبہ بہت دلچسپی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔استاد کو چاہیئے کہ بیت بازی کے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے اچھی طرح تیاری کرائے۔اور اس طرح طلبہ کو عمدہ اشعار منتخب کرنے ،انہیں یاد کرنے اور مؤثر ڈھنگ سے سنانے کی تربیت کا موقع فراہم کرے۔

بیت بازی کا پروگرام کامیاب بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہفتہ بھر پہلے مدرسے کے اندر اس کا اعلان کرا دیا جائے۔تاریخ، وقت اور جگہ کے ساتھ ساتھ ان جماعتوں کا اعلان بھی مناسب ہوتا ہے، جن کے درمیان بیت بازی کا مقابلہ کرانا مقصود ہو۔بیت بازی کے پروگرام کو چلانے کے لیے اساتذہ میں سے کسی ایسے استاد کو جج مقرّر کرنا چاہیئے جو اشعار کے انتخاب اور طرزِ ادا کو پرکھنے پر قدرت رکھتا ہو۔

ڈرامے: کمرۂ جماعت کے باہر جن مشاغل کے اہتمام کا مشورہ دیا جاتا ہے ان میں تعلیمی اعتبار سے ڈرامے بہت مفید اور کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔اس لیے کہ ڈراموں کے ذریعے طلبہ کو مکالموں کی ادائیگی کا عملی تجربہ حاصل ہوتا ہے۔استاد ایسے ڈرامے منعقد کرنے میں پیش رفت کرے جن کے واقعات اور افراد سے طلبہ دلچسپی محسوس کر سکیں۔ڈرامے میں حصّہ لینے اور اداکاری کرنے سے بہت سے مفید اثرات مرتّب ہوتے ہیں۔خاص طور سے رول کا انتخاب کرتے وقت طلبہ کے اندر غور وفکر اور شعوری طور پر یہ تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ ڈرامے کے افراد کی شخصیت کے پیش نظر کس طالب علم کے لیے کون سا کردار مناسب ہوگا۔پھر مناظر ،لباس اور دیگر تفصیلات پر تبادلۂ خیال کرنے سے نہ صرف طلبہ کی معلومات میں اضافہ ہوگا، بلکہ ان کے اندر عمل کا جوش بھی پیدا ہوگا جو مسرّت کا سرچشمہ ہے۔

ڈرامے کے ذریعے طالب علموں کو مکالموں کے طرز پر الفاظ اور جملوں کی ادائیگی کا فن سکھایا جاسکتا ہے اور طلبہ کو اس بات کی تربیت دی

جاسکتی ہے کہ لب ولہجہ کی تبدیلی اور آوازوں کے زیر و بم سے مکالموں میں کس طرح جان ڈالی جاسکتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) ادبی رسالہ کی اہمیت وافادیت واضح کیجئیے؟

(2) بیت بازی سے کیا مراد ہے؟

3.10 یاد رکھنے کے نکات

☆ کسی منزل یا ہدف کو حاصل کرنے کے لیے جو عمل کیا جاتا ہے اس کو نصاب کہتے ہیں۔ تعلیمی میدان میں تعلیمی مقاصد کے حصول میں کی جانے والی کوشش یا سرگرمی کا نام نصاب ہے جو کہ مختلف سرگرمیوں پر منحصر ہوتی ہے۔

☆ نصاب کے بنیادی اجزاء مقاصد، مضامین، تعلیمی تجربات اور جانچ ہیں، ان اجزاء پر ہی نصاب کی تشکیل و تکمیل ہوتی ہے۔

☆ نصاب کا تعین کرنے والے مختلف عوامل ہوتے ہیں۔ یہ عوامل نصاب کے تعین میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

☆ اردو نصاب کی تدوین کے کچھ اصول ہیں۔ نصاب کو مؤثر اور کارآمد بنانے کے لیے ان اصول کی پابندی اور ان کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

☆ ایسی سرگرمیاں جو کمرۂ جماعت کی درس و تدریس کے ساتھ ساتھ طلبہ کی ہمہ جہت نشو ونما میں معاون و مددگار ہوتی ہیں جیسے کھیل کود، بزم ادب، بحث و مباحثہ وغیرہ تو ایسی سرگرمیوں کو ہم نصابی سرگرمیاں کہتے ہیں۔

☆ ہم نصابی سرگرمیوں کے مختلف اقسام ہیں۔ یہ سارے اقسام طلباء کی شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

☆ کچھ ہم نصابی سرگرمیاں ایسی ہیں کہ جن پر عمل آوری کی وجہ سے طلباء کے اندر ادبی رجحانات نشو ونما پاتے ہیں۔ اور انہیں مہذّب اور شائستہ گفتگو کا سلیقہ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

3.11 فرہنگ

نصاب	:	کسی منزل یا ہدف کو حاصل کرنے کے لیے جو عمل کیا جاتا ہے اس کو نصاب کہتے ہیں
تدوین	:	کسی کتاب یا مسودے کو جمع و ترتیب دینا (Editing)
نصابی سرگرمیاں	:	نصاب سے متعلق Activity
اجزا	:	جز کی جمع، ٹکڑا، حصہ
تعین	:	معین کرنا، مخصوص کرنا، محدود کرنا
فروغ	:	ترقی
مفہوم	:	معنی، مطلب

رجحان : میلان، توجہ

افادیت : فائدہ

3.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ نصاب کے کل کتنے اجزاء ہوتے ہیں؟

(a) دو (b) تین (c) چار (d) پانچ

2۔ درج ذیل میں نصاب کا دائرہ کار ہے۔

(a) کمرۂ جماعت (b) کھیل کا میدان (c) لائبریری (d) ان میں سے سبھی

3۔ ثانوی تعلیمی کمیشن کس سال قائم کیا گیا؟

(a) 1948 (b) 1952 (c) 1964 (d) 1986

4۔ درج ذیل میں کونسی سرگرمی اردو زبان کے فروغ میں سب سے زیادہ معاون ہے؟

(a) بحث ومباحثہ (b) ثقافتی پروگرام (c) ادبی نمائش (d) بیت بازی

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ نصاب کے مفہوم کو تعریفوں کی مدد سے واضح کیجیے۔

2۔ ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈا۔

3۔ بیت بازی کا پروگرام منعقد کرنے سے طلباء کے اندکن صلاحیتوں کو فروغ دیا جاسکتا ہے؟

4۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے نصاب پر کیا اثر ڈالا ہے؟

5۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں کھیل کود کی کیا اہمیت ہے؟ وضاحت کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ نصاب کے بنیادی اجزاء کو تفصیل کے ساتھ بیان کیجیے۔

2۔ ہم نصابی سرگرمیوں کے مختلف اقسام کی وضاحت کیجیے۔

3۔ اردو زبان کے فروغ میں کون کون سی ہم نصابی سرگرمیاں معاون ہوسکتی ہیں؟ قلمبند کیجیے۔

4۔ اردو نصاب کی تدوین میں کن اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے؟

5۔ نصاب کا تعین کرنے والے مختلف عوامل کو تفصیل کے ساتھ بیان کیجیے۔

3.12 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

سید جلیل الدین	طریقۂ تدریس اردو
معین الدین	اردو زبان کی تدریس
احمد حسین	تدریس اردو
نجم السحر وصابرہ سعید	تدریس اردو
ڈاکٹر سلامت اللہ	ہم کیسے پڑھائیں
سلیم عبداللہ	اردو کیسے پڑھائیں

اکائی 4۔ اردو زبان کے فروغ میں معاون ادارے

اکائی کے اجزا

4.1 تمہید

4.2 مقاصد

4.3 قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو (نئی دہلی)

4.4 اہم کتب خانے اور ادارے

4.4.1 علاقائی (ریاستی) اردو اکیڈمیاں

4.4.2 غالب اکیڈمی (دہلی)

4.4.3 سالار جنگ میوزیم لائبریری (حیدرآباد)

4.5 ادارہ ادبیات (حیدرآباد)

4.5.1 دارالترجمہ (حیدرآباد)

4.6 مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

4.7 یاد رکھنے کی نکات

4.8 فرہنگ

4.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

4.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

4.1 تمہید

ہندوستانی آ ئین کے آٹھویں شیڈ یول میں ہندوستان میں بولی جانے والی سبھی زبانوں بالخصوص ان معروف زبانوں کے متعلق وضاحت وصراحت کی گئی ہے جوقومی یاعلاقائی سطح پر بولی، پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ان میں سے بائیس ایسی زبانیں ہیں جوشیڈیول زبانیں کہلاتی ہیں۔یہ زبانیں ذریعہ تعلیم اور مادری زبان کی حیثیت بھی رکھتی ہیں۔چونکہ ہندوستان دنیامیں ایسا ملک ہے جس میں سینکڑوں کی تعداد میں زبانیں اور بولیاں موجود ہیں اوران سب کا اپنا اپنا تہذیبی،تمدنی اور تاریخی پس منظر ہے اس لیے ان سب کی ترویج وترقی میں آ ئین کے تحت مرکزی حکومت اور ریاستی سرکاریں معاونت کرتی ہیں۔ان ہی بائیس شیڈیول زبانوں میں سے اردو بھی ایک زبان ہے جو ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں بولی، پڑھی، سمجھی اور پڑھائی جاتی ہے۔اردو ہندوستان کی قومی زبان نہیں ہے لیکن اس کا اپنا ایک مخصوص تاریخی،تمدنی اور ادبی سرمایہ ہے جو کسی بھی بڑی زبان کا ہونا چاہئے۔آزادی سے قبل اردو کو سرکاری،دفتری اور عدالتی زبان ہونے کا شرف حاصل تھا۔آزادی کے بعد اردو ہی کی ایک شکل ہندی کو قومی زبان ہونے کا شرف حاصل ہوا۔تاہم اردو ہندوستان سے الگ ہوئے ملک پاکستان کی قومی زبان بننے کے ساتھ ہندوستان کی سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانی والی زبان بھی رہی۔

موجودہ ددور میں اردو کی حیثیت علاقائی،قومی اور بین الاقوامی زبان کی ہے۔اردو کا بیش بہا سرمایہ دنیا کے کتب خانوں اور میوزیم اور آرکائیوز میں موجود ومحفوظ ہے۔ہندوستان میں قومی سطح پر تمام زبانوں کی ترویج وترقی کے لیے جواقدامات کئے جاتے ہیں وہ اقدامات اردوزبان کے لیے بھی ہوتے ہیں۔اردوزبان کی ترویج وترقی کے لیے 1977 میں حکومت ہند کے ذریعے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جو گجرال کمیٹی کے نام سے مشہور ہوئی۔بعدازاں اس کی سفارشات کی عمل آوری کے لیے مزید دوکمیٹیاں بنائی گئیں۔ایک سرور کمیٹی اور دوسری سردار جعفری کمیٹی کے نام سے جانی جاتی ہے۔بعدازاں اردو کے فروغ کے سلسلے میں دو اور کمیٹی بنائی گئی جوسید حامد اورعزیز قریشی کے نام سے مشہور ہے۔ان کمیٹیوں کی تشکیل اور سفارشات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حکومت اردوزبان کی تئیں اس کی ترقی کا منصوبہ رکھتی ہے تاہم دشواریاں ان شفارسات کی عمل آوری پر ہے۔اردو بین الاقوامی سطح پر دوسری بڑی لنگوا فرنکا ہے۔اس سے اس کی بین الاقوامی حیثیت مسلم ہے۔ہندوستان میں کچھ ادارے مرکزی سطح پر اور کچھ صوبائی سطح پر اردو کی ترویج وترقی کے لیے بنائے گئے ہیں جو آئینی ادارے ہیں اور منصوبہ بند طریقے سے چلائے جاتے ہیں۔ان اداروں کی تعداد سینکڑوں میں ہیں لیکن آپ کو اردو کے چند معروف اداروں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہے جو اس کام میں سرفہرست ہیں۔ان کی تاریخی حیثیت بھی ہے اور موجودہ دور میں بھی اردو کی ترقی کے لیے پیش پیش ہیں۔آپ اس اکائی میں ان ہی اداروں میں سے چند مثلاً قومی کونسل برائے فروغ اردوزبان، ریاستی اردو اکیڈمیوں،غالب انسٹی ٹیوٹ،سالار جنگ میوزیم،دارالترجمہ اور ایک اہم یونیورسٹی جو اردو کی ترویج وترقی کے لیے ہی قائم کی گئی ہے (مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی) کے بارے میں پڑھیں گے۔

4.2 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا اس لائق ہو جائیں کہ:

☆ ہندوستان میں مختلف زبانوں بالخصوص اردوزبان کی آئینی حیثیت جان سکیں گے۔

☆ اردو کی ترویج وترقی کے مختلف اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لے سکیں گے۔

☆ مرکزی سطح کے اداروں کے لیے کئے جانے والے کاموں کا تجزیہ کرسکیں گے۔
☆ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے قیام کے مقاصد اور افعال پر بحث کرسکیں گے۔
☆ ریاستی سرکاروں کے ذریعے قائم کی گئیں اردو اکیڈمیوں کے قیام کے مقاصد اور افعال کو بیان کرسکیں گے۔
☆ اردو زبان کی ترویج وترقی میں معاون کتب خانوں اور میوزیم اور دیگر اداروں پر تبادلہ خیال کرسکیں گے
☆ اور منجملہ مرکزی حکومت، ریاستی حکومت اور دیگر معاون اداروں کے ذریعے اردو کی خدمات کا جائزہ لے سکیں گے۔

4.3 قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (نئی دہلی)

آپ جان چکے ہیں کہ ہندوستان ایک کثیر لسانی ملک ہے اور ہندوستانی آئین کے مطابق سبھی زبانوں کے فروغ کی ذمہ داری حکومت ہند کی ہے۔آزادی کے بعد بہت سے ادارے ہندوستان کی مختلف زبانوں کے فروغ کے لیے قائم کئے گئے۔ ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد نے تعلیمی ترقی کے لیے زبانوں کی ترویج وترقی پر خاطر خواہ توجہ مرکوز کی اور ساہتیہ اکیڈمی جیسے اداروں کا قیام عمل میں آیا۔اردو ہندی لسانی اعتبار سے ایک ہی زبان کی دو شکلیں ہیں اور ملک گیر سطح پر بولی، پڑھی لکھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ یہ دو زبانیں ذریعہ تعلیم بھی ہیں۔ چنانچہ ان دونوں زبانوں کی ترویج وترقی کے لیے مختلف ادارے بنائے گئے۔ان اداروں میں "راشٹریہ ہندی سنستھان" ہندی کے لیے اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (NCPUL) اردو کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ دنیا کے تمام علوم وفنون ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک خطے سے دوسرے خطوں تک زبان کے ذریعے ہی منتقل ہوتے ہیں اور زبانیں ان خطوں کے لوگوں میں تہذیبی، تمدنی، تاریخی اور لسانی شعور بھی بیدار کرتی ہیں۔ ہندوستان جہاں سینکڑوں زبانیں بولی جاتی ہیں اردو ان میں سے ایک اہم تہذیبی وتمدنی زبان ہے اور اس ملک کے کثیر لسانی معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔زبان کے فروغ کے لیے قومی اردو کونسل کی معنویت مسلم ہے۔کونسل نے جہاں سینکڑوں کتابیں شائع کر کے ایک بڑے طبقے کی علمی وادبی تقاضوں کو پورا کیا ہے وہیں اس نے نئی ٹیکنالوجی، عصری تقاضوں اور ضروریات سے ہم آہنگ کچھ ایسے پروگرام اور اسکیمیں شروع کی ہیں جن سے نہ صرف اردو کی ترویج وترقی کے نئے دروازے کھلے ہیں بلکہ تعلیم کے تکنیکی، سائنسی، ترسیلی اور دیگر فنون کو ہر خاص وعام تک پہنچایا جا سکا ہے۔اس ادارے نے کئی محاذ پر نئی نسل کو روزگار، صنعت وحرفت سے جوڑنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

آزادی کے بعد اردو کی ترویج وترقی کے لیے 1969 میں ترقی اردو بورڈ کا قیام عمل میں آیا تھا۔ یہ بورڈ پروفیسر محمد مجیب کے وائس چیر مین شپ میں ایک مشاورتی کمیٹی پر مبنی تھا۔سابق وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی نے اردو کے فروغ کے امکانات کا جائزہ لینے کے لیے جناب اندر کمار گجرال کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی۔اس کی سفارشات میں سے ایک اہم سفارش یہ تھی کہ اردو کی ترقی کے لیے ایک قومی سطح کا ادارہ بنایا جانا چاہیے۔اسی کے پیش نظر 16/جون 1973 کو ترقی اردو بیورو قائم ہوا اور 1975 میں اسے ایک سرکاری ماتحت ادارے کا درجہ ملا۔ جب گجرال کمیٹی کے صدر جناب اندر کمار گجرال خود وزیر اعظم ہوئے تو انہوں نے اسے ایک نوڈل ایجنسی کا درجہ دے دیا اور بعد ازاں اس ادارے کا موجودہ نام قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان National Council for Promotion of Urdu Language ہو گیا۔NCPUL وزارت ترقی انسانی وسائل کے زیر نگرانی یکم اپریل 1996 سے ایک خود مختار ادارے کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔اس ادارے کا چیر مین فروغ انسانی وسائل کی

وزارت کا وزیر ہوتا ہے جب کہ وائس چیرمین کسی معروف ومشہور زبان دان، ماہر لسانیات یا ادیب وشاعر کو چنا جاتا ہے۔اب تک جن شخصیات نے اردو کونسل کو وائس چیرمین کی حیثیت سے اپنی خدمات دی ہیں ان میں ڈاکٹر راج بہادر گوڑ، پروفیسر گوپی چند نارنگ، جناب سدیپ بنرجی، جناب شمس الرحمٰن فاروقی، جناب چندر بھان خیال، پروفیسر وسیم بریلوی اور جناب مظفر حسین قابل ذکر ہیں۔اردو کونسل کا اصل ذمہ دار اس کا ڈائرکٹر ہوتا ہے جو کونسل کی سربراہی کرتا ہے اور اس کی دیکھ ریکھ میں پورا عملہ کام کرتا ہے۔اردو کونسل کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے جن شخصیات نے اپنے فرائض انجام دیے ہیں ان میں ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی، کے۔ کے کھلر، ڈاکٹر فہمیدہ بیگم کے علاوہ ڈاکٹر حمید اللہ بھٹ، جناب ایس موہن، محترمہ ایس چودھری، ڈاکٹر علی جاوید اور ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین کے نام بطور خاص شامل ہیں۔کونسل کے موجودہ ڈائرکٹر کی ذمہ داری پروفیسر ارتضیٰ کریم (سید علی کریم) نے جون 2015 سے سنبھالی ہے۔قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان اپنے قیام کے مقاصد کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔اس کے اغراض ومقاصد میں اردو زبان کا فروغ اردو زبان کے ذریعے مختلف تعلیمی، سائنسی وتکنیکی علوم کو اردو عوام تک پہنچانا، حکومت ہند اور ریاستی حکومت کو اردو کی ترویج کے سلسلے میں مشورے وہدایات دینا، اردو کی تعلیمی اور تنظیمی فروغ کے اداروں کی معاونت کرنا۔اردو کی کتابوں کی تالیف واشاعت، دوسرے علوم سے اردو میں تراجم اور دیگر تکنیک اور کمپیوٹر کے ذریعے اس کے فروغ کے امکانات تلاش کرنا اس کے بنیادی مقاصد میں شامل ہیں۔اردو کونسل اردو زبان کے ذخیرہ میں اضافہ کے لیے مختلف شعبوں اور علوم کی تکنیکی اصطلاحات کو جمع کرتی ہے اور تدوین کرتی ہے۔پورے ملک میں شائع ہونے والے اخبارات ورسائل کو مالی مدد فراہم کرتی ہے۔ملک اور بیرون ملک اپنے مطبوعات کی فروخت اور نمائش کا انتظام کرتی ہے۔ملک گیر پیمانے پر اردو کی ترقی کے مدنظر کمپیوٹر کورسس کے سنٹرس قائم کر کے ان میں کمپیوٹر کی تعلیم وتربیت کا انتظام کرتی ہے۔انگریزی، ہندی اور دیگر ہندوستانی زبانوں کے ذریعے اردو زبان کی تعلیم کا انتظام فاصلاتی کورسس کے ذریعے کرتی ہے۔اردو زبان کی ترقی کے لیے مرکزی اور صوبائی حکومتوں اور اداروں سے تال میل رکھتی ہے۔کونسل اردو زبان کی ترویج وترقی کے لیے غیر سرکاری تنظیموں (NGO's) کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ریاستی اردو اکیڈمیوں کی سرگرمیوں میں معاونت کرتی ہے۔اردو، فارسی اور عربی کی کامیاب اور منتخب مخطوطوں، کتابوں کی ازسرنو اشاعت کرتی ہے اور غیر اردو داں طبقوں تک اردو کو پہنچانے کے لیے ماحول کو سازگار بناتی ہے۔

قومی اردو کونسل اپنی معیاری اشاعت کے لیے معروف ہے۔یہ ادارہ عصری علوم وفنون اور تکنیکی وسائنسی علوم کو ترجمے کے ذریعے اردو میں شائع کرتی ہے۔کونسل نے ریاضیات، شماریات ودیگر علوم کی فرہنگ، قانونی لغات اور انسائکلو پیڈیا کے علاوہ ذولسانی اور سہ لسانی انگریزی، اردو، ہندی لغات بھی شائع کیے ہیں۔کونسل کی مذکورہ قسم کی معیاری کتابوں اور لغات کے علاوہ اس کے رسائل بھی بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔کونسل نے ماہنامہ اردو دنیا، بچوں کی دنیا اور سہ ماہی فکر وتحقیق کے ذریعے اردو کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ بچے، جوان، بوڑھے، کم پڑھے لکھے اور دانشور ہر طبقے کی علمی آسودگی کا سامان مہیا کیا ہے۔اپریل 2017 سے کونسل نے ایک اور رسالہ "خواتین کی دنیا" شائع کرنا شروع کیا ہے۔ماہنامہ اردو دنیا 1997 سے بلا ناغہ شائع ہو رہا ہے جب کہ جون 2013 سے بچوں کی دنیا کا آغاز ہوا۔بچوں کی دنیا کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کی اشاعت پچاس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔یہ ملک اور بیرون ملک کے بچوں کا مقبول رسالہ ہے۔ان دونوں رسالوں سے قبل اس ادارے کا فکری و تحقیقی سہ ماہی جریدہ" فکر وتحقیق"1997 سے شائع ہو رہا ہے۔اس نے بہت سے خصوصی ادبی نمبرات شائع کیے ہیں۔اشاعتی فرائض میں اردو کونسل نے مکتبہ جامعہ کی بروقت اعانت کر کے اس کی سینکڑوں نایاب کتابوں کو دوبارہ شائع کیا ہے۔بذات خود کونسل نے تیرہ سو سے زائد کتابیں شائع کی

ہیں۔کمپیوٹر ڈپلوما اور کمپیوٹر کے دیگر کورسز کے ذریعے اردو داں طبقے کو روزگار سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔اب تک تقریباً دو لاکھ طلبا نے DTP کی تکمیل کی ہے۔اور کیلی گرافی اور گرافک ڈیزائنگ سے فی الوقت 2800 طلبا مستفید ہو رہے ہیں اردو کونسل کی فاصلاتی تعلیم کے تحت اردو ڈپلوما کورس میں 74000 طلبا نے داخلہ لیا ہے۔

آپ جان چکے ہیں کہ اردو کونسل اردو کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔اس نے لغات کے میدان میں نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔کونسل نے نورالغات کا جدید اڈیشن، جدید اردو لغت، اردو انگریزی جامع لغات، سائنسی و تکنیکی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ انسانیات، حیوانیات، ریاضیات، فلسفہ، نفسیات، تعلیم، کیمیا، لسانیات، معاشیات، نباتات، اور تاریخ و سیاسیات کے مضامین کے لیے فرہنگ اصطلاحت شائع کئے ہیں۔ایک اہم لغات "فرہنگ آصفیہ" کا جدید اڈیشن 2016 میں شائع ہوا ہے۔علمی، ادبی فرہنگ کے ساتھ ساتھ قومی کونسل نے مختلف مضامین میں انسائکلو پیڈیا بھی شائع کئے ہیں۔کونسل نے اپنے اشاعتی سلسلے کے تحت مشاہیر ادب پر مونوگراف شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس کے علاوہ اردو کی مفید کتابوں کی ہزاروں جلدیں ہر سال کونسل تھوک خریداری یا Bulk Purchase Scheme کے تحت خرید کر ملک کے سینکڑوں کتب خانوں کو مہیا کراتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) اُردو کی ترقی و ترویج میں NCPUL کے کردار کا جائزہ لیجیے۔

4.4 اہم کتب خانے اور ادارے

ہندوستان کو زمانہ قدیم سے ہی تعلیمی اداروں اور کتب خانے کی تعمیر و تشکیل میں اہم مقام حاصل رہا ہے۔تاریخ کی کتابوں اور سیاحوں کے بیانات سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہمارا علمی ورثہ بہت ہی اہمیت کا حامل رہا ہے۔چنانچہ عہد قدیم میں نالندہ، تکشلا اور وکرم شلا کے علمی مراکز ہوں یا پھر عہد وسطی کے دہلی، لاہور، عظیم آباد، ملتان، مرشد آباد، بیجاپور، حیدرآباد اور جون پور کے علمی ادارے و کتب خانے۔انگریزی عہد حکومت میں متعدد جامعات کا قیام اور کتب خانوں کی تشکیل و تجدید سے ہمارے علمی و ادبی عظمت کی عکاسی ہوتی ہے۔عہد وسطی بالخصوص مغلیہ دور میں کچھ ایسے علمی مراکز قائم ہوئے جو اب بھی اہل علم و ہنر کی علمی و ادبی پیاس بجھانے میں سرگرم عمل ہیں۔کتب خانے کسی بھی ملک کی سب سے اہم وراثت ہوتے ہیں۔جس ملک میں جتنا قدیم اور عظیم کتب خانے ہیں اس ملک کے علمی و تعلیمی عظمت کا پتہ دیتے ہیں۔ہمارے ملک میں کچھ ایسے ہی باوقار قدیم اور عظیم کتب خانے و عجائب گھر ہیں جو ہماری عظمت رفتہ اور حالیہ ترقی کی بے مثال نشانیاں ہیں۔ایسے کتب خانوں میں خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ، رضا لائبریری رامپور، نیشنل لائبریری کلکتہ، مولانا ابوالکلام آزاد عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ٹونک، راجستھان، ڈاکٹر ذاکر حسین سنٹرل لائبریری جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی، مولانا آزاد سنیٹرل لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، سالار جنگ میوزیم لائبریری حیدرآباد، ادارہ ادبیات، حیدرآباد اور دارالترجمہ حیدرآباد۔اس ذیلی اکائی میں آپ ان اہم کتب خانوں اور اداروں میں علاقائی اردو اکیڈمیاں، غالب اکیڈمی دہلی اور سالار جنگ میوزیم لائبریری سے متعلق مختصر جانکاری حاصل کریں گے۔

4.4.1 علاقائی (ریاستی) اردو اکیڈمیاں

پچھلے صفحات میں آپ نے پڑھا ہے کہ اردو کی قومی اور بین الاقوامی حیثیت مسلم ہے اور قومی سطح پر اس کی ترویج وترقی کے لیے آئین میں مراعات وشقیں موجود ہیں ۔حکومت ہند اس بات کی پابند ہے کہ ملک کی دیگر بڑی زبانوں کی ترویج وترقی کے ساتھ ساتھ اردو کی ترقی کے لیے بھی اقدامات کرے۔ مرکزی حکومت کے علاوہ آئین کی رو سے ریاستی حکومتوں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ریاست میں بولی جانے والی زبانوں کے فروغ کے لیے اقدامات کرے۔ چونکہ اردو بولنے پڑھنے لکھنے اور سمجھنے والے افراد کی تعداد کروڑوں میں ہے جو ملک کے طول وعرض میں مختلف ریاستوں اور خطوں میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ریاستی حکومتیں اس عوامی زبان کی ترویج وترقی کے لیے آئین کے تحت اقدامات کرتی ہیں ۔ بہت سی ریاستوں میں اردو کی ترویج وترقی کے لیے ریاستی اردو اکیڈمیاں قائم کی گئی ہیں جو بالخصوص ریاستی سطح پر اس کی ترقی کے اقدامات کرتی ہیں اور بالعموم مرکزی سطح کے اداروں، قومی اداروں اور دیگر ریاستوں کی اکیڈمیوں سے اشتراک بھی کرتی ہیں تا کہ اردو زبان وادب کے فروغ کا عمل جاری رہے۔ ریاستی سطح کی اردو اکیڈمیاں متعدد ریاستوں میں قائم ہیں تاہم کچھ ریاستوں میں اردو اکیڈمیوں کے علاوہ اردو کی تہذیبی وتمدنی نشو ونما کے لیے اور عوام تک اس کو پہنچانے کے لیے دیگر چھوٹے بڑے ادارے بھی قائم ہیں ۔کچھ ریاستوں میں تعلیمی وتدریسی ادارے بھی ان کے کاموں میں اشتراک کرتے ہیں ۔کئی ریاستوں میں اردو کے یہ ادارے اور اکیڈمیاں آزادی کے پہلے سے سرگرم عمل ہیں تو کچھ ریاستوں میں آزادی کے فوراً بعد نیز کچھ ریاستوں میں تھوڑے وقفے وقفے کے بعد اردو اکیڈمیاں قائم ہوئی ہیں ۔جن ریاستوں میں اردو اکیڈمیاں قائم ہوئی ہیں ان میں پنجاب، ہریانہ، دہلی، اتر پردیش، بہار، مغربی بنگال، مدھیہ پردیش، راجستھان، مہاراشٹرا، آندھرپردیش، تلنگانہ، کرناٹک وغیرہ ریاستوں کی اردو اکیڈمیاں خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۔مذکورہ ریاستوں کی اردو اکیڈمیوں کے علاوہ کچھ ایسی ریاستیں ہیں جہاں اردو اکیڈمیاں تو باضابطہ طور سے قائم نہیں ہیں تاہم اردو کے فروغ کے لیے ادارے کام کر رہے ہیں مثلاً تمل ناڈو، کیرلا اور ہماچل پردیش وغیرہ جب کہ نئی تشکیل شدہ ریاستوں جھارکھنڈ اور اترا کھنڈ میں بھی ماضی قریب میں اردو اکیڈمیاں قائم ہوئی ہیں ۔جموں وکشمیر ملک کی واحد ایسی ریاست ہے جہاں کی اوّل سرکاری زبان اردو ہے۔ جہاں سرکاری طور پر اردو کے فروغ کے لیے علاقائی زبانوں کشمیری، ڈوگری اور لداخی کے ساتھ ساتھ اردو کے فروغ کے لیے کشمیر کلچرل اکیڈمی قائم ہے اور اردو اکیڈمی بھی قائم کی جارہی ہے۔

پنجاب اردو اکیڈمی:

ملک کی تقسیم کا سب سے زیادہ مضر اثر پنجاب پر پڑا اور پنجاب دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ایک حصہ پاکستان میں شامل ہوا اور اس خطے میں اردو کی ترقی بدستور جاری رہی ۔ ہندوستان میں شامل پنجاب کے خطے میں آزادی کے بعد اردو کی ترقی تقسیم ہند کے نامناسب حالات کی نذر ہوگئی۔ تاہم نصف صدی گزرنے کے بعد 20 ستمبر 2005 میں پنجاب اردو اکیڈمی کی تشکیل نو ہوئی ۔ پنجاب اردو اکیڈمی کا صدر دفتر مالیر کوٹلہ میں ہے۔ پنجاب اردو اکیڈمی کے اغراض ومقاصد میں صوبے میں اردو زبان وادب کے مطالعے کو تحریک دینے ،تحقیقی وتخلیقی ادب کو پروان چڑھانے ،معیاری کتابوں اور رسالوں کی اشاعت کرنے ،سیمیناروں، کانفرنسوں اور ورکشاپ کا انعقاد کرنا، اردو زبان کے ادیبوں اور شاعروں کو فیلوشپ اور وظائف سے نوازنا ، مالی مشکلات کا سامنا کرنے والے ادیبوں کی مالی اعانت کرنا ،معیاری اردو ادب پر انعام دینا، اردو زبان وادب کی درس وتدریس کا انتظام کرنا اور اردو کے ممتاز اور مستحق ادیبوں کو پینشن دینا شامل ہے ۔اس کے علاوہ اردو فاصلاتی کورسس ،غیر مطبوعہ تصانیف کی اشاعت ،اردو

لائبریری اور بہترین ادب کے فروغ کے لیے کام کرنا بھی اس کے اغراض ومقاصد میں شامل ہیں۔ پنجاب سرکار نے پنجاب اردو اکیڈمی کے لیے 2015-16 میں پچاس لاکھ کا بجٹ مختص کیا ہے۔ جنوری 2014 سے پروفیسر منظور حسن اس اکیڈمی کے سکریٹری مقرر کیے گئے ہیں۔

ہریانہ اردو اکیڈمی:

ہریانہ اردو اکیڈمی کا قیام 22 دسمبر 1985 کو ہوا تھا۔ اس کا مقصد ریاست میں اردو زبان وادب کے فروغ کے ساتھ ساتھ اردو کلچر کا فروغ بھی شامل تھا۔ اردو کی ترقی کے لیے اور اس کو عوامی زبان بنانے کے لیے ہریانہ اردو اکیڈمی نے جن اغراض ومقاصد کو سامنے رکھا ہے ان میں اردو کی تدریس کے لیے اردو سینٹر کا قیام، ہریانہ کے کلچر کی ترویج، معروف ومشہور ادبا وشعرا کی تخلیقات کی اشاعت، ان کو مالی تعاون، ہریانوی مصنفین کی کتابوں کی اشاعت، ہریانہ میں منعقد کیے جانے والے ادبی اور تہذیبی اداروں کی اعانت، مشاعرہ، سیمینار، ورکشاپ، کانفرنس اور اردو کے فروغ کے لیے دیگر سرگرمیوں کی مالی معاونت کے ساتھ ساتھ ہریانوی اور دیگر ریاستوں کے اردو ادیبوں کو انعامات واعزازات، مخطوطوں اور نایاب کتابوں کی ازسرنو اشاعت اور ہریانہ کی تاریخی وتہذیبی اردو یادگاروں کی توسیع، ہریانہ اردو اکیڈمی کے خاص اغراض ومقاصد ہیں۔ اس اکیڈمی کا صدر دفتر ہریانہ کے پنچکولہ میں واقع ہے۔

اردو اکادمی، دہلی:

دہلی میں اردو اکادمی کا قیام مارچ 1981 میں ہوا تھا۔ چونکہ دہلی اردو کی جائے پیدائش رہی ہے اس لیے یہاں اردو کے فروغ کے اداروں کے لیے کافی امکانات ہیں لیکن تقسیم وطن سے اردو کو سخت نقصان پہنچا۔ آزادی کے بعد بہت دنوں تک اس طرف توجہ نہیں دی گئی۔ حالانکہ دہلی میں انجمن ترقی اردو ہند کا صدر دفتر قائم ہے لیکن اس نے بھی 1976 تک دہلی میں اردو اکیڈمی کے قیام کے لیے کوئی حوصلہ افزا کام نہ کیا۔ 1976 میں دہلی انتظامیہ میں لسانی شعبے کے تحت سرکاری کام کاج میں اردو کو شامل کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی اور اس کمیٹی کی کوششوں سے مارچ 1981 میں دہلی میں اردو اکیڈمی قائم ہوئی اور اس کا پہلا بجٹ صرف پچاس ہزار روپے تھا۔ اس اکیڈمی کا دائرہ کار کافی وسیع اور متنوع ہے۔ اس کے بنیادی مقاصد میں دہلی کی ادبی، تاریخی، سماجی اور تہذیبی وثقافتی پہلوؤں سے متعلق تاریخی ودستاویزی مواد کو کتابی صورت میں محفوظ کرنے کا کام شامل ہے۔ دہلی اردو اکیڈمی کے ذریعے کیے جانے والے ادبی وثقافتی سرگرمیوں کا اثر ملک گیر پیمانے پر ہوتا ہے۔ بیرون دہلی اور بیرون ملک کے محققین کے اس سے قریبی روابط ہیں۔ کل ہند سطح کے ادبی وشعری محفلوں، سیمینار، ادبی انعامات واعزازات بھی اس کے مقاصد میں شامل ہیں۔ اس کے شعبہ نشر واشاعت نے ایوان اردو اور امنگ جیسے معیاری رسالوں کے علاوہ بہت ہی معیاری کتابوں کی اشاعت کی ہے۔ دہلی کا وزیر اعلیٰ اس کا آئینی چیرمین ہوتا ہے اور کسی ماہر لسانیات، ادیب یا شاعر کو اردو اکیڈمی کا وائس چیرمین بنایا جاتا ہے۔

اتر پردیش اردو اکیڈمی:

آبادی کے لحاظ سے اتر پردیش ہندوستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ اردو بولنے والوں کی تعداد بھی اسی صوبے میں سب سے زیادہ ہے۔ لیکن اردو کو سب سے زیادہ نقصان بھی یہیں اٹھانا پڑا ہے۔ جنوری 1972 میں حکومت اتر پردیش کے ذریعے اردو اکیڈمی کا قیام ہوا۔ اپنے قیام کے بعد سے ہی اکیڈمی اردو کی ترویج واشاعت کے لیے نمایاں کارنامے انجام دے رہی ہے۔ بعد کی دہائی میں اردو ریاست کی دوسری سرکاری زبان بننے کے بعد اس کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اتر پردیش اردو اکیڈمی کے اہم مقاصد میں اردو کے قدیم شہ پاروں

کی اشاعت، ادب اطفال کی اشاعت، درجہ چھ سے ایم فل، پی ایچ ڈی تک کے اردو کے طلبا کو میرٹ کی بنیاد پر وظائف دینا، صوبے میں عوامی کتب خانوں کو مالی امداد، مصنفین کے مسودات کی طباعت کے لیے مالی امداد، اردو کے معذور، بیمار اور مالی طور پر کمزور ادباء شعراء اور صحافیوں کی مالی امداد مصنفین، ادباء وشعراء کی شائع شدہ کتابوں پر انعامات دینا اس کے اہم مقاصد میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سیمینار، ورکشاپ، ثقافتی سرگرمیوں اور مشاعروں کے انعقاد کو مالی امداد کے علاوہ اردو کوچنگ سینٹر اور اردو طلبا کے لیے مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کے لیے کوچنگ سینٹر کے قیام بھی اس کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔

بہار اردو اکیڈمی:

اردو آبادی کے لحاظ سے صوبہ بہار بھی ایک اہم ریاست ہے۔ ریاست بہار میں اردو اکیڈمی کا قیام 1972 میں ہوا۔ چونکہ اردو ریاست کی دوسری سرکاری زبان ہے اور یہاں سیکڑوں کی تعداد میں اردو میڈیم ابتدائی وثانوی اسکول قائم ہیں اس لیے اردو اکیڈمی بہار کی ذمہ داریوں میں معیاری کتب شائع کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے۔ اس کے دیگر اہم مقاصد میں شعرا، ادبا اور اردو صحافیوں کی حوصلہ افزائی، قومی وبین الاقوامی سیمینار کا انعقاد اور اردو زبان وادب کے فروغ کے لیے دیگر سرگرمیوں کی امداد شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اردو اکیڈمی بہار معاشی طور پر کمزور اور ضعیف وبزرگ شعرا وادبا کی مالی امداد، ریاستی وقومی سطح کے مصنفین کی کتابوں پر انعامات دینا اس کے مقاصد میں شامل ہیں۔ بہار اردو اکیڈمی ایک ماہانہ ادبی مجلّہ "زبان وادب" کے نام سے شائع کرتی ہے۔

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی:

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کا قیام 20 جولائی 1976 کے ریاستی حکم نامے کے ذریعے نومبر 1976 میں ہوا۔ ڈاکٹر نصرت مہدی مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کے موجودہ سکریٹری ہیں۔ مدھیہ پردیش میں اردو زبان تعلیم اور ادب کے فروغ اور اس کے تحفظ کے لیے ضروری اقدامات کرنا، نئے تخلیقی و تنقیدی اردو ادب کی اشاعت کرنا، ادبی نشست، مذاکرے ومشاعرے کا انعقاد کرنا، لائبریریوں، ادیبوں اور شاعروں کو مالی امداد دینا، ادبی وثقافتی اداروں کو ان کی ادبی سرگرمیوں کے لیے مدد کرنا اکیڈمی کے خاص اغراض ومقاصد میں شامل ہیں۔ مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی اردو کی تعلیم وتربیت کے لیے دو محاذ پر کوشش کر رہی ہے۔ ایک تو یہ کہ گذشتہ بارہ سال سے اردو سکھانے کی کلاس چلاتی ہے جس میں داخلے کی کوئی فیس نہیں۔ دوسرے اکیڈمی NCPUL کے زیر نگرانی مدھیہ پردیش میں اردو ٹریننگ سنٹر چلاتی ہے۔ مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کتابوں پر انعام دیتی ہے۔ اکیڈمی نے اپنی کتابوں کو قارئین تک پہنچانے کے لیے سیل کاؤنٹر بنا رکھا ہے جہاں اکیڈمی کے کاؤنٹر پر کونسل اور انجمن ترقی اردو ہند کی مطبوعات دستیاب ہیں۔ اکیڈمی نے اردو انسائیکلوپیڈیا، انگریزی اردو ڈکشنری، اردو ہندی ڈکشنری، تاریخ ادب اردو، بھوپال درپن، داستان بھوپال، اقبال سب کے لیے اور حیات اجمل جیسی منفرد اور نایاب کتابیں شائع کی ہیں۔ اکیڈمی کا صدر دفتر ملا رموزی سنسکرتی بھون بھوپال میں قائم ہے۔

مہاراشٹر اردو اکیڈمی:

ریاست مہاراشٹر کی اردو اکیڈمی کا نام مہاراشٹر اسٹیٹ اردو ساہتیہ اکیڈمی ہے۔ اس کا قیام 1975 میں ہوا تھا۔ شری اے رؤف خاں اس اکیڈمی کے موجودہ چیرمین ہیں۔ مہاراشٹر اردو ساہتیہ اکیڈمی وزارت اقلیتی امور کے زیر انتظام ہے۔ اکیڈمی کے دائرہ کار میں پورے مہاراشٹرا میں اردو زبان وادب اور اس کے فروغ سے متعلق سرگرمیاں شامل ہیں۔ اکیڈمی خاص طور سے اردو زبان سے متعلق کانفرنس، سیمینار کے علاوہ ابتدائی و ثانوی سطح کی اردو کتابوں کی اشاعت میں معاونت کرتی ہے۔ یہ اکیڈمی پوری ریاست کے مصنفین وشعرا کو ان کی معروف تصنیفات پر انعامات و

اعزازات دیتی ہے۔مہاراشٹر اردو اکیڈمی مرکزی سطح پر اردو کی ترویج وترقی کے لیے قائم اردو کونسل (NCPUL) سے اشتراک کر کے اردو کے فروغ کے لیے سرگرمیاں منعقد کرتی ہے۔ یوم جمہوریہ، یوم آزادی اور دیگر مواقع پر آل انڈیا مشاعرے وغیرہ کا اہتمام مہاراشٹر اسٹیٹ اردو ساہتیہ اکیڈمی منعقد کرتی ہے۔اکیڈمی کا صدر دفتر اولڈ کسٹم ہاؤس، ڈی، ڈی بلڈنگ سکنڈ فلور ایس-بی روڈ ممبئی-23 میں واقع ہے۔

آندھرا پردیش اردو اکیڈمی:

دکن کا خطہ بالخصوص سابقہ نظام حیدرآباد کے علاقے کو اردو کی قدیم آبادی تسلیم کیا جاتا ہے۔اے-پی اردو اکیڈمی کا قیام اس پورے خطے میں اردو کی ترویج وترقی کے لیے ہوا تھا۔ان اکیڈمیوں کے اغراض ومقاصد میں اردو زبان وادب کی ترویج وترقی، اردو رسم الخط اور اردو ذریعہ تعلیم کی توسیع، تعلیمی اداروں میں اردو بحیثیت مادری زبان یا زبان اول اور ثانوی زبان کی تدریس کا انتظام تعلیم کی مختلف سطحوں پر کرنا ہے۔اس کے علاوہ اردو لسانیات، دکنی مخطوطات، قدیم مخطوطے اور مطبوعہ، نادر ونایاب کتابوں کا تحفظ اور ان پر تحقیق کے علاوہ اردو میں کانفرنس، لکچر، سیمنار، اور دیگر ادبی سرگرمیاں منعقد کرانا بھی ہے۔اردو اکیڈمی اردو کے ترقیاتی منصوبے کے تحت اسکولی سطح کی تمام کتابوں کا اردو میں ترجمہ کراتی ہے یا پھر انہیں اردو میں تیار کراتی ہے۔اردو اکیڈمی ریاست میں بالعموم اور حیدرآباد میں بالخصوص تمام کتب خانوں کی اردو کتابوں کی دیکھ بھال اور ان کے تحفظ کے اقدامات بھی کرتی ہے۔ یہ اکیڈمی ذہین طلبا کو وظائف مہیا کراتی ہے۔اکیڈمی نے کئی معروف ادبا وشعرا کے نام پر انعامات واعزازات دینے کا اعلان بھی کیا ہے جو اردو زبان وادب کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیتے ہیں۔انعامات میں مخدوم ایوارڈ، قلی قطب شاہ ایوارڈ، شری کرشن پرشاد صفی ایوارڈ وغیرہ اہم ہیں۔ان کے علاوہ ادبا وشعرا کو لائف ٹائم اچیومنٹ، ادبی کتاب پر انعامات، بہتر اساتذہ کے انعام اور بہترین طلبا کے انعام بھی آندھرا پردیش اردو اکیڈمی کرتی ہے۔آندھرا پردیش اردو اکیڈمی ادارہ جاتی سطح پر اردو اسکولوں کو اور مختلف اردو کلچرل اداروں کو بھی امداد اور ساز وسامان مہیا کراتی ہے اس کے علاوہ اکیڈمی کا رسالہ "قومی زبان" ڈگری درجات کی درسی کتابیں، تلگو اردو ڈکشنری وغیرہ کی اشاعت بھی اردو اکیڈمی کے زیر اہتمام کیا جاتا ہے۔

کرناٹک اردو اکیڈمی:

کرناٹک اردو اکیڈمی حکومت کرناٹک کا نیم خود مختار ادارہ ہے جو ریاستی حکومت کے زیر اہتمام ہے۔کرناٹک اردو اکیڈمی کا قیام 1976 میں ہوا۔عام طور پر ریاستی اردو اکیڈمیوں کے اغراض ومقاصد کی طرح اس کے بھی اغراض ومقاصد ہیں۔کرناٹک اردو اکیڈمی اپنے منصوبہ بند پروگرام کے تحت جن اغراض ومقاصد کے لیے کوشاں ہے ان میں اردو شعرا وادبا اور صحافیوں کو انعامات، بہترین کتابوں پر انعامات، مصنفین کو کتابوں کی اشاعت کے لیے مالی امداد، غیر اردو داں کو اردو سکھانے کا اہتمام، ماہرین لسانیات وزبان وادب کے توسیعی خطبات کا انتظام کرنا خاص طور سے شامل ہیں۔اس کے علاوہ اکیڈمی اپنی اشاعتی پروگرام کے تحت سہ ماہی ادبی رسالہ اور کئی اہم کتابیں شائع کرتی ہے۔اکیڈمی صوبائی سرکاری زبان کنڑ سے ادبی لین دین کو فروغ دیتی ہے۔اردو اساتذہ کے لیے تربیتی کورس اور ریفریشر کورس کا بھی انعقاد کرتی ہے اور کتب خانوں کو رسالوں، کتابوں اور دیگر علمی وادبی عطیات فراہم کرتی ہے۔اکیڈمی کا صدر دفتر کرناٹک بھون، سیکنڈ فلور، جے-سی-روڈ بنگلور میں واقع ہے۔

4.4.2 غالب اکیڈمی (دہلی):

دلی کا شمار ہندوستان کے عظیم تہذیبی شہروں میں ہوتا ہے۔ یہاں متعدد تعلیمی، تہذیبی اور ثقافتی ادارے قایم ہیں۔آپ نے دہلی اردو اکیڈمی کے متعلق بھی جانکاری حاصل کی ہے۔ یہاں اس کے علاوہ ساہتیہ اکیڈمی، غالب انسٹی ٹیوٹ، کلچرل اکیڈمی، کلا بھون، نیشنل بک ٹرسٹ

انڈیا،قومی کونسل برائے فروغ اردوزبان اورغالب اکیڈمی قائم ہیں۔ان میں سے ہرادارہ اپنے قیام کے اغراض ومقاصد کی تکمیل کرر ہا ہے۔غالب اکیڈمی کا قیام خصوصی طور پر انیسویں صدی کے معروف ومشہور اردواور فارسی شاعر ونثر نگار مرزا اسداللہ خاں غالب کی یاد میں ہوا تھا۔یہ قومی سطح کا تعلیمی،تہذیبی اور ثقافتی ادارہ ہے۔اس کا قیام معروف ومشہور حکیم اور ہمدرد کے بانی حکیم عبدالحمید کی کوششوں سے ہوا۔اس کا افتتاح اس وقت کے صدر جمہور یہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے 22 فروری 1969 کو کیا۔غالب اکیڈمی معروف ومشہور ولی اللہ اورصوفی حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ کے قریب قائم ہے۔یہ ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے تحت قائم شدہ ادارہ ہے ۔جو مرزا غالب کی نگارشات اوران کی شخصیت اور کارناموں کو اجاگر کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔اس کی دفتری (Official) زبان اردو ہے۔غالب اکیڈمی میں تحقیقی کتب خانہ،آڈیٹوریم اوراشاعتی سیکشن قائم ہے۔اس اشاعتی ادارے نے غالب اوران کی شاعری اوران کے ہم عصروں پر درجنوں کتابیں شائع کی ہیں۔جس میں غالب اورآہنگ غالب،غالب اورفن تنقید،تعلیمات غالب کے علاوہ دیوان غالب کے متعدد ایڈیشن اور شرحیں شائع کی ہیں۔اس کے علاوہ یہاں سے ششماہی ادبی رسالہ "جہان غالب" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

غالب اکیڈمی کے قیام کے اغراض ومقاصد میں مرزا غالب کی یادگار اندرون ملک اور بیرون ملک قائم کرنا،ان پر مختلف طرح کے مذاکرے اور سیمینار منعقد کرنا،مرزا اسداللہ خاں غالب اوران کے ہم عصروں پر تحقیق کرنا،کلاسیکل شاعری اور مشرقی زبانوں سے متعلق مطالعے کے علاوہ مختلف ادبی اور ثقافتی اداروں کے تعاون سے ادبی مذاکرے،سیمینار،مشاعرے اور نشستوں کا اہتمام کرنا شامل ہے۔یہ ادارہ قومی کونسل برائے فروغ اردوزبان کے تعاون سے کمپیوٹراور خطاطی کے تربیتی پروگرام بھی چلاتا ہے۔غالب اکیڈمی سے متصل بہت سی تاریخی عمارتیں اور مقامات ہیں۔ غالب اکیڈمی کی دائیں جانب مرزا اسداللہ خاں غالب کا مزار ہےاورقریب دوسومیٹر کے فاصلے پر حضرت نظام الدین اولیا اور طوطی ہند امیر خسرو کی درگاہیں ہیں۔جب کہ کچھ ہی فاصلے پر شہرہ آفاق ہمایوں کا مقبرہ بھی ہے۔

4.4.3 سالار جنگ میوزیم لائبریری (حیدرآباد)

سالار جنگ میوزیم کا شمار کسی فرد واحد کے ذریعے قائم کئے گئے عظیم اداروں میں ہوتا ہے۔اس میوزیم میں تقریبا چالیس ممالک کے نوادرات اکھٹا کئے گئے ہیں جن کا تعلق عہد جدید وقدیم کے ہر دور سے ہے۔سالار جنگ میوزیم کی لائبریری اپنے آپ میں منفرد حیثیت کی حامل ہے۔اس لیے کہ اس کتب خانے میں مطبوعہ کتابوں کی تعداد ساٹھ ہزار سے زائد ہیں جب کہ کثیر تعداد میں کئی زبانوں کے مخطوطات موجود ہیں جو فن خطاطی کا اعلی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ان مخطوطات میں تقریبا بیس طرح کے خط استعمال کیے گئے ہیں۔موجودہ سالار جنگ میوزیم اوراس کی لائبریری کا باضابطہ افتتاح جولائی 1968 میں صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے کیا۔پنڈت جواہر لال نہرو نے 1963 میں اس عمارت کی سنگ بنیاد رکھی تھی۔اس سے قبل اس میوزیم کو 1963 میں پارلیمنٹ کے ایکٹ کے ذریعے قومی وراثت قرار دیا گیا۔سالار جنگ کی موجودہ عمارت سے قبل اسے حیدرآباد کی معروف تاریخی عمارت دیوان دیوڑھی میں قائم کیا گیا تھا۔یہ عمارت اب آثار قدیمہ کی یادگار عمارتوں میں شامل ہے جس میں 78 کمرے ہیں۔انہیں کمروں میں سالار جنگ میوزیم کے نوادرات ،مخطوطات اور مطبوعہ کتابیں اکٹھا کی گئی تھیں۔سالار جنگ کی وفات کے بعد مارچ 1949 میں ان کے ذریعے اکٹھا کئے گئے قیمتی سرمائے،نوادرات،ذاتی املاک،ہیرے جواہرات،فنون لطیفہ کی اشیاء،کتب خانہ اور دیگر گراں قدر سرمائے کو وطن عزیز کے سپرد کردیا۔حکومتی تحویل کے بعد اس کی دیکھ بھال کے ذریعے ریاستی وزیر اعلیٰ کے ذریعے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کا صدر نواب مہدی نواز کو بنایا گیا۔سالار جنگ کے تمام اثاثے کو میوزیم کے لیے اس وقت کے وزیر داخلہ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے ماہر آثار قدیمہ شری چلم

کی دیکھ ریکھ میں دیوان دیوڑھی میں منتقل کرنے کی تجویز رکھی۔نواب مہدی نواز جنگ نے میوزیم کے قیام میں ایک اہم رول ادا کیا۔دسمبر 1951 میں پنڈت نہرو نے دیوان دیوڑھی میں اس کا افتتاح کیا اور یہ طے پایا کہ میوزیم کی اپنی عمارت کی تعمیر مکمل ہونے تک یہ دیوان دیوڑھی میں قائم رہے گا۔سالار جنگ میوزیم اور لائبریری کو قومی سرمایہ قرار دینے کے بعد پروفیسر ہمایوں کبیر جو اس وقت کے حکومت ہند کے ایک اہم رکن تھے نے اسے بورڈ آف ٹرسٹیز کے تحت چلانے کی تجویز رکھی۔

سالار جنگ میوزیم اور لائبریری تین حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلا حصہ نواب تراب علی خاں بہادر مختارالملک سالار جنگ اول کے نام منسوب ہے۔دوسرا حصہ ان کے بڑے فرزند نواب میر لائق علی خاں بہادر عمادالسلطنت سالار جنگ دوم کے نام منسوب ہے اور تیسرا حصہ ان کے پوتے اور اس میوزیم کے بانی نواب میر یوسف علی خاں بہادر سالار جنگ سوم سے متعلق ہے۔واضح رہے کہ سالار جنگ نظام حیدرآباد کے وزیراعظم کے عہدے پر فائز تھے۔سالار جنگ میوزیم کی لائبریری میں مختلف ادوار اور متعدد قسم کی مخطوطات اور مطبوعات کو بڑے سلیقے سے رکھا گیا ہے۔اس لائبریری میں نہ صرف ہندوستانی مخطوطات ومطبوعات موجود ہیں بلکہ بہت سے مخطوطات کا تعلق دنیا کے دوسرے ممالک اور زبانوں سے ہے۔میوزیم میں عباسی دور کے مشہور خطاط یاقوت المستعصمی کا قرآنی نسخہ موجود ہے۔لائبریری میں 2500 عربی مخطوطات، 4700 فارسی مخطوطات اور 2200 اردو مخطوطات موجود ہیں۔مخطوطات میں عربی، فارسی اور اردو کے علاوہ ہندی، سنسکرت، تلگو، اڑیا، انگریزی اور ترکی جیسی علاقائی و بین الاقوامی زبانوں کے مخطوطات بھی شامل ہیں۔لائبریری میں کچھ ایسے مخطوطات بھی ہیں جو کھجور کے پتے، دیگر پیڑوں کے پتے، پیپرس، گلاس اور لکڑی کے تختوں پر بھی لکھے ہوئے ہیں۔کتب خانے میں مختلف علوم وفنون کے مخطوطات ومطبوعات مثلاً قانون، طب وجراحت، نثر ونظم، زبان ولسان، علم نجوم، طبعیات، فلسفہ، منطق، تصوف، دینیات ومذہبیات، تاریخ وجغرافیہ اور مختلف طرح کے لغات شامل ہیں۔ان مخطوطات ومطبوعات میں کچھ ایسی بھی ہیں جو بہت ہی نایاب ہیں مثلاً حیات الحیوان، القانون، تجرید فی المنطق، بابرنامہ، طوسی کا قصیدہ، مرزا غالب کی تحریریں، فردوسی کا شاہنامہ، ابن عمر خیام کی رباعیات، سعدی کی بوستان اور حافظ شیرازی کا دیوان بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) ہریانہ اُردو اکیڈمی پر مختصر نوٹ لکھیے۔

(2) ریاستی اُردو اکیڈمیوں کے قیام کے مقاصد کو بیان کیجیے۔

4.5 ادارہ ادبیات اردو (حیدرآباد)

اردو زبان وادب کے فروغ میں دبستان گولکنڈہ کا اہم مقام رہا ہے۔اپنی شان رفتہ اور روایت کو قائم رکھتے ہوئے دور جدید میں والی حیدرآباد یعنی حیدرآباد کے نظام شاہی دور میں بھی اردو زبان وادب کی ترویج وترقی کے لیے متعدد بنیادی کام ہوتے رہے۔یہی وجہ ہے کہ آج بھی سرزمین دکن میں اردو زبان وادب کے حوالے سے حیدرآباد کا نام سرفہرست ہے۔یوں تو حیدرآباد میں مختلف ادبی وثقافتی ادارے قائم ہیں۔آپ نے ان میں سے سالار جنگ میوزیم لائبریری کے متعلق جانکاری حاصل کی ہے۔اور اگلے صفحات میں شہرہ آفاق ادارہ دارالترجمہ حیدرآباد کے متعلق بھی معلومات حاصل کریں گے۔

عزیز طلبا! ایک اور ادارہ جو حیدرآباد ہی نہیں بلکہ اردو کے تمام ہی اداروں میں اہم مقام رکھتا ہے کا نام "ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد" ہے۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن کے نام سے رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ جس کا قیام 1931 میں ہوا۔ یہ ادارہ 1931 سے اب تک بڑے ہی پرعزم اور خاموشی کے ساتھ اردو زبان وادب کی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ادارہ ادبیات حیدرآباد سے قبل جامعہ عثمانیہ اور دارالترجمہ کا قیام ہو چکا تھا۔ گویا ان سے الگ ہٹ کر صرف علمی وادبی خدمات کے لیے ادارہ ادبیات حیدرآباد کا قیام عمل میں آیا۔ ادارہ ادبیات کے قیام کے اغراض ومقاصد میں اردو زبان وادب کی توسیع وحفاظت، سرزمین دکن میں اردو زبان وادب کا صحیح ذوق پیدا کرنا، ملک کے نوجوانوں میں انشاپردازی اور شاعری کا ذوق پیدا کرنا اور تصنیف وتالیف میں رہبری اور مدد کرنا، عوام میں اردو کی تعلیم اور مطالعے کا شوق پیدا کرنا اور اس کے لیے ضروری وسائل اختیار کرنا، اردو کو مختلف علوم وفنون سے روشناس کرنا، تاریخ دکن کی خدمت اور ملک کے تاریخی اور ادبی آثار کی حفاظت کرنا اور ایک ایسا مکمل کتب خانہ قائم کرنا جس میں اردو کی بالعموم اور خاص طور پر دکن کی تمام تحریریں اور آثار محفوظ ہو سکیں اور جس کا ایک حصہ خواتین کے لیے وقف رہے۔

عزیز طلبا! کسی بھی ادارے کے اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے ان کے بنیاد گزاروں کے علمی ذوق اور انتظامی صلاحیتیں بہت ہی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ چنانچہ ادارہ ادبیات کی بنیاد گزاروں میں ایسے علما، شعرا، ادبا، محققین اور ناظم تعلیمات شامل ہیں جنہوں نے ہر طرح سے اس کی بنیادیں مضبوط کیں اور آج بھی یہ ادارہ اپنے اغراض ومقاصد کی تکمیل کر رہا ہے۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن کے بنیاد گزاروں میں مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی (ایم، اے۔ ایل، ایل، بی) مولوی عبدالقادر صاحب سروری (ایم، اے۔ ایل، ایل، بی) مولوی وعبدالقادر صاحب صدیقی (ایم، اے، شعبہ دینیات) مولوی نصیرالدین صاحب ہاشمی (منشی، فاضل) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور (ایم۔ اے، پی۔ ایچ، ڈی لندن) اور بابائے اردو مولوی عبدالحق وغیرہ خاص ہیں۔

ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن کے قیام کے مختلف دستاویزات (ڈاکیومنٹ) سے اس ادارے کے بیس معاونین کا پتہ چلتا ہے جن میں نواب عزیز یار جنگ بہادر کے علاوہ نظام حیدرآباد کے فینانس، تعلیمات، عدلیہ اور مختلف شعبہ ہائے سلطنت کے امرا، روسا اور جامعہ عثمانیہ کے پروفیسران حضرات کے علاوہ انجمن ترقی اردو کے سکریٹری مولوی عبدالحق صاحب کا نام بھی درج ہے۔ اس ادارے کے لائحہ عمل میں ادارے کے بنیادی مسلک کا تحفظ، رقمی معاملات اور آمد وخرچ کی تنظیم اور موازنہ کی تشکیل، مطبوعات ادارہ کے سلسلے میں کتابوں کا انتخاب اور اشاعت کا انتظام، ادارہ کی مجلسوں، شعبوں اور شاخوں کا انتظام اور نگرانی، رفقاء اور اراکین کا تعین اور ان کے فرائض وحقوق کی تشخیص کے علاوہ کتب خانہ کی تعمیر، توسیع اور اس کا انتظام بھی شامل ہے۔

4.5.1 دارالترجمہ (حیدرآباد)

دارالترجمہ (حیدرآباد) کا قیام 1912 میں میر عثمان علی خان نظام حیدرآباد کے فرمان کے ذریعے ہوا۔ دارالترجمہ کے ذریعے جامعہ عثمانیہ کی اردو میڈیم نصابی کتابوں کی تیاری ہوتی تھی جس میں سائنس، انجینرنگ، طب، قانون اور سماجی علوم کی کتابوں کا انگریزی سے اردو زبان میں ترجمہ کیا جاتا تھا۔ نظام حیدرآباد کے ذریعے اس ادارے کو آزادانہ طور پر کام کرنے کی سہولت حاصل تھی۔ اس ادارہ کا سربراہ ناظم کی حیثیت سے کام کرتا تھا جو مختلف علوم وفنون کے ماہرین ومترجمین کا تقرر کرتا تھا اور دیگر ملازمین بھی اس کے زیر انتظام تھے۔ دارالترجمہ کی کتابیں بہت ہی اہمیت کی حامل تھیں کیوں کہ یہ کتابیں ملک میں پہلی بار سرکاری سرپرستی میں شائع ہوتی تھی۔ دارالترجمہ نے مختلف علوم وفنون کی 386 کتابیں ترجمہ کر کے شائع

کی۔ یہ کتابیں جامعہ عثمانیہ میں انٹرمیڈیٹ سے ایم۔اے۔ سطح تک کی نیز میڈیکل، انجینیرنگ، قانون اور سائنسی علوم کی نصابی کتابوں کی ضروریات پوری کرتی تھی۔ دارالترجمہ کی 33 سالہ خدمات میں (7) ناظم اور (129) مترجمین نے اپنی خدمات پیش کیں۔ نظام حیدرآباد کے زوال کے بعد جامعہ عثمانیہ کی اردو ذریعہ تعلیم کا تقریباً خاتمہ ہوگیا۔ دارالترجمہ کے ملازمین کو دوسرے شعبہ جات میں ضم کر دیا گیا۔ 1952 میں دارالترجمہ کے ذخیرے میں آگ لگنے کی وجہ سے نادر ونایاب کتابیں جل کر خاک ہوگئیں۔ لیکن اب بھی ملک کے معروف کتب خانوں میں دارالترجمہ کی جانب سے شائع شدہ ونادر ونایاب کتابیں دارالترجمہ کی کامیاب کوشش کی عمدہ نشانی ہے۔

جامعہ عثمانیہ اردو ذریعہ تعلیم کی پہلی یونیورسٹی تھی۔ اردو نصابی کتابوں کی اشاعت کے لیے نصابی ضروریات کے تحت مترجمین رکھے گئے تھے جن کی ذمہ داری یہ تھی کہ متعلقہ مضمون کی نصابی کمیٹی کی سفارش کے بعد انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔ ترجمہ شدہ مسودوں کو کئی ماہرین کی رائے لینے کے بعد اسے شائع ہونے کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ جن ماہرین کی رائے نہایت ضروری تھی ان میں ناظر ادبی و مذہبی اور اصطلاح کمیٹی وغیرہ خاص ہیں کمیٹی کے ناظرین کا خاص کام یہ ہوتا تھا کہ زبان و بیان اور مذہبی ضابطے کو تصدیق کرلیں تاکہ کتاب کی اشاعت کے بعد اس پر کوئی تنازعہ نہ ہو۔ اگر کوئی نئی اصطلاح کتاب میں شامل کی جاتی تو حاشیہ پر اس کا متبادل ترجمہ اردو میں لکھا جاتا۔ دارالترجمہ نے ملک بھر سے چنندہ ماہرین زبان ولسان اور اصطلاحات ومضامین کے ماہرین کی خدمات حاصل کی۔ جن ماہرین نے دارالترجمہ کو اپنی خدمات پیش کیں ان میں عبداللہ عمادی، سید ہاشمی فرید آبادی، مولانا وحیدالدین سلیم، عبدالماجد دریابادی، عبدالحلیم شرر، مرزا محمد ہادی رسوا اور جوش ملیح آبادی کے نام بطور خاص لیا جاسکتا ہے۔ یہاں سبھی علوم وفنون کی اصطلاحات کو حروف تہجی سے ترتیب دے کر ان کی کتابیں تیار کی جاتی تھیں۔ اصطلاحات طب، اصطلاحات کیمیا اور اصطلاحات فلسفہ جیسی معروف کتابیں دارالترجمہ (حیدرآباد) نے شائع کیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) دارالترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی کی اُردو کے فروغ کے سلسلے میں کی گئی گراں قدر خدمات کا جائزہ لیجیے۔

(2) ادارہ ادبیات نے اُردو زبان وادب کی ترقی میں کون سی خدمات انجام دیں۔

4.6 مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

آپ پڑھ چکے ہیں کہ آزادی سے قبل ہندوستان میں سب سے پہلے اردو ذریعہ تعلیم سے تعلیم وتدریس کا انتظام کرنے والی یونیورسٹی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد ہے۔ آزادی کے بعد اس کا ذریعہ تعلیم اردو نہ رہا لیکن یہ بات شدت سے محسوس کی جاتی رہی کہ بین الاقوامی حیثیت رکھنے والی زبان "اردو" کے ذریعے تعلیم فراہم کرنے والی یونیورسٹی کا قیام ہونا چاہیے چنانچہ گجرال کمیٹی سے لے کر سید حامد کمیٹی تک سبھی نے اردو کے ذریعے تعلیم دینے والی یونیورسٹی کے قیام کی سفارش کی تاکہ اس زبان کو ادبی زبان کے ساتھ ساتھ علمی اور تعلیمی زبان بھی بنایا جاسکے۔ اور اسے اس قدر ترقی دی جائے کہ موجودہ دور کی تعلیمی، تکنیکی اور سائنسی ترقیوں کے ساتھ ساتھ چل سکے۔ 1996 میں اردو یونیورسٹی کے لیے راہیں ہموار ہوئیں اور یہ طے ہوا کہ یونیورسٹی اس خطے میں قائم ہو جہاں اردو بولنے والوں کی اچھی تعداد ہو۔ ملک کے کئی صوبوں میں اس کے قیام کی تجاویز رکھی گئیں مثلاً بہار میں پٹنہ، مدھیہ پردیش میں بھوپال اور آندھرا پردیش میں حیدرآباد اور بالآخر حیدرآباد کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس کی علمی وادبی سرزمین پر اردو یونیورسٹی قائم کی

جائے۔اس کے لیے اس وقت کے وزیر اعلیٰ چندر بابو نائیڈو نے اردو یونیورسٹی کے قیام کے لیے 200 ایکڑ اراضی مختص کی۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی 9 ؍جنوری 1998 کو پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے تحت ایک سینٹرل یونیورسٹی کی حیثیت سے قائم ہوئی۔ یہ واحد یونیورسٹی ہے جسے بیک وقت روایتی اور فاصلاتی دونوں طرز کے ذریعے تعلیم فراہم کرنے کا حق حاصل ہے۔اردو یونیورسٹی کے اغراض مقاصد میں اردو زبان کی ترویج وترقی ،اردو زبان کے ذریعے پیشہ وارانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی اور تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ سرفہرست ہیں۔اردو یونیورسٹی سابق ریاست آندھرا پردیش اور موجودہ ریاست تلنگانہ کی دارالسلطنت حیدرآباد کے گچی باولی علاقے میں 200 ایکڑ رقبے پر قائم ہے۔اس کے علاوہ یونیورسٹی نے اپنے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لیے روایتی تعلیم اور فاصلاتی تعلیم کے دیگر علاقائی مراکز بھی قائم کیے ہیں۔روایتی تعلیم کے مراکز میں اساتذہ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ مرکوز کرتے ہوئے آٹھ کالج آف ٹیچر ایجوکیشن سری نگر، بھوپال، دربھنگہ، سنبھل، نوح، آسنسول، اورنگ آباد اور بیدر میں قائم کیے ہیں جب کہ سری نگر اور لکھنو میں عمومی روایتی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے سیٹلائٹ کیمپس قائم کیے گیے ہیں۔تمام کالج آف ٹیچر ایجوکیشن کی رہنمائی ہیڈکوارٹر میں قائم اسکول آف ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ کے ذریعے ہوتی ہے۔اعلیٰ تعلیم کو تقویت پہنچانے کے لیے تین شہروں حیدرآباد، دربھنگہ اور نوح میں ماڈل اسکول قائم کیے گئے ہیں۔اردو میڈیم سے تعلیم حاصل کرنے والوں کو تکنیکی تعلیم فراہم کرنے کے لیے حیدر آباد، بنگلور اور دربھنگہ میں پالیٹیکنک کالج قائم کیے گیے ہیں۔نیز نوجوانوں کو فوری طور پر روزگار فراہم کرنے والے تین آئی،ٹی،آئی کا قیام بھی پالیٹکنک کے ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔غرض کے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ابتدائی جماعت سے پی۔ایچ۔ڈی تک اردوداں طبقے کی نئی نسل کو ان کی مادری زبان میں معیاری تعلیم کا انتظام کرتی ہے۔

یونیورسٹی نے اپنے قیام کے فوراً بعد فاصلاتی ذریعہ تعلیم سے تعلیمی سرگرمی کا آغاز کیا تھا۔اب تک ہزاروں طلبا اس ذریعے تعلیم سے سرٹیفکٹ ،ڈپلوما،گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن کی اسناد حاصل کر چکے ہیں۔فاصلاتی نظام تعلیم کو تقویت پہنچانے کے لیے 9 علاقائی مراکز (Regional Centres) اور پانچ ذیلی علاقائی مراکز (Sub Regional Centres) کے علاوہ تقریباً 160 اسٹڈی سنٹر ملک کے مختلف شہروں میں قائم کیے ہیں۔ یونیورسٹی اپنے تمام روایتی تعلیمی سرگرمیوں کو بحسن وخوبی انجام دینے کے لیے سات اسکول آف اسٹڈیز،اسکول برائے السنہ،لسانیات وہندوستانیات،اسکول برائے کامرس و بزنس مینیجمنٹ ،اسکول برائے کمپیوٹر سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی،اسکول آف سائنسز، اسکول برائے تعلیم وتربیت،اسکول برائے ترسیل عامہ وصحافت اور اسکول برائے فنون اور سماجی علوم قائم کیے ہیں۔اس کے علاوہ یونیورسٹی نے مختلف تحقیقی مراکز قائم کیے ہیں۔ان مراکز میں مرکز برائے مطالعات نسواں،البیرونی مرکز برائے سماجی اخراج اور شمولیاتی پالیسی،ہارون خاں شیروانی برائے مطالعات دکن،مرکز پیشہ وارانہ فروغ برائے اساتذہ اردو ذریعہ تعلیم ،مرکز برائے تدریسی ذرائع ابلاغ،مرکز مطالعات اردو ثقافت،مرکز برائے فروغ انسانی وسائل شامل ہے۔اس کے علاوہ سول سروسز اگزامینیشن کوچنگ اکیڈمی اور مرکز برائے فروغ اردو کا قیام بھی عمل میں آیا ہے۔

اردو یونیورسٹی کے مختلف کورسس میں طلبا کو" داخلہ امتحان کی بنیاد پر اور میریٹ کی بنیاد پر (Entrance Test Based and Merit Based)" داخلے کی سہولت حاصل ہے۔اردو یونیورسٹی میں تعلیم،انگریزی، ہندی،عربی، فارسی،مطالعات ترجمہ،مطالعات نسواں،نظم ونسق عامہ، سیاسیات،سوشل ورک،اسلامک اسٹڈیز،تاریخ،معاشیات،سماجیات،صحافت وترسیل عامہ میں ایم،اے کے ساتھ ساتھ پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی جاسکتی ہے۔نیز اردو یونیورسٹی کامرس،مینیجمنٹ،کمپیوٹر سائنس،ریاضی اور علوم حیوانات میں بھی پوسٹ گریجویٹ اور پی۔ایچ۔ڈی کی سہو

لت ہے۔اس کے علاوہ یونیورسٹی میں انڈر گریجویٹ کورسس سبھی مضامین میں دستیاب ہیں۔ مذکورہ کورسس کے علاوہ مدارس کے فارغ طلبا کو مین اسٹریم سے جوڑنے کے لیے یہاں برج کورسس کا انتظام ہے۔ مذکورہ کورسس کے علاوہ کئی ڈپلوما اور سرٹیفکٹ کورسس مثلاً ڈپلوما برائے ڈائلیسس ٹیکنیسین، ڈپلوما برائے ایمرجنسی میڈیکل ٹیکنیشین، سرٹیفکٹ برائے ڈائلیسس ٹیکنیشین اور سرٹیفکٹ برائے ایمرجنسی میڈیکل ٹیکنیشین نیز اردو، ہندی، عربی، فارسی اور اسلامک اسٹڈیز میں ڈپلوما اور سرٹیفکٹ کی سہولت بھی حاصل ہے۔ پیشہ وارانہ تعلیم وتربیت کے زمرے میں ڈی۔ ایل۔ ایڈ، بی۔ ایڈ، ایم۔ ایڈ، ایم۔ بی۔ اے، ایم۔ سی۔ اے، بی۔ ٹیک، ڈپلوما ان سول انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنس انجینئرنگ، الکٹرانکس وکمیونیکیشن انجینئرنگ، انفارمیشن ٹیکنالوجی جیسے جدید پروفیشنل کورسز کا انتظام بھی یونیورسٹی کرتی ہے۔ یونیورسٹی کے معیارِتعلیم کی جانچ کرنے والے خود مختار ادارے NAAC نے 2009 اور 2016 میں اس یونیورسٹی کو "A" گریڈ عطا کیا ہے۔ یونیورسٹی نے اب تک 73 پی۔ ایچ۔ ڈی اور 346 ایم فل کی ڈگریاں تفویض کی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کے قیام اور خدمات پر تفصیل سے نوٹ لکھیے۔

4.7 یاد رکھنے کے نکات

☆ ہندوستانی آئین میں بائیس ایسی زبانیں ہیں جو شیڈیول زبانیں کہلاتی ہیں۔

☆ اردو زبان کی ترویج وترقی کے لیے 1977 میں حکومت ہند کے ذریعے ایک کمیٹی بنائی گئی جو گجرال کمیٹی کے نام سے مشہور ہوئی۔

☆ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (NCPUL) اردو کے فروغ کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

☆ "راشٹریہ ہندی سنستھان" ہندی کے فروغ کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

☆ آزادی کے بعد اردو کی ترویج وترقی کے لیے 1969 میں ترقی اردو بورڈ کا قیام عمل میں آیا تھا۔

☆ 20 ستمبر 2005 میں پنجاب اردو اکیڈمی کی تشکیل نو ہوئی۔

☆ ہریانہ اردو اکیڈمی کا قیام 22 دسمبر 1985 کو ہوا تھا۔

☆ دہلی میں اردو اکادمی کا قیام مارچ 1981 میں ہوا تھا۔

☆ جنوری 1972 میں حکومت اتر پردیش کے ذریعے اردو اکیڈمی کا قیام ہوا۔

☆ ریاست بہار میں اردو اکیڈمی کا قیام 1972 میں ہوا۔

☆ بہار اردو اکیڈمی ایک ماہانہ ادبی مجلّہ "زبان وادب" کے نام سے شائع کرتی ہے۔

☆ مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کا قیام 20 جولائی 1976 کے ریاستی حکم نامے کے ذریعے نومبر 1976 میں ہوا۔

☆ ریاست مہاراشٹر کی اردو اکیڈمی کا نام مہاراشٹر اسٹیٹ اردو ساہتیہ اکیڈمی ہے۔اس کا قیام 1975 میں ہوا تھا۔

☆ کرناٹک اردو اکیڈمی حکومت کرناٹک کا نیم خود مختار ادارہ ہے جو ریاستی حکومت کے زیر اہتمام ہے۔کرناٹک اردو اکیڈمی کا قیام

1976 میں ہوا۔

☆ غالب اکیڈمی کا افتتاح اس وقت کے صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے 22 فروری 1969 کو کیا۔

☆ سالار جنگ میوزیم اور اس کی لائبریری کا باضابطہ افتتاح جولائی 1968 میں صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے کیا۔

☆ سالار جنگ میوزیم لائبریری میں 2500 عربی مخطوطات، 4700 فارسی مخطوطات اور 2200 اردو مخطوطات موجود ہیں۔

☆ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کا قیام 1931 میں ہوا۔

☆ دارالترجمہ (حیدرآباد) کا قیام 1912 میں میر عثمان علی خان نظام حیدرآباد کے فرمان کے ذریعے ہوا۔

☆ دارالترجمہ نے مختلف علوم وفنون کی 386 کتابیں ترجمہ کر کے شائع کی۔

☆ دارالترجمہ کی 33 سالہ خدمات میں (7) ناظم اور (129) مترجمین نے اپنی خدمات پیش کیں۔

☆ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی 9 جنوری 1998 کو پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے تحت ایک سینٹرل یونیورسٹی کی حیثیت سے قائم ہوئی۔

☆ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے فاصلاتی نظام تعلیم کو تقویت پہنچانے کے لیے 9 علاقائی مراکز (Regional Centres) اور پانچ ذیلی علاقائی مراکز (Sub Regional Centres) کے علاوہ تقریباً 160 اسٹڈی سنٹر ملک کے مختلف شہروں میں قائم کیے ہیں۔

☆ روایتی تعلیم کے مراکز میں اساتذہ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ مرکوز کرتے ہوئے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے آٹھ کالج آف ٹیچر ایجوکیشن سری نگر، بھوپال، دربھنگہ، سنبھل، نوح، آسنسول، اورنگ آباد اور بیدر میں قائم کیے ہیں۔

☆ یونیورسٹی کے معیارِ تعلیم کی جانچ کرنے والے خود مختار ادارے NAAC نے 2009 اور 2016 میں اس یونیورسٹی کو "A" گریڈ عطا کیا ہے۔

4.8 فرہنگ

کثیر لسانی	:	بہت سی زبانوں سے متعلق
ذولسانی	:	دو زبانوں سے متعلق
مونوگراف	:	یک موضوعی رسالہ
منتقل	:	ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے والا، جگہ بدلنے والا
آسودگی	:	امن وامان، چین، راحت، آرام
اشتراک	:	شرکت، ساجھا، حصہ
مخطوطہ	:	قلمی نسخہ، دستی تحریر
مطبوعہ	:	طبع شدہ، چھپا ہوا
عظمت رفتہ	:	ماضی کی شان وشوکت
آثار قدیمہ	:	قدیم نشانیاں
ملبوسات	:	کپڑے، پوشاک

4.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ ہندوستانی آئین میں کتنی شیڈیول زبانیں ہیں؟

(a) 12 (b) 21 (c) 22 (d) 25

2۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا قیام کب عمل میں آیا؟

(a) 1988 (b) 1998 (c) 1985 (d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ غالب اکیڈمی کہاں قائم ہے؟

(a) رامپور (b) لکھنو (c) حیدرآباد (d) دہلی

4۔ درج ذیل میں کون سا ادارہ اردو زبان کے فروغ میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے؟

(a) غالب اکیڈمی (b) قومی کونسل برائے فروغ اردہ زبان

(c) ادارہ ادبیات (d) پنجاب اردہ اکیڈمی

5۔ مہاراشٹرا اردو اکیڈمی کا قیام کب ہوا؟

(a) غالب اکیڈمی (b) قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

(c) ادارہ ادبیات (d) پنجاب اردہ اکیڈمی

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ مرکزی سطح پر قائم ان اداروں کی خدمات کا سرسری جائزہ لیجیے جو اردو زبان کی ترویج وترقی کے لیے قائم کئے گئے ہیں۔

2۔ بہار اردو اکیڈمی کی خدمات کا مختصراً جائزہ لیجیے۔

3۔ ریاستی اردو اکیڈمیوں کے قیام کے اغراض ومقاصد پر نوٹ لکھیے۔

4۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کی ادبی وعلمی خدمات کا مختصراً جائزہ لیجیے۔

5۔ مہاراشٹرا اردہ اکیڈمی کی نمایاں خدمات کا جائزہ لیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ دارالترجمہ کی تاریخی، ادبی وعلمی خدمات کا تفصیلی جائزہ لیجیے؟۔

2۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے قیام کے اغراض ومقاصد بتاتے ہوئے اس کی موجودہ صورت حال پر تفصیلی بحث کیجیے؟

3۔ اردو زبان کی ترویج وترقی میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے کردار کا تفصیلی جائزہ پیش کیجیے۔

4۔اردو کے فروغ میں سالار جنگ میوزیم اور لائبریری کی خدمات پر اپنی تفصیلی رائے پیش کیجیے۔

5۔خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ کا تفصیلی جائزہ پیش کیجیے اور اردو کے فروغ میں اس کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

4.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

1 ڈاکٹر ریاض احمد: اردو تدریس جدید طریقے اور تقاضے، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، نئی دہلی (2013)

2 مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی پراسپیکٹس (18-2017)

اکائی 5۔ پیمائش و جانچ

اکائی کے اجزا

5.1 تمہید
5.2 مقاصد
5.3 پیمائش و جانچ: مفہوم و تصور
5.4 پیمائش و جانچ میں فرق
5.5 معیاری جانچ کی خصوصیات
5.6 جانچ کے مختلف آلات اور تکنیکیں
5.7 مسلسل جامع جانچ: مفہوم، تصور، ضرورت و اہمیت
5.8 موجودہ امتحانی نظام کے نقائص اور اسے معیاری بنانے کی حکمت عملی
5.9 اسکولی تحصیلی آزمائش (SAT) تیار کرنے کے مختلف مراحل
5.10 یاد رکھنے کے نکات
5.11 فرہنگ
5.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں
5.13 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

5.1 تمہید

استاد کی ذمہ داریوں میں ایک اہم ذمہ داری طلباء کی ترقی کا جائزہ لینا ہےاوراس کے کمزور اور مضبوط پہلوؤں کی نشاندہی کرنا ہے۔طلباء کی صلاحیت ولیاقت کی جانچ کرنے اور تحصیل علم کا انداز ہ لگانے کے لیے ہمارے ملک میں امتحان کا طریقہ رائج ہے۔اس اکائی میں جانچ کا مفہوم اور جانچ کرنے کے لیے مروجہ آلات وتکنیک کا تفصیلی ذکر ہے۔اس کے علاوہ اسکول میں تحصیلی آزمائش کس طرح کی جانی چاہئے اور اس کا ٹیسٹ بنانے کے طریقہ کار پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

تعلیم ایک تاعمر چلنے والا عمل ہے۔جب اسکول میں طالب علم آتا ہے تو درجہ کے اندر یا باہر تدریس کا ایک حصہ بن جاتا ہے وہ اپنے معلم اور ساتھیوں کے ساتھ متوقع طرز عمل سیکھتا ہے اور مختلف لیاقتیں پیدا کرتا ہے۔اس نے وہ لیاقت اور طرز عمل سیکھ لیا ہے یا نہیں اس کی جانکاری جانچ کے ذریعے کی جاتی ہے۔ایک اچھی جانچ کو ایک مثالی طریقہ پر درست،معتبر،قابل عمل،منصفانہ اور مفید ہونا چاہئے۔جانچ دو قسم کی ہوتی ہے تشکیلی جانچ اور تحصیلی جانچ! تشکیلی جانچ تدریسی عمل کے دوران طلباء کی اکتسابی پیش رفت کو پرکھنے اور جائزہ لینے کے لیے کی جاتی ہے۔جب کہ تحصیلی جانچ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تدریسی مقاصد کس حد تک حاصل ہوئے ہیں۔یہ جانچ ایک مدت کے اختتام پر منعقد کی جاتی ہے۔جانچ کرنے کے لیے مختلف آلات وتکنیک رائج ہیں جن کا استعمال معلم مضمون مواد اور مقاصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے کرتا ہے۔اس میں معلم کے ذریعے تیار کردہ ٹیسٹ،سوالنامہ مجموعی ریکارڈ،مشاہداتی طریقہ کار عام طور پر استعمال ہوتے ہیں۔مطلوبہ سمت میں طلباء کے برتاؤ اور طرز عمل میں تبدیلی لانے کو تحصیل کہتے ہیں طلباء کی معلومات،مہارتیں،صلاحیتیں رویہ،دلچسپی وغیرہ کا پتہ لگانا مکمل جانچ کا حصہ ہوتی ہے۔تحصیلی جانچ ایک منظم طریقہ ہے جس کے ذریعے طلباء کی صلاحیتوں اور کارکردگیوں کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔اس کے علاوہ طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کا بھی تجزیہ ہوتا ہے۔یہ جانچ تینوں علاقوں کی پیمائش کرتی ہے کیونکہ یہ ایک معیاری جانچ یا آزمائش ہوتی ہے اس لیے اس کی تیاری ایک لمبے عمل سے گزرتی ہے۔تحصیلی جانچ کا مقصد طلباء کو ان کے درجہ میں ترقی دینا، جماعت کے اوسط معیار کا پتہ لگانا،اکتسابی تجربات کی اثر آفرینی کے بارے میں جاننا اور طریقہ تدریس میں کی اصلاح کرنا ہوتا ہے۔تحصیلی آزمائش کئی مراحل سے ہوکر گزرتی ہے۔سب سے پہلے آزمائش کا ایک منصوبہ تیار کیا جاتا ہے اس مرحلہ پر مقاصد کا تعین،مواد مضمون کا تعین،اور دِن اور وقت طے کرنا ہوتا ہے۔منصوبہ کے بعد بلو پرنٹ تیار کیا جاتا ہے۔تیار کردہ بلو پرنٹ کی بنیاد اوران کے مقاصد کو ذہن میں رکھ کر سوالات تیار کیے جاتے ہیں۔پھر ان سوالات کی درجہ بندی ان کے اقسام کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔بعدازاں اس کے نشانات دینے کی اسکیم تیار کر لی جاتی ہے۔اس کے بعد جانچ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

جانچ کے لیے سوالنامہ بنانا ایک ضروری عمل ہے۔سوالنامہ بناتے وقت مختلف اقسام کے سوالات ہوتے ہیں۔جیسے؛ طویل جوابی سوالات،مختصر جوابی سوالات اور معروضی قسم کے سوالات! طلباء کی تحریری مہارت کو جانچنے کے لیے طویل جوابی سوالات کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے ذریعے طلباء کی خیالات کو مجتمع کرنے کی اہلیت،خیالات کو تجزیہ کرنے کی مہارت،حاصل کردہ علم کے اطلاق اور خیالات کو منظم کر کے اظہار کرنے کی اہلیت کی جانچ کی جاتی ہے۔مختصر جوابی سوالات وہ سوالات ہوتے ہیں جن کا جواب دو یا تین سطر میں دیا جاتا ہے یہ سوالات علم پر مبنی ہوتے ہیں طلباء کے علم، تفہیم اور حافظہ کی جانچ کے لیے معروضی جانچ کی جاتی ہے۔درسیات کا زیادہ تر حصہ ان سوالات کی وجہ سے جانچ میں شامل ہوجاتا ہے۔ہر قسم کے سوالات کی اپنی خوبیاں اور خامیاں ہیں۔ایک معیاری جانچ میں تینوں قسم کے سوالات کی شمولیت رہتی ہے۔اس اکائی میں اس کے

ساتھ ساتھ موجودہ امتحانی نظام کے نقائص اور مسلسل جامع جانچ کے تصور اہمیت ،ضرورت اور طریقہ کار پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

5.2 مقاصد

اس اکائی کی تکمیل کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ؛

1۔ پیمائش و جانچ کے مفہوم اور تصور بیان کر سکیں گے۔
2۔ پیمائش و جانچ میں فرق کی وضاحت کر سکیں گے۔
3۔ ایک معیاری جانچ کی خصوصیات پر مدلل بحث کر سکیں گے۔
4۔ جانچ کے مختلف آلات اور تکنیک کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کا استعمال کر سکیں گے۔
5۔ مسلسل جامع جانچ کے مفہوم ،تصور ،ضرورت و اہمیت کی تفصیلی وضاحت کر سکیں گے۔
6۔ موجودہ امتحانی نظام کے نقائص اور اسے معیاری بنانے کی حکمت عملی پر روشنی ڈال سکیں گے۔
7۔ اسکولی تحصیلی آزمائش(SAT)؛ تیار کرنے کے مختلف مراحل کو سمجھ کر اس کا استعمال کر سکیں گے۔

5.3 پیمائش و جانچ :مفہوم و تصور

تعلیم ایک تاعمر چلنے والا عمل ہے۔انسان رسمی اور غیر رسمی طور پر علم سیکھتا ہے اور زندگی میں ان کا اطلاق کرتا ہے۔ یہ نئے نئے علم و تجربات اس کے طرز عمل میں خاطر خواہ تبدیلی لاتے ہیں۔اس طرح وہ اپنے ہدف کے حصول کے لیے کوشش کرتا رہتا ہے۔لیکن ہدف اور مقاصد کا حصول ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو پوری طرح ہوا ہے یا ادھورا ہی ہے؟ اس سلسلہ میں کئی سوالات اُٹھتے ہیں۔ پیمائش اور جانچ اسی بارے میں جانکاری فراہم کرتی ہے۔

تدریسی عمل میں تین عناصر ہوتے ہیں پہلا مقاصد کا تعین ،دوسرا مقاصد کے حصول کے لیے فراہم کیے جانے والے تجربات اور تیسرا ان مذکورہ مقاصد کے حصول کی مقدار کو متعین کرنے کے لیے جانچ یا تعین قدر!

معلم کے بنیادی فرائض میں ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وقتاً فوقتاً طلبا کی لیاقت وصلاحیت کی جانچ کی جائے اور ان کی رفتار و ترقی کا جائزہ لیا جائے۔اس کے ذریعے معلم کو اپنی کوششوں کے اثرات کا اندازہ ہوتا ہے اور حسب ضرورت نظام الاوقات ،طریقہ تدریس میں مناسب تبدیلی کی جاتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اسے طلباء کی لیاقت وصلاحیت کے متعلق ٹھیک ٹھیک رائے قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔اس کے ذریعے طلباء اور معلم دونوں کو محنت کی ترغیب اور مابعد کام کے اعادہ اور جانچ کا برابر موقع ملتا رہتا ہے۔ جانچ یا تعین قدر موجودہ نظام تعلیم میں طلباء، معلمین اور والدین سب کے لیے یکساں طور پر اہمیت کی حامل ہے۔

جانچ کے بارے میں مختلف ماہرین نے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ تعلیمی کمیشن کے مطابق ؛ ’’تعین قدر ایک مسلسل عمل ہے۔ یہ مکمل نظام تعلیم کا ایک اہم عنصر ہے اور مقاصد تعلیم سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہ طلباء کی مطالعہ کی عادت اور معلم کے طریقہ تدریس پر کافی اثر ڈالتا ہے اور اس طرح یہ تعلیمی تحصیل کی پیمائش اور اس میں بہتری لانے میں معاون ہوتا ہے‘‘۔

گرین کے مطابق ''تعلیم میں تعین قدر کا استعمال مدرسہ کے پروگرام، نصاب، آلات و وسائل، معلم اور متعلم کو جانچنے کے لیے کیا جاتا ہے''۔

کویلن اور ہنا کے مطابق ''طلباء کے طرزِ عمل میں مدرسہ کے ذریعے لائی گئی تبدیلی کے تعلق سے ثبوت مجتمع کرنے اور ان کی تشریح و توضیح کرنے کا عمل ہی جانچ ہے۔ "

آر سی شرما کے الفاظ میں جانچ ایک مسلسل اور جامع عمل ہے۔ اور یہ اسکول اور اسکول کے باہر انجام پاتا ہے۔ اس عمل میں طلبا، معلم، والدین اور کمیونٹی شریک ہوتے ہیں تاکہ بچے میں اور پورے تعلیمی نظام میں تبدیلی لائی جاسکے''۔

موفات کے الفاظ میں جانچ ایک مسلسل چلنے والا عمل ہے۔ یہ طلباء کی رسمی تعلیمی تحصیل سے کچھ زیادہ ہے۔ یہ شخصیت کی نشو و نما میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔ جانچ بچے کی نشو و نما، اس کے جذبات، خیالات اور سرگرمیوں کے تعلق سے مطلوبہ تبدیلیوں کا مظہر ہے''۔

ثانوی تعلیمی کمیشن کے مطابق'' جانچ ایک اہم ذریعہ ہے جس کے ذریعے سماج اس بات کا پتہ لگاتا ہے کہ اسکول اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقہ سے پورا کررہے ہیں اور اسکول میں طلباء کو صحیح طریقہ سے تعلیم فراہم کی جارہی ہے اور وہ مطلوبہ سطح کو حاصل کررہے ہیں''۔

مجموعی طور پر جانچ کو پہلے سے طے شدہ تعلیمی مقاصد کے حصول، کمرہ جماعت میں مہیا شدہ تدریسی اور اکتسابی تجربات کی موثریت، اور طرز عمل کی نشو و نما کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے''۔

پیمائش و جانچ کی ضرورت و اہمیت :- موجودہ دور میں پیمائش و جانچ سے گریز ناممکن ہے۔ اس کی اہمیت سے انکار کرنا دراصل حقیقت سے روپوشی ہے۔ تعلیمی اداروں کی اساس پیمائش، جانچ اور تعین قدر پر ہی منحصر ہے۔ ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی کے لیے امتحان یا جانچ ضروری ہے۔ کسی معلم کے طریقہ تدریس کی کامیابی اور ناکامی اس کی تدریسی لیاقت و قابلیت کا پتہ جانچ کے ذریعے ہی لگایا جاتا ہے۔ نصاب کی کتابوں کا صحیح انتخاب اور طلباء میں مطالعہ کا ذوق، امتحان یا جانچ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ پیمائش و جانچ قومی ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی اہمیت کی حامل ہے۔

اسکولوں میں چلنے والی ہر سرگرمی کا مقصد طلباء کے طرزِ عمل میں مطلوبہ تبدیلی لانا ہے۔ اور مطلوبہ سمت کا تعین تعلیمی مقاصد کرتے ہیں۔ معلم کو تعلیم کے اغراض و مقاصد، ہدف سے پوری طرح واقفیت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ نصاب میں شامل اکائی اور اسباق کے مقاصد کس طرح ہدف کے حصول میں معاون ثابت ہوں گے اس کی واقفیت بھی ضروری ہے۔ انہیں مقاصد کے تحت معلم موثر طریقہ تدریس اور اکتسابی تجربات و سرگرمیوں کی تشکیل کرتا ہے اور آخر میں موقع بہ موقع یہ دیکھتا ہے کہ مقاصد کے حصول میں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس طرح تدریسی عمل میں تین اہم عناصر ہیں۔

1۔ تدریسی مقاصد
2۔ اکتسابی تجربات
3۔ معلم کی جانچ

مقاصد سے مراد معلم کی وہ توقعات ہیں جس سے وہ طلباء کے طرزِ عمل میں مطلوبہ تبدیلی لانا چاہتا ہے۔ اکتسابی تجربات سے مراد وہ تمام

سرگرمیاں، تجربات، وسائل وذرائع ہیں جن کے ذریعے وہ طرزِ عمل میں تبدیلی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اکتسابی تجربات میں معلم کا رول بہت اہم ہوتا ہے۔ بلکہ یہ معلم اور متعلم کے مابین تعامل کا دوسرا نام ہے۔ جب معلم اکتسابی تجربات فراہم کرتا ہے تو اس فراہمی کے دوران معلم مختلف طریقہ کار اپناتا ہے تاکہ طلباء کے طرزِ عمل میں مطلوبہ تبدیلی لائی جاسکے۔ اس کے بعد معلم جانچ کے ذریعے یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ مطلوبہ مقاصد میں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یعنی مقاصد ایک رہنما یا راہ رو کی طرح کام کرتے ہیں اور تدریسی تجربات وسرگرمیوں کو متعین کرتے ہیں۔ جانچ کے ذریعے یہ بھی اندازہ لگایا جاتا ہے کہ مقاصد کی تکمیل کس حد تک ممکن ہوئی۔ جانچ کے ذریعے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر مقاصد میں ترمیم بھی کی جاسکتی ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ تدریسی اور اکتسابی عمل میں جانچ ناگزیر ہے۔ نہ صرف کمرہ جماعت میں بلکہ حقیقی زندگی میں بھی بہت اہم ہے۔ ہم اپنی زندگی میں مختلف قسم کے فیصلے لیتے ہیں اور موقع بہ موقع ان کی جانچ بھی کرتے ہیں کہ وہ فیصلے صحیح تھے یا غلط اور یہی جانچ آگے کی زندگی کے لائحہ عمل کو متعین کرتی ہے۔

جانچ کی اہمیت کو درج ذیل نکات سے اور بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔

1۔ جانچ کے ذریعے کمرہ جماعت کی تدریس کے مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی جن مقاصد کے حصول کے لیے تدریس کی جارہی ہے کیا واقعتاً ہم ان مقاصد کا حصول کر پارہے ہیں یا نہیں۔ یہ امر جانچ سے ہی واضح ہوتا ہے۔

2۔ جانچ انفرادی اور گروہی مشاورت میں معاون ہوتی ہے۔ جانچ کے ذریعے ہم طلباء کی انفرادی طور پر اور ایک گروہ کے طور پر استعداد، حالات اور کمزوریوں کا پتہ لگاتے ہیں۔ اس کی بنیاد پر ہی یہ متعین کرتے ہیں کہ کون سے طلباء کو انفرادی مشاورت کی ضرورت ہے اور کون سے طلباء کے لیے گروہی مشاورت فائدے مند ہوسکتی ہیں۔

3۔ جانچ طریقہ تدریس کی کامیابی کو متعین کرتی ہے۔ اس کے ذریعے یہ علم ہوتا ہے کہ معلم کے ذریعے استعمال کئے گئے طریقہ تدریس طلباء اور مضمون کے لحاظ سے کتنے مناسب ہیں اور کہاں کہاں تبدیلی کی گنجائش ممکن ہے۔

4۔ جانچ نصاب میں ترمیم وتبدیلی کو متعین کرتی ہے۔ جانچ کے ذریعے ہی ہم جان سکتے ہیں کہ نصاب کے کون سے حصے طلباء کی ضرورت ، دلچسپی، رویہ اور استعداد سے انحراف کرتے ہیں۔ اسی کی بنیاد پر نصاب میں ترمیم وتبدیلی ممکن ہوسکتی ہے۔

5۔ جانچ مطالعہ کے لیے تحریک دیتی ہے۔ جانچ میں کچھ ایسے سوالات بھی ہوتے ہیں جو کہ پورے نصاب پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس لیے طلباء پورے نصاب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جس سے ان کے علم وتفہیم میں اضافہ ہوتا ہے۔ جانچ ایک طریقے سے معلم اور متعلم دونوں کے لیے تقویت کا کام کرتی ہے۔

6۔ جانچ کے ذریعے طلباء کی اکتسابی دشواریوں کا اندازہ کرتے ہیں۔ جانچ کے ذریعے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ طلباء کس مضمون میں کمزور ہے اور کمزوری کی نوعیت اور وجوہات کیا ہیں؟

7۔ جانچ طلباء کو تعلیمی ماحول سے ہم آہنگ ہونے میں معاون ہوتی ہے۔ جانچ کے ذریعے طلباء کے مضبوط اور کمزور پہلوؤں کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں معلم اور ادارہ ان کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے لائحہ عمل تیار کر کے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور طلباء کو اُس

تعلیمی ماحول سے ہم آہنگ ہونے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) تعین قدر کی کوئی ایک تعریف لکھیے۔

(2) تدریسی اکتسابی عمل میں جانچ اور پیمائش کیوں ضروری ہیں؟

5.4 پیمائش و جانچ میں فرق

عام طور پر طلبا کی صلاحیتوں کا اندازہ لگانے کے لیے مختلف طریقوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جسے ٹیسٹ یا آزمائش(Test)، پیمائش (Measurement)، اندازہ قدر(Assesment) اور جانچ(Evaluation) مختلف ناموں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ دیکھنے میں ان تمام الفاظ کے مفہوم ایک جیسے لگتے ہیں لیکن اگر ان کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ تمام تصور ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں۔ لفظ پیمائش(Measurement) اور جانچ(Evaluation) میں فرق کا ہے ۔ پیمائش سے مراد ناپنا ہے اس میں آلات کے ذریعے طلباء کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں جیسے لمبائی، وزن، آنکھوں کی روشنی، قوت سماعت وغیرہ کا پتہ لگانا ہے۔ اس کا دائرہ محض کمیتی پہلوؤں تک ہی محدود رہتا ہے۔ اس کے مقابلے جانچ کا عمل بہت جامع، موثر اور تدریس واکتساب کے مختلف پہلوؤں کا پتہ لگانا ہے۔ جانچ (Evaluation) کے تحت نہ صرف شخصیت کے مادّی پہلوؤں بلکہ کیفیتی پہلوؤں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہے بلکہ اس کے ذریعے جسمانی نشونما، سماجی نشونما اور اخلاقی نشونما کی بھی جانچ کی جاتی ہے۔ یعنی جانچ(Evaluation) کے ذریعے طلباء کی دلچسپیوں، تصورات، تفکرات، عادتوں میں تبدیلی کا بھی اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے جانچ کا تصور زیادہ جامع اور وسیع ہے اور دیگر تصورات جیسے آزمائش، امتحان، پیمائش اور اندازہ قدر اس کے جزو ہیں۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ پیمائش(Measurement) کا دائرہ محض کمیتی (Quantitative) پہلو تک محدود رہتا ہے جب کہ جانچ(Evaluation) کے اندر کیفیتی (Qualitative) اور کمیتی(Quantitative) دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) پیمائش اور جانچ کے درمیان فرق کو واضح کیجیے۔

5.5 معیاری جانچ کی خصوصیات

ایک معیاری جانچ کو ایک مثالی طریقہ پر درست، معتبر، قابل عمل، منصفانہ اور مفید ہونا چاہئے۔ ان نکات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ **معتبریت(Reliability):** کوئی بھی جانچ اس وقت قابل بھروسہ ہوتی ہے جب مختلف افراد، یا مختلف اوقات میں جانچ کریں اور طلباء کو تقریباً ایک جیسے ہی نمبرات یا نشانات ملیں۔ اگر نمبرات میں غیر معمولی فرق پایا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ جانچ کا طریقہ کار اور آلات میں معتبریت نہیں ہے۔ یعنی معیاری جانچ کی معتبریت سے مراد ہے کہ جانچ ممتحن کے انفرادی میلانات اور شخصی خصوصیات سے آزاد ہونی چاہئے اور اسے ہر بار ایک ہی نتیجہ نکلنا چاہئے۔ مثال کے طور پر تھرمامیٹر کا استعمال بخار کی پیمائش کے لیے کیا جاتا ہے۔ اگر کسی

شخص کا 100F ڈگری بخار ہے اور اس کے منہ میں تھرمامیٹر لگانے پر کچھ وقت کے بعد تھرمامیٹر کا پارہ 100F ڈگری تک پہنچ جائے گا۔ ہم صرف اسی تھرمامیٹر کو معتبر آلہ کہیں گے جو ہر بار ایسا کرنے پر وہی بتاتا ہے جو حقیقت ہے۔

2۔ **معقولیت (Validity)**: کوئی بھی جانچ اس وقت معقول قرار پاتی ہے جب وہ ان ہی امور کی جانچ کرے جن کے لیے وہ تیار کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر تھرمامیٹر صرف حرارت کی پیائش ہی کرے۔ مریض کی زبان کتنی لمبی ہے اس کی پیائش تھرمامیٹر سے نہیں کی جا سکتی۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو یہ معقول نہیں ہے۔ ہر طرح کی جانچ کے درست نتائج کے حصول کے لیے مناسب اور موزوں آلات کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً اگر اردو کا معلم طلباء کے تلفظ کی جانچ کرنا چاہتا ہے تو ان کو قواعد کی اصطلاحوں کی تعریف لکھنے کو نہیں کہے گا بلکہ بلند خوانی کرنے کو کہے گا۔ اور اگر ذخیرہ الفاظ کی جانچ کرنا ہے تو الفاظ کے معنی و مفہوم پوچھے گا۔

3۔ **معروضیت (Objectivity)**: معروضیت کسی بھی اچھی جانچ کا اہم معیار ہے۔ اگر کسی ٹیسٹ پر دو معلم کے ذریعے دئے گئے نمبرات میں نمایاں فرق پایا جائے تو طالب علم کو ملنے والے نمبرات جانچنے والے کی شخصیت پر مبنی ہو سکتے ہیں۔ کوئی جانچ اسی وقت معروضی ہوتی ہے جب ممتحن کی ذاتی رائے کا کوئی دخل نہ ہو۔ تکنیک سے مراد طریقہ سے ہے۔ ہر آلہ کے استعمال کا ایک مخصوص طریقہ ہوتا ہے اور آلہ اسی وقت صحیح پیائش کرتا ہے جب اس کا استعمال اس مخصوص طریقے سے کیا جائے۔ جیسے اوپر کی مثال میں اگر تھرمامیٹر کو منہ میں لگانے پر 100F ڈگری بخار ہی بتائے گا۔ خواہ تھرمامیٹر کا استعمال ڈاکٹر کے ذریعے کیا گیا ہو، کمپاؤنڈر کے ذریعے کیا گیا ہو یا کسی اور کے ذریعے کیا گیا ہو۔

4۔ **قابل عمل (Practicability)**: جانچ کے طریقہ کار اخراجات، وقت اور سہولیت کے لحاظ سے حقیقت پسندانہ، قابل عمل اور موثر ہونے چاہئے۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر مثالی جانچ قابل عمل ہو۔ اگر یہاں بھی تھرمامیٹر کی مثال لی جائے تو یہ ایک قابل عمل آلہ ہے۔ اتنا چھوٹا ہے کہ کسی کے بھی منہ میں آسانی سے لگا کر دو منٹ میں بخار کی حالت معلوم کر سکتے ہیں۔

5۔ **افادیت (Utility)**: افادیت جانچ کا مفید ہونا بھی لازمی ہے۔ جانچ کے جو بھی نتائج ہوں وہ طلباء کو بتائے جائیں تاکہ وہ اپنی موجودہ خوبیوں اور خامیوں سے واقف ہو جائیں اور خامیوں میں اصلاح کر سکیں۔ جانچ ایسی ہو کہ وہ مزید بہتری اور سدھار کی تمام ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ یعنی جانچ ایسی ہو کہ کمزور علاقوں کی نشاندہی کر سکے مواد مضمون میں تدریسی طریقہ کار میں سدھار کی ضرورت ہے یا نہیں یہ متعین کر سکے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) جانچ کی خصوصیات میں معتبریت اور معقولیت سے کیا مراد ہے؟

5.6 جانچ کے مختلف آلات اور تکنیک

تعلیم کا مقصد انسان کی شخصیت کی ہمہ جہت نشوونما کرنا ہے۔ انسان کی شخصیت کے لامحدود پہلو ہیں۔ ان تمام پہلوؤں کی جانچ کرنے کے لیے ماہرین تعلیم نے مختلف آلات اور تکنیک کی تعمیر و تشکیل کی ہے۔ ان میں کچھ اہم آلات اور تکنیک کی تفصیل یہاں پیش کی جا رہی ہے جو درج ذیل

ہیں۔

1۔	مشاہدہ	Observation
2۔	انٹرویو	Interview
3۔	سوالنامہ	Questionnaire
4۔	معلم کے ذریعے تیار کردہ غیر رسمی ٹیسٹ	Teacher Made Test
5۔	معیاری ٹیسٹ	Standard Test
6۔	ریٹنگ اسکیل	Rating Scale
7۔	انیکڈوٹل ریکارڈ	Anecdotal Record
8۔	مجموعی ریکارڈ	Cummulative Record
9۔	سوشیومیٹری	Sociometry

1۔ **مشاہداتی طریقہ کار:** مشاہداتی طریقہ طرز عمل کو جانچنے کا سب سے پرانا طریقہ کار رہے۔اس طریقہ کار کے ذریعے طلباء کے ظاہری طرز عمل کا مشاہدہ کر کے اس کے طرز عمل میں آنے والی تبدیلی کو مفصل طور پر پیش کیا جاتا ہے۔حالانکہ مشاہداتی طریقہ کار کو ایک معروضی تکنیک کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔مگر پھر بھی اس کا استعمال طرز عمل کو جانچنے کے لیے کافی کیا جاتا ہے۔چھوٹے بچوں کے طرز عمل کی تبدیلی کو دیکھنے کے لیے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔مشاہداتی طریقہ کار کی مدد سے وقوفی، جذباتی اور جمالیاتی تمام پہلوؤں کی جانچ کی جاسکتی ہے۔

2۔ **انٹرویو:** یہ جانچ کی ایک ایسی تکنیک ہے جس میں کسی فرد سے معلومات کو روبرو گفتگو کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔اردو کا معلم اس کا تلفظ اور مخارج کی درستگی کو جانچنے اور زبان پر عبور کو دیکھنے کے لیے استعمال کرسکتا ہے۔عموماً اس کا استعمال ان حقائق کو اخذ کروانے سے ہوتا ہے جو دوسرے طور پر حاصل نہیں ہوسکتے۔

3۔ **سوالنامہ:** سوالنامہ کسی مخصوص عنوان سے متعلق سوالات کی ایک فہرست ہوتی ہے۔سوالنامہ میں جواب دینے کے لیے جگہ مہیا کی جاتی ہے۔اس کے ذریعے معلم جملوں کی ساخت، قواعد کی جانکاری، زبان پر عبور اور ذخیرہ الفاظ کی جانچ بہ آسانی کرسکتا ہے۔یہ ایک ساتھ پورے درجہ کو دیا جاسکتا ہے۔جس سے کم وقت، کم خرچ اور کم محنت میں پورے درجہ سے جوابات حاصل ہو جاتے ہیں۔آج کل اس کا استعمال مختلف قسم کی معلومات اکھٹا کرنے کے لیے کافی کیا جاتا ہے۔

4۔ **معلم کے ذریعے تیار کردہ غیر رسمی ٹیسٹ:** عام طور پر متعلقہ مضمون کے معلم ہفتہ میں مہینہ میں اور سالانا یا ششماہی امتحانات کے دوران پرچے بناتے ہیں۔اس میں ان امور کی جانچ کی جاتی ہے جن کی تدریس معلم کر چکا ہے۔یہ عام طور پر زبانی بھی ہوتے اور تحریری بھی موضوعی بھی، معروضی بھی اور عملی بھی۔اس میں معلم اپنے طریقہ سے ٹیسٹ تیار کرتا ہے اور اس ٹیسٹ میں ان تمام مہارتوں کو جانچنے کی کوشش کرتا ہے جو دوران تدریس اُس نے طلباء کو سکھائی ہیں۔

5۔ **معیاری ٹیسٹ:** معیاری ٹیسٹ مخصوص گروپ یا مخصوص مضمون کے طلباء کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ ٹیسٹ مضامین کے ماہرین تیار کرتے ہیں۔ ان طلباء کی تحصیلی جانچ کے لیے تحصیلی ٹسیٹ بنائے جاتے ہیں۔ شخصیت کو جانچنے کے لیے، فطری میلان یا رجحان کو جانچنے کے لیے اور طلباء کی مشکلات کا اندازہ لگانے کے لیے ٹیسٹ تیار کیے جاتے ہیں۔ یہ ٹیسٹ عام طور پر ماہرین تیار کرتے ہیں اور لمبے عمل کے بعد تیار کیے جاتے ہیں۔

6۔ **ریٹنگ اسکیل:** ریٹنگ اسکیل ایک ایسا جانچ کا آلہ ہے جس کے ذریعے کسی مخصوص وصف یا تحصیل کے کسی بھی پہلو کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور انہیں قدر کی اکائیوں کے ایک اسکیل پر ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر دیانت داری کا ایک پانچ نکاتی اسکیل اس طرح ہوگا۔

1۔ انتہائی دیانت دار 2۔ دیانت دار

3۔ نہ دیانت دار نہ بددیانت 4۔ بددیانت

5۔ انتہائی بددیانت

7۔ **انیکڈوٹل ریکارڈ (Aneecdotal Record):** یہ ایک ایسا آلہ ہے جو طلباء کے غیر معمولی برتاؤ کو ریکارڈ کرتا ہے۔ وہ غیر معمولی برتاؤ منفی یا مثبت کسی بھی طرح کا ہوسکتا ہے۔ دراصل انیکڈوٹل ریکارڈ طلباء کے تعلیمی ارتقاء کے تعلق سے اہم اور قابل ذکر چیزوں کی معروضی پیشکش ہے۔ یہ رسمی اور غیر رسمی دونوں طریقوں کی ہوسکتی ہیں۔ اس کا استعمال مغربی ممالک کے اسکول میں لازمی طور پر ہوتا ہے۔ اور اب ہمارے ملک میں بھی اس کا استعمال ہونے لگا ہے۔ اس میں جب بھی کسی طالب علم سے کوئی غیر معمولی برتاؤ سرزد ہوتا ہے تو معلم اس طالب علم کے اس ریکارڈ میں وقت، جگہ اور سیاق وسباق کے تعین کے ساتھ اسے درج کر لیتا ہے۔ انیکڈوٹل ریکارڈ میں معلم اپنے اصلاحی تدابیر اور تشریح وتوضیح بھی لکھ سکتا ہے۔

8۔ **مجموعی ریکارڈ:** اسکول میں مجموعی ریکارڈ کی شکل میں طلباء کے تعلق سے مختلف اطلاعات کو اکھٹا کیا جاتا ہے۔ اس کو ہی مجموعی ریکارڈ کہا جاتا ہے۔ سیکنڈری ایجوکیشن کمیشن نے ہر طالب علم کا مجموعی ریکارڈ رکھنے کی سفارش پیش کی ہے۔ اس میں طالب علم کی ذاتی تفصیلات، اسکولی تحصیل، صحت وتندرستی کی رپورٹ، شخصیت کے اوصاف اور مختلف مشاغل وسرگرمیوں میں اس کی شمولیت وغیرہ بھی درج کی جاتی ہے۔ اس ریکارڈ کی ابتداء طالب علم کے پہلی جماعت میں داخلہ لینے کے ساتھ ہی ہوجاتی ہے۔ اور ہر سال طالب علم کے ساتھ ریکارڈ بھی اگلی جماعت میں بھیجا جاتا ہے۔ یہ عمل تعلیم کے اختتام تک جاری رہتا ہے۔ کسی بھی طالب علم کی ترقی کو جاننے اور اس کے تعلیمی سفر کی جانچ کرنے کے لیے یہ مجموعی ریکارڈ بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ مجموعی ریکارڈ ایک طریقے سے طالب علم کے تعلیمی میدان کا تاریخی مطالعہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی طالب علم دوسرے اسکول میں منتقل ہوجاتا ہے تو یہی ریکارڈ ٹرانسفر سرٹیفیکٹ کی طرح اس کے ساتھ جاتا ہے اور وہاں پر بھی جاری رہتا ہے۔

9۔ **جامعہ سنجی یا سوشیومیٹری (Sociometry):** تعلیم کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد طلباء کی سماجی نشوونما بھی ہے۔ بچے کی سماجی نشوونما ہو رہی ہے یا نہیں عام طور پر اس کی جانچ نہیں کی جاتی ہے۔ جامعہ سنجی اس کے لیے ایک اہم آلہ ہے۔ اس کے ذریعے درجہ میں موجود طلباء کی پسند، تعامل کے انداز وغیرہ کی جانچ کی جاتی ہے۔ یہ سماجی پسند کو جانچنے کا ایک طریقہ کار ہے۔ اس میں طلباء سے کہا جاتا ہے

کہ ایک طالب علم یا ایک سے زیادہ طالب علموں کو دی گئی بنیاد پر محنت کریں۔ جیسے۔ درجہ میں آپ کس کے ساتھ بیٹھنا پسند کریں گیں۔ درجہ میں آپ کس سے دوستی کرنا پسند کریں گیں۔ آپ کس کے ساتھ کھیلنا پسند کریں گے۔ اس طرح طالب علم ایک، دو، تین یا اس سے زیادہ بھی اپنی پسند بتا سکتا ہے۔ حاصل کردہ جوابات کی تین طریقے سے تشریح و توضیح کی جاسکتی ہے۔

1. Sociometric Matrix: اس میں طالب علم کے ذریعے بتائی گئی پسند کو جدول کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔
2. Sociogram: اس میں تصویر کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔
3. Sociometric Index: اس میں نمبرات کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) معیاری ٹسٹ اور معلم کے تیار کردہ ٹسٹ میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟

(2) سوشیومیٹری کے ذریعے طلبا کی کس نشو نما کا پتہ لگایا جاتا ہے؟

5.7 مسلسل جامع جانچ: مفہوم، تصور، ضرورت و اہمیت

جانچ کے سلسلے میں CCE ایک جدید تصور ہے۔ جس کی مدد سے اسکولی جانچ کو مزید بہتر، موثر اور جامع بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ تدریس کے ہر مرحلہ میں جاری رہتی ہے۔ معلم کے جماعت میں داخل ہونے سے لیکر سبق کے اختتام اور کورس یا پروگرام کے اختتام تک موقع بہ موقع اکتساب کے حصول کی جانچ کی جاتی ہے اور طلباء کی کامیابی اور کمزور علاقوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ جانچ کے دوران نہ صرف طلباء کے وقوفی اور معلوماتی پہلوؤں کا بلکہ سماجی، اخلاقی، جذباتی، جمالیاتی غرض یہ کہ ہر پہلو کو جانچا و پرکھا جاتا ہے۔ مسلسل جامع جانچ میں اسکولی امور کے ساتھ ساتھ غیر اسکولی امور کی جانچ بھی شامل کی جاتی ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ اسکولی امور:۔ اسکولی امور کے ضمن میں نصابی علاقے اور ذہانتی ٹیسٹ شامل کیے جاتے ہیں۔

الف۔ نصابی علاقے	جانچ کے طریقے
☆معلومات	تحریری امتحانات، زبانی امتحانات، عملی امتحانات، آلاتی جانچ؛ جیسے؛ سوالنامہ، تشخیصی
☆تفہیم	جانچ، یونٹ ٹیسٹ، تحصیلی جانچ، اسکولی تفویضات، پہیلیاں، مہارتوں کی جانچ
☆ادراک	وغیرہ۔
☆اطلاق	
☆مہارتیں	
ب۔ ذہانتی جانچ	کاغذ قلم ٹیسٹ، مظاہراتی ٹیسٹ، آلاتی جانچ، ذہانت کے معیاری ٹیسٹ، وغیرہ

2۔ غیر اسکولی امور:۔ غیر اسکولی امور میں درج ذیل امور شامل کیے جاتے ہیں، ان کے سامنے ان کی جانچ کا طریقہ لکھا گیا ہے۔

الف۔انفرادی اور سماجی خصوصیات؛	جانچ کے طریقے؛
☆ پابندی اوقات	مشاہدہ
☆ حاضری میں پابندی	اسکول رجسٹر
☆ نظم ونسق	آلات جانچ
☆ صفائی وستھرائی کی عادت	انیکڈوٹل رکارڈ
☆ جذباتی توازن اوقات	ریٹنگ اسکیل
☆ تعاون	ریٹنگ اسکیل
☆ ذمہ داری کا احساس	ریٹنگ اسکیل
☆ شہری آگہی	ریٹنگ اسکیل
☆ سماجی خدمات کا جذبہ	ریٹنگ اسکیل

ب۔دلچسپیاں؛	جانچ کے طریقے؛
☆ ادبی	مشاہدہ
☆ سائنسی	آلات جانچ
☆ موسیقی	مظاہرہ
☆ فنکاری	مقابلہ
☆ سماجی	معیاری آلات

ج۔رویے؛	جانچ کے طریقے؛
☆ اساتذہ کے تئیں	مشاہدہ
☆ تعلیم کے تئیں	آلات جانچ
☆ ساتھیوں کے تئیں	رویے کا معیاری اسکیل
☆ اسکولی پروگراموں کے تئیں	رویے کا معیاری اسکیل

د۔ جسمانی صحت؛	جانچ کے طریقے؛
☆ وزن	وزن کرنے یا تولنے کی مشین (Weight Machine)
☆ لمبائی	انچ ٹیپ
☆ لمبائی اور وزن کا تناسب	معیاری طبی جدول

☆ سینے کی چوڑائی	انچ ٹیپ
☆ جسمانی نقص	ریٹنگ اسکیل
☆ بینائی	طبی آلات
☆ سماعت	طبی آلات
☆ دانت	طبی آلات
☆ بیماریوں کی تفصیل (اگر کوئی ہو)	

اپنی معلومات کی جانچ

(1) مسلسل جامع جانچ کے مفہوم کی وضاحت کیجیے۔

(2) غیر اسکولی امور کی جانچ کیسے کی جاتی ہے؟

5.8 موجودہ امتحانی نظام کے نقائص اور اسے معیاری بنانے کی حکمت عملی

موجودہ امتحانی نظام کے تعلق سے کوئی دورائے نہیں ہے۔ مختلف ماہرین تعلیم اور منتظمین بہت تلخ اور راست انداز میں موجودہ امتحانی نظام کے لیے مختلف لفظوں کا استعمال کرتے ہیں۔ جیسے کہ یہ ایک ضروری برائی ہے، بڑھتی ہوئی مصیبت ہے، خون چوسنے والا ہے، تعلیم کی راہ میں روکاوٹ ہے، جہالت کی آزمائش ہے وغیرہ ---۔ یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن کی رپورٹ کے مطابق یہ ہندوستانی تعلیم کا بدترین پہلو ہے۔ڈاکٹر ذاکر حسین ہندوستانی تعلیمی نظام کے تعلق سے اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ "ہمارے ملک میں رائج نظامِ امتحان نے یہ ثابت کردیا ہے کہ یہ تعلیم کے لیے بددعا ہے۔" آزادی کے حصول کے کئی دہائیوں بعد بھی ہمارے امتحانی نظام میں خاطر خواہ اصلاح نہیں ہو پائی ہے اور اس میں بے شمار خامیاں اب بھی پائی جاتی ہیں۔ان خامیوں میں اہم خامیوں کی تفصیل یہاں پیش کی جارہی ہے۔

1۔ ہمارے امتحان غیر معقول ہوتے ہیں کیوں کہ ان میں صرف یاد کرنے کے عمل کی ہی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور تفہیم و اطلاق پر زیادہ زور نہیں دیا جاتا ہے۔

2۔ یہ مکمل تعلیمی پہلوؤں کے صرف چند پہلوؤں کا ہی احاطہ کرتا ہے اور دوسرے اہم پہلو جیسے ذہانت، دلچسپی، رویے، مہارتیں، شخصیت کے دیگر اوصاف جیسے؛ جسمانی نشوونما اور سماجی نشوونما جیسے اہم پہلوؤں کو نظر انداز کردیا جاتا ہے۔

3۔ چونکہ زیادہ تر امتحانات تحریری ہوتے ہیں اس میں صرف لکھنے کی صلاحیت کی ہی جانچ بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے۔سننا، بولنا اور پڑھنا کی مہارتوں کی جانچ نہیں ہو پاتی ہے۔اس خامی کو دور کرنے کے لیے زبانی امتحان بھی رکھنا ضروری ہے۔

4۔ روایتی امتحانات؛ نصاب اور طریقہ تدریس دونوں پر اپنی فوقیت رکھتے ہیں۔عام طور پر معلمین کا سارا زور امتحان میں بہتر نتائج لانے پر ہی ہوتا ہے۔معلمین بچوں کو ایسے سوالات کے جوابات رٹا دیتے ہیں جو امتحان میں متوقع ہوتے ہیں۔وہ محض امتحان کے نقطہ نظر سے ہی اپنی تدریس کرتے ہیں۔اس عمل سے طلباء میں انفرادی سوچ، تخلیقی رجحان اور تصورات و حقائق کو سمجھنے اور اطلاق کرنے کی صلاحیتیں فروغ نہیں پاتیں۔دور حاضر میں مختلف گائڈس، ماڈل پیپرس، گیس پیپرس کی مدد لینا، سوالات کے پرچے آؤٹ کرنا، امتحان حال میں نقل کرنا

جیسی تمام خرابیاں اسی امتحانی نظام کا نتیجہ ہیں۔

5۔ امتحانات طلباء کے اخلاقی معیار میں گراوٹ کے بجا طور پر ذمہ دار ہیں۔ ممتحن کو ڈرانا دھمکانا، نقل نویسی اور دوسری غیر قانونی حرکتیں کرنا، ڈسپلن شکنی اور غیر سماجی برتاؤ اختیار کرنا اس کی مثالیں ہیں۔ ناقص امتحان کے نظام کے نتیجے میں ہی ہڑتالیں، دھرنے، واک آؤٹ جیسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔

6۔ امتحانات سے طلباء پر نفسیاتی اثرات پڑتے ہیں۔ کئی طلباء امتحان کے خوف کا شکار ہوتے ہیں اور اس صورت حال کے لیے موجودہ دور میں ایک اصطلاح امتحان فوبیا رائج ہے۔ امتحانی بخار، ذہنی و اعصابی تناؤ جیسے؛ راتوں کو نیند نہ آنا، تفکرات، حسد، حوصلہ شکنی طلباء میں عام طور پر پائے جارہے ہیں۔ امتحان کا طلباء پر کس حد تک نفسیاتی اثر پایا جاتا ہے اس کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ پبلک امتحانوں اور مسابقتی امتحانات کے نتیجے نکلنے کے ساتھ ہی اخبارات میں امتحان میں ناکامی کی بناء پر طلباء کی خودکشی کی اطلاعات آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ امتحان کے منفی پہلوؤں کی بدترین مثال ہے اس کی روک تھام وقت کی اولین ضرورت ہے۔

7۔ اکثر والدین یہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم کا صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے امتحان میں کامیابی حاصل کرنا! جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچے کو سوائے پڑھنے لکھنے کے کوئی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت ہی نہیں دیتے۔ ان کے پاس تعلیم کی پیمائش کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے امتحان کے نتائج۔ اس طرح کے رویوں اور تصورات کی وجہ سے طلباء کی ہمہ جہت نشوونما پر برا اثر پڑتا ہے۔

غرض ہمارے امتحانی نظام کو ان خامیوں سے پاک رہنے کی پر خلوص کوششیں کی جانی چاہئیں۔ طلباء کے والدین، اساتذہ، منتظمین، اعلیٰ عہدے داران تعلیم، روزگار مہیا کرنے والی کمپنیاں ہر ایک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس جانب سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کریں اور فکر و ذہن میں مثبت تبدیلی لائیں اور یہ یقین کر لیں کہ محض امتحانات میں اچھے نمبرات سے کامیابی ہی طالب علم کا نصب العین نہیں ہے اور نہ مستقبل میں کامیاب زندگی کی ضمانت ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) ہمارے ملک میں امتحانی نظام کو کیوں کر ایک ضروری بُرائی (A Necessary Evil) کہا جاتا ہے؟

(2) امتحانی نظام کو بہتر بنانے کے لیے بحیثیت معلم آپ کون سی تجاویز پیش کریں گے؟

5.9 اسکولی تحصیلی آزمائش (SAT) تیار کرنے کے مختلف مراحل

مطلوبہ سمت میں طلباء کے برتاؤ اور طرز عمل میں تبدیلی لانے کو تحصیل کہتے ہیں۔ طلباء کی معلومات، مہارتیں، صلاحیتیں، رویے، دلچسپی وغیرہ کا پتہ لگانا مکمل جانچ کا حصہ ہوتی ہے۔ تحصیلی آزمائش کے ذریعے کسی خاص مضمون میں طلباء کی تفہیمی سطح کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس لیے ہر معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ تحصیلی آزمائش کو صحیح طریقہ پر تیار کرنے اور منعقد کرنے کے بارے میں معلومات رکھے۔ تحصیلی آزمائش کی تعریف مختلف ماہرین نے مختلف انداز میں کی ہیں۔

این ایم دونی کے لفظوں میں ''تربیت و اکتساب کے دور کے بعد کسی فرد کی کامیابیوں اور حصول علم کی جانچ کرنے والی آزمائش کو تحصیلی آزمائش کہتے ہیں''۔

گڈ کے مطابق؛ ''وہ ٹیسٹ جو اسکول میں سکھائے جانے والے کسی مضمون کی معلومات، مہارتوں اور تفہیم وغیرہ کی جانچ کرے تحصیلی

جانچ کہلاتے ہیں''۔

تحصیلی جانچ ایک منظّم طریقہ ہےجس کے ذریعےطلباء کی صلاحیتوں اور کارکردگیوں کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔اس کے علاوہ اس کے ذریعےطلباء کی ذہنی صلاحیتوں کا تجزیہ ہوتا ہے،تعلیمی وتدریسی عمل فروغ پاتا ہے،طلباء کی کمزوریوں کا اندازہ ہوتا اور معلم کی کارکردگی کی جانچ ہوتی ہے۔

اسکولی تحصیلی جانچ کی خصوصیات:

1۔ اسکولی تحصیلی جانچ اکتسابی عمل کے نتیجے میں ہونے والی تبدیلی کی پیائش کرتی ہے۔

2۔ یہ جانچ تینوں علاقوں (وقوفی،تاثراتی،نفسی حرکی) کی پیائش کرتی ہے۔

3۔ یہ ایک معیاری آزمائش ہوتی ہےاس کی تیاری ایک لمبےعمل سے گزرتی ہے۔

4۔ یہ طلباء کے معیار اور ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر تیار کی جاتی ہے۔

5۔ اس کے ساتھ ایک ہدایتی کتابچہ بھی تیار کیا جاتا ہےجس کا مقصد تحصیلی آزمائش کے تعلق سے تمام ہدایات فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس میں نشانات دینے کی اسکیم،انعقاد کے اصول وغیرہ دیے ہوتے ہیں۔

اسکولی تحصیلی جانچ کے مقاصد:

اسکولی تحصیلی جانچ کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

1۔ طلباء کو اگلے درجہ میں ترقی دینے کے لیے بنیاد فراہم کرنا۔

2۔ جماعت کے اوسط معیار کا پتہ لگانا۔

3۔ موادمضمون کے حصول کی جانچ کرنا۔

4۔ زبان کے وقوفی اور عملی پہلوؤں کی جانچ کرنا۔

5۔ معلم کے خود محاسبہ کرنے میں مدد کرنا کہ تدریسی مقاصد کے حصول میں وہ کس حد تک کامیاب ہوا ہے۔

6۔ اکتسابی تجربات کی اثر آفرینی کے بارے میں جاننا۔

7۔ اکتسابی عمل میں معیار اور کمیت کو یقینی بنانا،نتائج کی بنیاد پر طریقہ تدریس کو بہتر کرنا اور اس میں اصلاح کرنا۔

اسکولی تحصیلی آزمائش کے مراحل:

آزمائش کی منصوبہ بندی

بلیو پرنٹ کی تیاری

سوالات تیار کرنا اور سوالنامہ مرتب کرنا

ٹیسٹ کو منعقد کرنا

جانچنا اور نشانات دینا

ٹیسٹ کی جانچ یا تعین قدر کرنا

آزمائش کی منصوبہ بندی:۔ یہ اسکولی تحصیلی جانچ کا پہلا اوراہم مرحلہ ہےاس مرحلہ پر معلم مقاصد کا تعین کرتا ہے،مواد مضمون کا تعین کرتا ہے،وقت اوردن طے کرتا ہے۔

بلیوپرنٹ کی تیاری: جس طرح نیا مکان بنانے سے پہلےنقشہ نویس اس کا نقشہ بناتے ہیں اوراسی کی بنیاد پر مکان کی تعمیر کی جاتی ہے۔اسی طرح ایک معیاری سوالنامہ بنانے کے لیےاس کا اساسی خاکہ یا بلیو پرنٹ بنایا جاتا ہے۔سب سے پہلے بلیو پرنٹ بنانے کے لیےاس کا خاکہ بنانا ضروری ہے۔تحصیلی جانچ کی ابتدامیں تدریسی مقاصداوران کے جملہ نشانات کا تعین کرنا ضروری ہے۔

تدریسی مقاصد کے جملہ نشانات:

جانچ سے پہلے یہ متعین کرنا ہوگا کہ کن تدریسی مقاصد کی جانچ کرنی ہے۔اوران کوسوالنامہ میں کتناوزن (Weightage) دینا ہے۔یعنی سوالنامہ میں سوال بناتے وقت یہ ذہن میں رکھنا ہوگا کہ وہ کس تدریسی مقاصد پرمبنی ہوں گے۔

نمونہ برائے مقاصد:

مقاصد	نشانات	فیصد
معلومات		
تفہیم		
اطلاق مہارت رویے دلچسپی استحسان		
جملہ		

سوالات کے اقسام پر جملہ نشانات کا تعین،سوالنامہ میں تمام مواد کوکم کرنے یا شامل کرنے کی نوعیت،سوالات کی تعداد اس طرح متعین کرنی ہوتی ہے کہ طویل جوابی سوالات کی تعداد کم ہواورمختصر جوابی سوالات اورتعددی انتخابی سوالات کی تعداد زیادہ ہو۔تمام قسم کے سوالات پر مختلف وزن کے جملہ نشانات دینا چاہیے۔

سوالات کے اقسام پر جملہ نشانات کا تعین:

سلسلہ نشان	سوالات کی قسم	سوالات کی تعداد	نشانات	کل	فیصد
.1	طویل جوابی سوالات E	4	5	20	40
.2	مختصر جوابی سوالات S	5	2	10	20
.3	مختصر ترین جوابی سوالات VS	12	11	12	24
.4	تعددی انتخابی سوالات MC	16	1/2	8	16
	کل			50	100

مواد مضمون یا متن پر مبنی جملہ نشانات:

اردو زبان میں مواد مضمون مختلف اصناف پر مبنی ہوتے ہیں۔ جیسے کہ نثر، نظم، قواعد، خطوط نگاری، مضمون نگاری وغیرہ۔ اس کے لیے جملہ نشانات بھی الگ۔ الگ متعین کیے جاتے ہیں۔ یعنی مواد مضمون میں جو اسباق یا متن جانچ کے لیے طے کیے گئے ہیں اس میں مختلف سوالات کے نشانات ذیل طریقہ سے متعین کیے جاتے ہیں۔

مواد مضمون پر مبنی جملہ نشانات؛

سلسلہ نشان	مقاصد	نشانات	فیصد
.1	نثر	15	30
.2	نظم	15	30
.3	قواعد	8	16
.4	مضمون نگاری	6	12
.5	خطوط نویسی	6	12
		50	100

بلیو پرنٹ کا بنانا:

بلیو پرنٹ ایک تین رخی چارٹ ہوتا ہے۔ جس میں مواد مضمون عمودی خط (Vertical Axis) اور مقاصد افقی خط (Horizontal Axis) میں پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ سہ العبادی چارٹ ان امور پر مشتمل ہوتا ہے۔

1۔ مطلوبہ مقاصد

2۔ مواد مضمون

3۔ سوالات کی اقسام

بلیو پرنٹ کا نمونہ:

مقاصد/متن	معلومات	تفہیم	اطلاق	مہارت

سوالات کی تیاری اور سوالنامہ کی ترتیب: تیار کردہ بلیو پرنٹ کی بنیاد پر ان کے مقاصد کو ذہن میں رکھ کر سوالات تیار کیے جاتے ہیں۔ پھر ان سوالوں کی درجہ بندی ان کی اقسام کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ یعنی طویل جوابی سوالات کے ذریعے کن مقاصد کا حصول ہو رہا ہے اور کن مقاصد کا حصول تعددی انتخابی سوالات کے ذریعے ہو رہا ہے۔ پھر ان سوالات کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر حصہ کی ابتداء میں طلباء کے لیے واضح ہدایات درج کی جاتی ہے۔

جانچ کا انعقاد: اسکولی تحصیلی جانچ کا مقصد اسی وقت پورا ہوتا ہے جب اس کا انعقاد مناسب طریقے سے کیا جائے۔ اس کا وقت اور مقام پہلے ہی متعین کر لیا جاتا ہے۔ اس وقت اور مقام کا تعین کر کے طلباء کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اسی لحاظ سے طلباء کے لیے نشستوں کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ جانچ کا انعقاد ہی جانچ کا ایک اہم پہلو ہے۔ اگر اس کو مناسب طور پر منعقد نہ کیا جائے تو عموماً ناقص نتائج آسکتے ہیں۔ اگر ہدایات صحیح نہیں دی گئی ہوں، یا واضح زبان میں نہ دی گئی ہوں، وقت کا تعین صحیح طریقہ سے نہ ہو تو یہ تمام باتیں نتائج کو متاثر کرتی ہیں۔

نشانات دینے کی اسکیم وطریقہ کار: کسی بھی جانچ کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ تیاری کے عمل کے دوران ہی یعنی انعقاد سے پہلے ہی اس کے نشانات دینے کی اسکیم مکمل طور پر تیار کر لی جائے اور ساتھ ہی جوابات کی ایک کلید تیار کر لی جائے۔ تعددی انتخابی سوالات کے جواب کی کلید بنانا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ اور اس کا جانچنا بھی آسان ہوتا ہے۔ مگر طویل جوابی سوالات کی کلید بنانا اور جانچنا اردو زبان میں مشکل ہوتا ہے۔ جانچ ٹیسٹ میں جملہ نشانات دے کر درجہ کے اوسط نشانات حاصل کر لیے جاتے ہیں اور یہ پتہ لگا لیا جاتا ہے کہ درجہ میں نشانات اوسط سے کتنا انحراف کرتے ہیں؟ نشانات فراہم کرتے وقت معلم کو طلباء کا اظہار بیان، زبان پر عبور، ذخیرہ الفاظ کا استعمال وغیرہ کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

اردو کی تدریس کے دوران جانچ عام طور پر تین طریقے سے کی جاتی ہے۔

1۔ سبق کی تدریس سے پہلے جانچ

2۔ سبق کی تدریس کے دوران جانچ

3۔ سبق کے اختتام پر جانچ

سبق کی تدریس سے پہلے کی جانچ: یہ معلم کو اطلاعات وعلم فراہم کرتی ہیں کہ طلباء کو اردو زبان میں کتنی مہارت حاصل ہے؟ کیا صلاحیت ہے؟ زبان

کے اکتساب کا یہ اصول ہے کہ سابقہ معلومات کے سیاق میں ہی نئی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

سبق کی تدریس سے پہلے کی جانچ کا مقصد یہ پتہ لگانا ہوتا ہے کہ مجوزہ درسیات و نصاب کو سیکھنے کی اہلیت، زبان کی مہارت اور عبور طلباء میں ہے یا نہیں۔اس طرح کی جانچ کے ذریعے طلباء کے تدریس کی سطح طے کی جاتی ہے اور اسی کے مطابق تدریس کو منصوبہ بند کیا جاتا ہے۔

تدریس کے دوران جانچ: یہ جانچ عام طور پر تشخیصی جانچ ہوتی ہے۔اس کے ذریعے معلم کو اردو کی منصوبہ بندی اور متن یا مواد مضمون کو سکھانے میں مدد ملتی ہے۔اس میں سبق سے متعلق سوالات کیے جاتے ہیں۔جنہیں عام طور پر تفہیمی سوالات کہا جاتا ہے۔اسی میں تجزیاتی سوالات بھی کیے جاتے ہیں۔

اس طرح کی جانچ کے دو مقاصد ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ درسیات کا کون سا حصہ طلباء ٹھیک اور پوری طرح سے نہیں سیکھ پائے ہیں۔اور کیا۔ کیا پڑھانا ابھی باقی ہے۔اس کے علاوہ طلباء کی اکتسابی مشکلات کا پتہ چلتا ہے تا کہ ان مشکلات کا حل فراہم کیا جائے۔

سبق کے اختتام پر جانچ : سبق کے ختم کرنے کے بعد معلم کے ذریعے متعین کیے مقاصد کے تحت طرز عمل میں آئی ہوئی تبدیلی کو جانچنے کے لیے کچھ سوالات کیے جاتے ہیں۔ان میں سوالات کی نوعیت مقاصد کے لحاظ سے طے ہوتی ہے۔عام طور پر اس میں مختصر جوابی سوالات، مختصر ترین جوابی سوالات اور کبھی کبھی طویل جوابی سوالات بھی موجود ہوتے ہیں۔ جانچ کے لیے سوالات اور ان کی نوعیت کوئی بھی ہو جانچ سوالنامہ پر منحصر کرتی ہے۔کیونکہ سوالنامہ ہی تعین قدر یا جانچ کا آلہ ہے اس لیے سوالنامہ بنانے سے پہلے اس کے مقاصد، سوالنامہ کا خاکہ، سوالنامہ کے نشانات کی اسکیم، وغیرہ سبھی کا تعین کرنا پڑتا ہے۔اسی کے تحت مجوزہ نصاب کے مقاصد کو سوالات کے اقسام، ان کی تعداد اور جملہ نشانات کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاتا ہے۔سوالنامہ بناتے وقت مختلف اقسام کے سوالات ہوتے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

1۔ طویل جوابی سوالات

2۔ مختصر جوابی سوالات

3۔ معروضی قسم کے سوالات

طویل جوابی جانچ: طلباء کی تحریری طور پر اظہار خیال کی مہارت کو جانچنے کے لیے طویل جوابی جانچ کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے ذریعے طلباء کی خیالات کو مجتمع کرنے کی اہلیت، خیالات کا تجزیہ کرنے کی مہارت، حاصل کردہ علم کے اطلاق کی اور خیالات کو منظم کر کے اظہار کرنے کی اہلیت کی جانچ کی جاتی ہے۔آج کے دور میں طویل جوابی سوالات کا امتحان میں کافی استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ اس طرح کے سوالات میں معروضیت کی کمی پائی جاتی ہے۔

طویل جوابی سوالات کی خامیاں: کچھ وقت پہلے امتحانات میں صرف طویل جوابی سوالات ہی شامل کیے جاتے تھے۔مگر آج کل امتحانات میں مختصر جوابی سوالات، تعددی انتخابی سوالات کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔مگر ابھی بھی طویل جوابی سوالات کی شمولیت زیادہ ہے۔اس میں ذیل نقائص پائے جاتے ہیں۔

I) طویل جوابی سوالات تحریری اہلیت پر ہی مبنی ہونے کی وجہ سے طلباء کی ہر طرح کی اہلیت کی جانچ نہیں کر سکتے۔جن طلباء کی تحریری استعداد زیادہ ہے وہ اچھے نمبرات حاصل کر لیتے ہیں مگر جن طلباء کی تحریری استعداد بہتر نہیں ہوتی وہ پچھڑ جاتے ہیں۔

(II یہ طریقہ کا ررٹنے کی عادت کوتحریک بخشتا ہے۔کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ طلباء میں تحریری لیاقت نہیں ہوتی اور نہ ہی پوری طرح زبان پرعبور حاصل ہوتا ہے۔ایسے میں وہ پورا جواب حرف بہ حرف رٹ لیتے ہیں اورامتحان میں ویسا ہی جواب لکھ دیتے ہیں۔یعنی وہ بنا سوچے کتابوں کے صفحات رٹ لیتے ہیں جس سے طلباء میں خوداعتمادی نہیں پیدا ہو پاتی ہے۔اسی طرح نچلی سطح کے نوٹس، گائڈ اورشرح کو مشہور کرنے میں بھی یہ طویل جوابی سوالات ذمہ دار ہوتے ہیں۔

(III طویل جوابی سوالات کے ذریعے کی گئی جانچ میں طلباء آنے والے سوالات کا اندازہ پہلے سے لگا لیتے ہیں۔یعنی وہ کچھ اہم سوالات کی نشاندہی کر لیتے ہیں۔نتیجتاً تمام نصاب کو نہ پڑھ کر چند سوالات کو ہی رٹ کر چلے جاتے ہیں۔جس سے تعلیم امتحان مرکوز ہو جاتی ہے اور پورے نصاب کا علم طلباء کو نہیں ہو پاتا ہے۔

(IV طویل جوابی سوالات کی معتبریت کم ہوتی ہے۔اس سے طلباء کی اہلیت اور مہارت کی پوری طرح جانچ نہیں ہو پاتی ہے۔ بلکہ اتفاقیت کا عنصر نمایاں رہتا ہے۔اگر اتفاق سے اچھی طرح تیار کیے گئے سوالات آ گئے تو ٹھیک ہے ورنہ طلباء میں اہلیت ہوتے ہوئے بھی جانچ میں اس کے نشانات کم ہو جاتے ہیں۔اسی طرح جانچنے والے کی بھی معتبریت کم رہتی ہے ایک ہی جواب کو دو مختلف لوگ دیکھیں تو مختلف نشانات حاصل ہوتے ہیں۔اب کس کے ذریعے دیۓ گئے نمبرات یا نشانات صحیح ہیں اور کس کے غلط یہ سمجھنا مشکل ہے۔اس کے علاوہ اگر جانچ کرنے والا اپنی ہی جانچی ہوئی کاپی کو کچھ دن بعد جانچیں تو جملہ نشانات میں فرق آنے کے امکان ہو سکتے ہیں۔

(V ایسی جانچ طلباء کی تمام صلاحیتوں کی جانچ یا پیائش نہیں کر سکتی۔اس میں کچھ چنے ہوئے سوالات پوچھے جاتے ہیں۔جس سے نصاب کے زیادہ تر حصے سے طلباء اجتناب کر کے کچھ زیادہ پوچھے گئے سوالوں کو ہی پڑھتے ہیں۔

(VI اس جانچ میں تعصبیت کا اندیشہ بنا رہتا ہے۔جانچنے والے کی نمبرات دینے کی اسکیم اس کے ذاتی خیالات اور ذہنی کیفیت پر منحصر کرتی ہے، جو طلباء جانچنے والے کے ذہن کے مطابق جوابات لکھتے ہیں انہیں نسبتاً اچھے نمبرات ملتے ہیں۔

(VII طویل جوابی سوال کا جانچنا اپنے آپ میں ایک مشکل امر ہے۔طلباء کے لمبے۔لمبے جوابات لکھے ہوتے ہیں جن کا جانچنا ایک صبر وتحمل کا کام ہے۔ایک ہی جیسے جوابات پڑھ کر کبھی کبھی اکتاہٹ سی ہونے لگتی ہے۔جس کا اثر طلباء کے نمبرات پر پڑتا ہے۔

(VIII کئی بار یہ دیکھا گیا ہے کہ جانچنے والے بنا پڑھے نمبر دے دیتے ہیں۔اُس میں ایسے طلباء بھی دیکھے گئے ہیں جو فلموں کی کہانیاں لکھ دیتے ہیں یا کوئی بھی کام کی بات نہیں لکھتے ہیں۔اس کے باوجود اچھے نمبروں سے پاس ہو جاتے ہیں اور یہ بات باقی طلباء کو بھی ایسا کرنے کی تحریک بخشتی ہے۔

طویل جوابی سوالات کی خوبیاں : طویل جوابی سوالات مندرجہ بالا نقائص ہوتے ہوئے بھی اپنا وجود بنائے ہوئے ہیں تو اس کی بھی کچھ وجوہات ہے ۔زبان اور زبان پر عبور، ذخیرہ الفاظ کی جانچ اس طویل جوابی سوالات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

(I اس کے ذریعے خیالات کو مجتمع اور منظّم کرنے کی صلاحیت کی جانچ ہوتی ہے۔طلباء کی صرف چند اطلاعات اور علم ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان کو منظّم طریقے سے اپنے الفاظ میں بیان کرنا یا اظہار کرنا اہم ہے۔انھوں نے اپنے خیالات کو منظّم کر کے اظہار کرنے کی مہارت سیکھ لی ہے یا نہیں اس کی جانچ صرف طویل جوابی سوالات کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے۔

II) طویل جوابی سوالات کے ذریعے طلباء کی منطقی استدلال کی صحیح طریقے سے جانچ ہوسکتی ہے۔ تعلیم سے مراد صرف چند اطلاعات کو ذہن میں محفوظ کر لینا ہی نہیں ہے بلکہ ان کا مدلل تجزیہ کرنا بھی تعلیم کا ایک اہم جز وہے۔ طلباء نے اس جزو میں کہاں تک مہارت حاصل کی ہے یعنی وہ اطلاعات کی تجزیاتی تشریح وتوضیح کر سکتے ہیں یا نہیں اس کی جانچ کے لیے طویل جوابی سوالات ایک بہترین آلہ ہے۔

III) زبان کی تدریس میں یہ طلباء کو مختلف اسلوب بیان، یا مختلف نوعیت سے اظہار خیال کی تدریس کرتے ہیں۔ یعنی کبھی ہم کہتے ہیں کہ مفصل بیان کریں کبھی کہتے ہیں مدلل بیان کریں، تجزیہ کریں۔ اس کے ذریعے یہ جانچ ہوجاتی ہے کہ طلباء میں مختلف قسم کے اظہار خیال یا اسلوب بیان کرنے کی اہلیت پیدا ہوئی ہے یا نہیں۔

IV) طویل جوابی سوالات کے ذریعے یہ جانچ ہوسکتی ہے کہ طلباء کو زبان کے صحیح استعمال کی اہلیت اور خیالات میں تسلسل اور ربط، اسلوب وطرز نگارش میں نکھار وغور وفکر کی صلاحیت، زبان میں فصاحت و بلاغت کی اہلیت ومہارت پیدا ہوئی ہے یا نہیں؟ جو کہ زبان کی تدریس کا اہم مقصد ہے۔

مختصر جوابی سوالات:

مختصر جوابی سوالات وہ سوالات ہوتے ہیں جن کا جواب دو یا تین سطر میں دیا جاتا ہے۔ یہ سوال زیادہ تر نچلی سطح کے اور علم پر مبنی (Memory Based) ہوتے ہیں جیسے:

1۔ پریم چند کی اہم تصانیف کون۔کون سی ہیں؟

2۔ صفت کی کتنی اقسام ہوتی ہے؟

3۔ عیدگاہ کہانی میں حامد کون تھا ؟ وغیرہ۔

ان سوالات کے ذریعے طلباء کے علم وتفہیم کی جانچ کی جاتی ہے اور کچھ حد تک طلباء کی تحریری لیاقت کا بھی اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس میں تعددی انتخاب کی طرح طلباء اندازے سے کام نہیں لے سکتے کیونکہ جواب دینے کے لیے مکمل جملے کی ترکیب کرنی ہوتی ہے۔ اس طرح جملہ کی ترتیب وترکیب وساخت کی بھی جانچ ہوجاتی ہے۔ اس طریقہ کی جانچ میں طویل جوابی سوالات کی طرح کچھ چنے ہوئے سوالات ہی شامل نہیں کیے جاتے ہیں بلکہ سوالات کی تعداد نسبتاً زیادہ ہوتی ہے اور درسیات کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی ہو جاتی ہے۔ اس لیے طلباء کو درسیات کا سنجیدگی سے اور وسیع طور پر مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ اس میں طلباء کو چھوٹے چھوٹے جملوں میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہوتا ہے اور ان کو رٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ تدریس کے دوران بھی معلم مختصر سوالوں کے ذریعے طلباء کی مختلف اہلیتو ں کا اندازہ لگالیتا ہے۔ اس طرح کے سوالات کے جوابات دینے کا طلباء کو درجہ سے ہی تجربہ ہوجاتا ہے۔ نتیجتاً ایسے سوالات طلباء کے لیے کسی خوف کا باعث نہیں ہوتے ہیں۔ ان کی جانچ بھی تعددی انتخاب کی طرح آسان رہتی ہے۔ اور اس میں انفرادیت اور عصبیت کا عنصر بھی نہیں رہتا ہے۔

معروضی جانچ: طلباء کے علم، تفہیم اور حافظہ کی جانچ کے لیے معروضی جانچ کی جاتی ہیں۔ درسیات کا زیادہ تر حصہ ان سوالات کی وجہ سے جانچ میں شامل ہوجاتا ہے۔ کیونکہ معروضی جانچ میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات انتہائی مختصر ہوتے ہیں اور طلباء کو ان کا جواب دینے میں کوئی وقت درکار نہیں ہوتا ہے اور تھوڑے ہی وقت میں زیادہ سے زیادہ سوالات کے ذریعے زیادہ علم وتفہیم کی جانچ ہوجاتی ہے۔ ان سوالات کی جانچ بھی نسبتاً جلدی

ہوجاتی ہے۔اوراس کے علاوہ اس کے نتائج میں معتبریت اورمعروضیت کاعنصر نمایاں رہتا ہے۔

اس جانچ میں مختلف قسم کے سوالات ہوتے ہیں۔

1۔ تعددی انتخابی سوالات

اس میں ایک سوال کے تین یا چار جواب دیے جاتے ہیں۔جن میں صرف ایک صحیح ہوتا ہے۔جیسے؛

(1) ''آنکھیں بچھانا'' کا مطلب ہے۔

1۔ غصہ کرنا	2۔ پیار ہونا
3۔ استقبال کرنا	4۔ کترانا

(ب) اسم کی جگہ پر استعمال ہونے والے لفظ کو کہتے ہیں۔

1۔ صفت	2۔ ضمیر
3۔ اسم نکرہ	4۔ فعل

2۔ خالی جگہ کو پر کرنا:- اس میں طلباء کو خالی جگہ پر کرنے کو کہا جاتا ہے۔جیسے:-

(1) گئودان ناول کے مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

(ب) استاد کی جمع۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(ج) غزل کے آخری شعر کو۔۔۔۔۔۔۔کہتے ہیں۔

3۔ صحیح غلط کے درمیان تفریق کرنے کی اہلیت کی جانچ:- اس میں طلباء کے سامنے کچھ جملے رکھے جاتے ہیں۔جن میں سے کچھ غلط ہوتے ہیں اور کچھ صحیح ہوتے ہیں۔طلباء کو انہیں پڑھ کر صحیح پر( ) نشان اور غلط پر( ) کا نشان لگانا ہوتا ہے۔جیسے:۔

1۔ ''گئودان''، منشی پریم چند کا مشہور ناول ہے۔

2۔ اسم کی تعریف بیان کرنے والے الفاظ کو صفت کہتے ہیں۔

3۔ فانی ایک قصیدہ گو شاعر تھے۔

4۔ جوڑے میلان؛

اس میں طلبا کو دو فہرست دی جاتی ہے اور ایک فہرست میں دیے الفاظ کو دوسری فہرست کے الفاظ سے ملانا ہوتا ہے۔جیسے؛

(ا)	(ب)
1۔ آگرہ	صفت
2۔ لکڑی	اسم
3۔ لال	ضمیر
4۔ کون	اسم
5۔ جانا	فعل

5۔ بازآفرینی:- اس کے ذریعے طلباء کی یادداشت کی جانچ کی جاتی ہے۔جیسے؛

نیچے دیے گئے الفاظ کے معنی ان کے سامنے لکھیں۔

1۔ رنجیدہ ۔ 2۔ دشواری ۔

3۔ ابتداء ۔ 4۔ انحصار ۔

معروضی جانچ کی خوبیاں: آج کل معروضی ٹیسٹ کا رجحان کافی بڑھ رہا ہے۔اس کی وجہ بظاہر ان کی مندرجہ ذیل خوبیاں ہیں۔

1۔ معروضی جانچ میں طویل جوابی سوالات کی طرح چند گنے چنے سوالات کی ہی شمولیت نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اس میں درسیات کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی ہوتی ہے۔نتیجتاً طلباء کچھ گنے چنے سوالات تیار کر کے امتحانات میں نہ جا کر پورا کا پورا نصاب تیار کرتے ہیں۔

2۔ معروضی جانچ میں علم، تفہیم اور حافظہ کی جانچ ہوتی ہے۔اس میں وہ طلباء بھی اچھے نمبرات حاصل کر لیتے ہیں جن کی تحریری استعداد اچھی نہیں ہوتی ہے یا نسبتاً کم ہوتی ہے۔اس طرح یہ جانچ تمام طلباء کے ساتھ پورا پورا انصاف کرتی ہے۔

(III) اس طرح کی جانچ میں نمبرات دینے کے لیے کسی خاص مہارت کی ضرورت نہیں پڑتی۔اس کی جانچ کوئی بھی کرسکتا ہے جس میں وہ طلباء بھی شامل ہیں جنہوں نے خود امتحان دیا ہے۔

(IV) اس طرح کی جانچ میں طلباء کو لمبے لمبے سوالات کو رٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ مواد کی بہتر طریقہ سے تفہیم کرنا ضروری ہوتا ہے۔کیونکہ ان کو جواب ایک ہی لفظ، یا صحیح/غلط کا نشان لگا کر دینا ہوتا ہے۔

(V) اس طرح کی جانچ میں معتبریت کا عنصر نمایاں رہتا ہے۔اس کو ایک سے زیادہ ماہرین بھی جانچیں تو نتیجے ایک جیسے ہی آتے ہیں۔

(VI) اس طرح کی جانچ میں معقولیت نمایاں رہتی ہے۔ان کے ذریعے طلباء کی جن مہارتوں واہلیتوں کی جانچ متوقع ہے یہ اسی کی جانچ کرتے ہیں۔یعنی اگر طلباء کی صرف ونحو کی مہارت، قواعد کی مہارت یا مختلف انواع علم کی تفہیم غرض یہ کہ جس اہلیت کی جانچ کرنی ہے اس کی جانچ معقولیت سے کرتا ہے۔

(VII) اس قسم کی جانچ میں طلباء میں خوف وہراس کم ہوتا ہے ان کو لمبے لمبے جوابات یاد نہیں کرنے پڑتے ہیں۔ان کو چھوٹی چھوٹی باتیں سمجھنی اور یادداشت میں محفوظ رکھنی ہوتی ہیں کیونکہ اس میں تقریباً تمام نصاب کی شمولیت رہتی ہے اس لیے طلباء کو بھی بھروسہ رہتا ہے کہ وہ سوالات کے جوابات مناسب طریقہ سے دے سکیں گے اور امتحان میں کامیابی حاصل کرلیں گے۔اس لیے وہ ذہنی دباؤ کا شکار نہیں ہوتے ہیں۔

معروضی جانچ کی خامیاں:- اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ معروضی جانچ میں نسبتاً زیادہ معتبریت، معقولیت کا عنصر رہتا ہے باوجود اس کے اس میں کچھ خامیاں بھی ہیں۔جو درج ذیل ہیں۔

I) اس کے ذریعے طلباء کی تجزیاتی سوچ، منطقی سوچ اور دلائل دینے کی اہلیت کی جانچ نہیں ہو پاتی ہے اور مدلل اور تجزیاتی ومنطقی سوچ سے پرے علم کھوکھلا ہوتا ہے۔

II) زبان کی تدریس کا سب سے اہم مقصد طلباء میں اپنے خیالات وجذبات کا اظہار کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے لیکن معروضی جانچ طلباء کی اس اہلیت کی جانچ صحیح انداز سے نہیں کر پاتی ہے۔اظہار بیان کی اہلیت حاصل کرنے کے لیے مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔لیکن اگر طلباء کو معلوم ہو کہ جانچ میں اظہار بیان کی اہلیت کی جانچ نہیں ہوگی تو وہ اس کی مشق کبھی نہیں کریں گے۔اس لیے زبان کی تدریس صرف معروضی جانچ پر منحصر نہیں رہ سکتی۔اس میں ان سوالات کی شمولیت لازمی ہے جن سے اظہار بیان کی اہلیت کو تقویت ملے۔

(III) معروضی جانچ کے ذریعے علم کی ٹکڑوں میں جانچ کی جاتی ہے مگر علم کی انضمامی طور پر جانچ نہیں کی جاسکتی ۔ جب کہ زبان کی تدریس کا مقصد طلباء کو اپنے خیالات کو منظّم کر کے ان کو جملوں کی ساخت دیکر بیان کرنے کی اہلیت پیدا کرنا ہے۔

(IV) معروضی جانچ میں زیادہ تر طلباء اندازہ لگا کر بھی سوالات کا جواب دیتے ہیں اور اندازہ لگا کر جواب دینے سے کئی بار طلباء اچھے نمبرات سے کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔

ان خامیوں کے باوجود بھی معروضی جانچ بہت افادی ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ان خامیوں کو دور کرتے ہوئے جانچ کی جائے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) معروضی جانچ کسے کہتے ہیں؟ مثالیں دیجیے۔

(2) طویل جوابی سوالات کی خوبیوں کو بیان کیجیے۔

(3) بلیو پرینٹ سے کیا مراد ہے؟

(4) اسکولی تحصیلی جانچ کے مقاصد تحریر کیجیے۔

5.10 یاد رکھنے کے نکات

☆ مقاصد کا حصول ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو پوری طرح ہوا ہے یا ادھورا ہی ہے؟ اس سلسلہ میں کئی سوالات اُٹھتے ہیں۔ پیمائش اور جانچ اسی بارے میں جانکاری فراہم کرتی ہے۔

☆ تدریسی عمل میں تین عناصر ہوتے ہیں پہلا مقاصد کا تعین، دوسرا مقاصد کے حصول کے لیے فراہم کیے جانے والے تجربات اور تیسرا ان مذکورہ مقاصد کے حصول کی مقدار کو متعین کرنے کے لیے جانچ یا تعین قدر!

☆ معلم کے بنیادی فرائض میں ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وقتاً فوقتاً طلبا کی لیاقت وصلاحیت کی جانچ کی جائے اور ان کی رفتار و ترقی کا جائزہ لیا جائے۔

☆ تعلیمی کمیشن کے مطابق ؛ ’’تعین قدر ایک مسلسل عمل ہے۔ یہ مکمل نظام تعلیم کا ایک اہم عنصر ہے اور مقاصد تعلیم سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہ طلباء کی مطالعہ کی عادت اور معلم کے طریقہ تدریس پر کافی اثر ڈالتا ہے۔ اور اس طرح یہ تعلیمی تحصیل کی پیمائش اور اس میں بہتری لانے میں معاون ہوتا ہے‘‘۔

☆ ثانوی تعلیمی کمیشن کے مطابق ’’ جانچ ایک اہم ذریعہ ہے جس کے ذریعے سماج اس بات کا پتہ لگاتا ہے کہ اسکول اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقہ سے پورا کر رہے ہیں اور اسکول میں طلباء کو صحیح طریقہ سے تعلیم فراہم کی جا رہی ہے اور وہ مطلوبہ سطح کو حاصل کر رہے ہیں‘‘۔

☆ اس طرح تدریسی عمل میں تین اہم عناصر ہیں۔1۔تدریسی مقاصد،2۔اکتسابی تجربات،3۔معلم کی جانچ!

☆ مقاصد سے مراد معلم کی وہ توقعات ہیں جس سے وہ طلباء کے طرز عمل میں مطلوبہ تبدیلی لانا چاہتا ہے۔

☆ اکتسابی تجربات سے مراد وہ تمام سرگرمیاں، تجربات، وسائل و ذرائع ہیں جن کے ذریعے وہ طرز عمل میں تبدیلی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

☆ جانچ مطالعہ کے لیے تحریک دیتی ہے۔ جانچ میں کچھ ایسے سوالات بھی ہوتے ہیں جو کہ پورے نصاب پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس لیے طلباء پورے نصاب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جس سے ان کے علم و تفہیم میں اضافہ ہوتا ہے۔ جانچ ایک طرح سے معلم اور متعلم دونوں کے لیے

تقویت کا کام کرتی ہے۔

☆ پیمائش سے مراد ناپنا ہے اس میں آلات کے ذریعے طلباء کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں جیسے لمبائی، وزن، آنکھوں کی روشنی، قوت سماعت وغیرہ کا پتہ لگانا ہے۔

☆ جانچ (Evaluation) کے تحت نہ صرف شخصیت کے مادّی پہلوؤں بلکہ کیفیتی پہلوؤں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہے بلکہ اس کے ذریعے جسمانی نشونما، سماجی نشونما اور اخلاقی نشونما کی بھی جانچ کی جاتی ہے۔

☆ جانچ (Evaluation) کے ذریعے طلباء کی دلچسپیوں، تصورات، تفکرات، عادتوں میں تبدیلی کا بھی اندازہ لگایا جاتا ہے۔

☆ جانچ کا تصور زیادہ جامع اور وسیع ہے اور دیگر تصورات جیسے آزمائش، امتحان، پیمائش اور اندازہ قدر اس کے جزو ہیں۔

☆ پیمائش (Measurement) کا دائرہ محض کمیتی (Quantitative) پہلو تک محدود رہتا ہے جب کہ جانچ (Evaluation) کے اندر کیفیتی (Qualitative) اور کمیتی (Quantitative) دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں۔

☆ ایک معیاری جانچ کو ایک مثالی طریقہ پر درست، معتبر، قابل عمل، منصفانہ اور مفید ہونا چاہئے۔

☆ انسانی شخصیت کے تمام پہلوؤں کی جانچ کرنے کے لیے ماہرین تعلیم نے مختلف آلات اور تکنیک کی تعمیر تشکیل کی ہیں۔ ان میں مشاہداتی طریقہ کار، انٹرویو، سوالنامہ، معلم کے ذریعے تیار کردہ غیر رسمی ٹیسٹ، معیاری ٹیسٹ، ریٹنگ اسکیل، انیکڈوٹل ریکارڈ، مجموعی ریکارڈ اور سوشیومیٹری بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

☆ مسلسل اور جامع جانچ سے مراد معلم کے جماعت میں داخل ہونے سے لیکر سبق کے اختتام اور کورس یا پروگرام کے اختتام تک اکتساب کے حصول کی جانچ کرنا ہے۔

☆ مسلسل اور جامع جانچ کے ذریعے طلباء کے نہ صرف وقوفی اور معلوماتی پہلوؤں کا بلکہ سماجی، اخلاقی، جذباتی، جمالیاتی غرض یہ کہ ہر پہلو کو جانچا و پرکھا جاتا ہے۔

☆ مشاہدہ، انٹرویو، سوالنامہ، معیاری ٹیسٹ، ریٹنگ اسکیل، انیکڈوٹل، سوشیومیٹری وغیرہ جانچ کے اہم آلات اور تکنیکیں ہیں۔

☆ طلباء کی تحریری طور پر اظہار خیال کی مہارت کو جانچنا، طلباء میں خیالات کو مجتمع کرنے، تجزیہ کرنے اور اس کا اطلاق کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا طویل جوابی سوالات کے مقاصد ہیں۔

☆ زبان پر عبور، ذخیرہ الفاظ کی جانچ، خیالات کو جمع کرنا، تجزیہ کرنا، منظّم کرنا وغیرہ طویل جوابی سوالات کی خوبیاں ہیں۔

☆ معروضی جانچ میں تعددی انتخابی سوالات، خالی جگہ پُر کرنے والے سوالات، صحیح غلط والے سوالات، جوڑے ملانا اور بازآفرینی والے سوالات شامل کیے جاتے ہیں۔

☆ درسیات کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی، علم، تفہیم اور حافظہ کی جانچ ہی معروضی جانچ کی خوبیاں ہیں۔

5.11 فرہنگ

نقائص	:	نقص کی جمع
پیمائش	:	Measurement
تحصیل	:	حاصل کرنا، کسی چیز کا حصول

خصوصیات	:	خاص باتیں، خاص خوبی
حکمت عملی	:	تدبیر، لائحہ عمل
مشاہدہ	:	باریکی سے معاینہ کرنا
انیکڈوٹل ریکارڈ	:	اس میں طلباء کے غیر معمولی برتاؤ (مثبت یا منفی) کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے
معقولیت	:	عقل سے متعلق
معتبر	:	اعتبار، اعتماد
افادیت	:	فائدے مند ہونا

5.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ پیائش کے ذریعے شخصیت کے کن پہلوؤں کی پیائش کی جاتی ہے؟

1۔ کیفیتی 2۔ کمیتی 3۔ نسبتی 4۔ تینوں

2۔ جانچ کے ذریعے شخصیت کے کن پہلوؤں کی جانچ کی جاتی ہے؟

1۔ نسبتی 2۔ کیفیتی 3۔ کمیتی 4۔ تینوں

3۔ "ہمارے ملک میں رائج نظام امتحان نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ تعلیم کے لیے بددعا ہے۔" کس کا قول ہے؟

1۔ گاندھی جی 2۔ مولانا آزاد 3۔ رادھا کرشنن 4۔ ڈاکٹر ذاکر حسین

4۔ مسلسل جامع جانچ میں شخصیت کے کن پہلوؤں کی جانچ کی جاتی ہے؟

1۔ جسمانی 2۔ ذہنی 3۔ سماجی 4۔سبھی

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ جانچ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

2۔ تدریس واکتساب کے عمل میں جانچ کے کیا مقصد ہیں؟

3۔ تدریس واکتساب میں جانچ کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھائیے۔

4۔ جانچ کے لیے مجوزہ آلات وتکنیک کی فہرست بنائیے۔

5۔ اسکول میں تحصیلی جانچ کا مفہوم بیان کیجیے۔

6۔ تحصیلی آزمائش کے طریقہ کار کے اہم نکات کیا ہیں؟ لکھیے۔

7۔ انٹرویو کی تین خصوصیات بیان کیجیے۔

8۔ معیاری ٹیسٹ کی معقولیت سے کیا مراد ہے؟

9۔ ریٹنگ اسکیل کا استعمال شخصیت کے کن پہلوؤں کی جانچ کے لیے کیا جاتا ہے؟

10- انیکڈوٹل ریکارڈ میں کیا لکھا جاتا ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ پیمائش و جانچ کے مفہوم اور تصور کی وضاحت کرتے ہوئے تدریسی عمل میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

2۔ پیمائش و جانچ میں فرق کا تفصیلی جائزہ پیش کیجیے۔

3۔ ایک معیاری جانچ کی خصوصیات پر مدلل بحث کیجیے۔

4۔ جانچ کے مختلف آلات اور تکنیک کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کے استعمال کی تراکیب بیان کیجیے۔

5۔ مسلسل جامع جانچ کے مفہوم، تصور، ضرورت و اہمیت کی تفصیلی وضاحت کیجیے۔

6۔ موجودہ امتحانی نظام کے نقائص بیان کرتے ہوئے اسے معیاری بنانے کی حکمت عملی پر روشنی ڈالیے۔

7۔ اسکولی تحصیلی آزمائش (SAT) تیار کرنے کے مختلف مراحل کو سمجھائیے۔ آپ اس کا استعمال کیسے کریں گے؟ واضح کیجیے۔

5.13 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

- نجم السحر ، صابرہ سعید، تدریس اردو، پرائز، پبلشنگ ہاؤس، حیدرآباد (2006)
- محی الدین قادری زور، تدریس اردو، یونیک بک میڈیا، شری نگر (2006)
- عمیر منظر، اردو زبان کی تدریس اور اس کا طریقہ کار، شپرا پبلیشنگ دہلی (2009)
- اومکا کول، مسعود سراج، اردو اصناف کی تدریس، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی (2003)
- محی الدین بچھ، جدید تدریس اردو، گلشن پبلیکیشنز شری نگر (1998)
- ریاض احمد، اردو تدریس، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ دہلی، (2013)
- محمد حسن، ادبیات شناسی، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی (1989)

نمونہ امتحانی پرچہ Model Examination Paper

اردو کی تدریسیات–II

جملہ نشانات 70	وقت : 3 گھنٹہ

ہدایت

یہ پرچہ تین حصوں پہ مستمل ہے۔حصہ اول حصہ دوم اور حصہ سوم۔ ہر جواب کے لئے لفظوں کی تعداد اشارۃ ہے۔تمام حصوں کے جواب لازمی ہے۔

ا۔حصہ اول میں دس لازمی سوالات ہے جو کہ معروضی سوالات ہے۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے ۔ ہر سوال کے لئے ایک نمبر مختص ہے۔

۲۔حصہ دوم میں 8 سوالات ہیں۔اس میں سے کوی 5 کے جواب ہی لازمی ہے۔ ہر سوال کا جواب تقریباً دوسوالفاظ پر مشیمل ہونا چاہئے۔ ہے سوال کے لئے 6 نمبر مختص ہے۔

۳۔حصہ دوم میں 5 سوالات ہیں۔اس میں سے کوی 3 کے جواب ہی لازمی ہے۔ ہر سوال کا جواب تقریباً پانچ سوالفاظ پر مشیمل ہونا چاہئے۔ ہے سوال کے لئے 10 نمبر مختص ہے۔

سوال۔ا **حصہ اول**

(i) مندرجہ ذیل میں سے کون سا افسانہ پریم چند کا نہیں ہے؟

(a) نجات (b) نئی بیوی (c) چوتھی کا جوڑا (d) کفن

(ii) ذیل کے مضامین میں اردو زبان کے معلم کو کس مضمون کا علم ہونا ضروری ہے؟

(a) سماجیات (b) نفسیات (c) ریاضی (d) حیاتیات

(iii) اس کتاب کا کاغذ عمدہ اور سفید ہے۔اس جملے میں عمدہ اور سفید کیا ہے؟

(a) صفت (b) اسم (c) فاعل (d) فعل

(iv) درج ذیل میں سے کون سا لفظ ''ارض'' کا ضدر ہے؟

(a) عرض (b) غرض (c) صحرا (d) فلک

(v) ان میں کون سا لفظ اسم مکبر ہے؟

(a) ملکہ ترنم (b) شاہراہ (c) رستم ہند (d) خاں بہادر

(vi) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی سے شائع ہونے والی میگزین کا نام کیا ہے؟

(a) اردو دنیا (b) الہلال (c) الکلام (d) البلاغ

(vii) آثار الصنادید کے مصنف کا نام لکھیں۔

(viii) ادارۂ ادبیات اردو حیدر آباد کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ix) رباعی کے لغوی معنی کیا ہیں؟

(x) اردو کے پہلے ناول نگار کا نام بتائیے۔

حصہ دوم

مختصر جوابی سوالات

2۔ دارالترجمہ کی علمی وادبی خدمات کا جائزہ لیجیے۔

3۔ درس وتدریس میں جانچ کی اہمیت وضرورت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

4۔ اچھے سوالنامے کی خوبیاں بیان کیجیے۔

5۔ ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت وضرورت بیان کیجیے۔

6۔ اردو نصاب کی تدوین کے اصول بیان کیجیے۔

7۔ نصاب میں جدت پسندی اور لچک کیوں ضروری ہے؟ مدلل لکھیے۔

8۔ درسی کتاب سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ درسی وغیر درسی کتاب میں فرق واضح کیجیے۔

9۔ درس وتدریس میں درسی آلات کی اہمیت بیان کیجیے۔

حصہ سوم

طویل جوابی سوالات

10۔ تدوین نصاب کے عمومی اور خصوصی اصول بیان کرتے ہوئے ان کے بنیادی اجزا سے بحث کیجیے۔

11۔ اردو کے فروغ میں معاون ہم نصابی سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ لیجیے۔

12۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیوسٹی کی اردو خدمات کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔

13۔ ایک معیاری جانچ کی خصوصیات بیان کیجیے اور مثال پیش کیجیے۔

14۔ منصوبہ سبق کے مختلف مراحل کا استعمال کرتے ہوئے مشقی تدریس کے دوران پڑھائے گئے کسی نظم کے سبق کا منصوبہ تیار کیجیے۔